الاحکام الشرعی فی الطلاق البدعی و السنی

کا اردو ترجمہ

سُنّی و بدعی طلاق کا شرعی حکم

تالیف:

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن زید المحمود

رئیس المحاکم الشرعیۃ والشئون الدینیۃ. دولۃ قطر

الدار السلفیۃ

۱۳- محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، بمبئی- ۴۰۰۰۰۳

EmaanLibrary.com

الحکم الشرعی فی الطلاق السنی والبدعی

کا اردو ترجمہ مسمّٰی بہ

سنی و بدعی طلاق

کا

شرعی حکم

تالیف:

فضیلۃ الشیخ علامہ عبد اللہ بن زید المحمود

رئیس المحاکم الشرعیہ والشئون الدینیۃ دولۃ قطر

اردو ترجمہ وتقدیم

مختار احمد ندوی

مطبوعات رئاسۃ المحاکم الشرعیۃ والشئون الدینیۃ حکومۃ قطر

ناشر

الدار السلفیہ

۱۳ - محمد علی بلڈنگ ، بھنڈی بازار بمبئی ۳ ..... ۴۰۰۰

EmaanLibrary.com

مفت، برائے تقسیم

سلسلہ اشاعت الدار السلفیہ ۲۰

جملہ حقوق بحق ناشر ومترجم محفوظ ہیں،

پہلی اشاعت ـــــــــ اپریل ۱۹۸۲ء
کتابت ـــــــــ توفیق احمد
طباعت ـــــــــ رنگ بھارتی پریس بمبئی
تعداد اشاعت ـــــــــ دس ہزار
طابع وناشر ـــــــــ اسلم مختار

ملنے کا پتہ

الدار السلفیہ

۱۳- محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار بمبئی ۴۰۰۰۰۳

EmaanLibrary.com

فہرست مضامین

۱	عرض ناشر	۵
۲	خطبۃ الکتاب	۷
۳	مقدمۃ البحث	۱۱
۴	الطلاق مرتان	۲۰
۵	میاں بیوی کے درمیان لعان کے بعد طلاق دینا لغو ہے ،	۳۶
۶	مطلقہ کے لئے خرچ اور سکونت	۴۲
۷	ایک لفظ سے تین طلاق دینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ناراضی	۴۹
۸	علامہ ابن قیم کا مفصل بیان	۵۳
۹	عبد اللہ بن عمر کی اس طلاق کا حکم جس میں انہوں نے بیوی کو	ﷺ
ﷺ	حالت حیض میں طلاق دی تھی ،	۵۵
۱۰	تین طلاق کے ایک ہونے کی بابت امام طحاویؒ کا بیان	۵۸
۱۱	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور تین طلاق کا نفاذ	۵۹
۱۲	شرعی طلاق صرف رجعی ہے ،	۶۲
۱۳	طلاق سنت کا بیان	۶۳
۱۴	تین طلاق کے بارے میں ابن عباسؓ کا فتوی	۷۴
۱۵	شریعت کو اختیار کرنے اور اس کے حدود میں رہنے کا وجوب	۸۶

EmaanLibrary.com

۱۶	سنت پر عمل کرنے کی علماء کو دعوت	۹۰
۱۷	شرعی طلاق وہ ہے جس کو اللہ اور اُسکے رسول نے مشروع قرار دیا	۹۸
۱۸	طلاق کی آیتوں کے متعلق علامہ ابن کثیرؒ کی تفسیر	۱۰۲
۱۹	طلاق بتہ کا بیان	۱۰۸
۲۰	ایک ساتھ تین طلاق دینا حرام اور بدعت ہے	۱۱۹
۲۱	چار حالتوں میں طلاق بائن ہو جاتی ہے	۱۱۷
۲۲	طلاق سنی اور بدعی کا شرعی حکم	۱۲۳
۲۳	عدت کا وجوب اور دوران عدت رجعت کا جواز	۱۳۷
۲۴	عقد نکاح اور اثبات طلاق کے آداب	۱۴۱
۲۵	خاتمہ	۱۴۷
۲۶	اخراجات نکاح میں درمیانہ روی اور سہولت کا لحاظ کرنا	۱۵۴

EmaanLibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

آج اسلام دشمن طاقتیں اسلام پر جن جن پہلوؤں سے حملہ کر رہی ہیں ان میں ایک طلاق کا مسئلہ بھی ہے اخبارات میں آئے دن مطلقہ عورتوں کی مظلومیت پر مگرمچھ کے آنسو بہائے جاتے ہیں، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی میٹنگوں میں ہمیشہ ہی یہ مسئلہ زیر بحث آتا ہے۔ مگر افسوس اپنی شدید اہمیت اور نزاکت کے باوجود یہ مسئلہ اب تک فقہی موشگافیوں اور مذہبی گروہ بندیوں کے جمود اور تعصب کا شکار ہے۔

نکاح اور طلاق کا مسئلہ خالص شرعی اور سماجی ہے جس سے ہر مسلم مرد و عورت کو سابقہ پڑتا ہے، شریعت اسلامیہ نے جس سہل اور عام فہم انداز میں اس مسئلہ کو حل کیا ہے۔ اس کا تقاضا تھا کہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اس پر متفق و متحد ہوتے تاکہ ہر مسلم مرد اور عورت کو اس کا جائز سماجی حق عدل و انصاف کے ساتھ ملتا اور قرآن و سنت محمدی کی واضح تعلیمات پر سب مل کر عمل کرتے۔ ۱۹۷۳ء میں احمد آباد میں ایک مجلس کی تین طلاق پر ایک نہایت شاندار سیمینار منعقد ہوا تھا جس میں راقم الحروف بھی ایک ممبر کی حیثیت سے شریک تھا، سیمینار میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص جہالت اور غصہ کی بنا پر شرع محمدی کے خلاف ایک ہی مجلس میں بیوی کو تین طلاق دیدے تو ایک رجعی طلاق مانی جائے گی۔ لیکن افسوس اس عادلانہ فیصلہ پر ملک کے ایک فقہی گروہ نے سخت اختلاف کر کے ایک مخلصانہ متحدہ تحریک کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔

حالانکہ آج یہ مسئلہ تمام اسلامی دنیا میں تسلیم کیا جا چکا ہے کہ کوئی مسلمان

EmaanLibrary.com

اگر غلطی سے بیک زبان اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے تو اسے ایک رجعی طلاق شمار کیا جائیگا اور شوہر کو عدت کے اندر رجعت کی اجازت دیجائیگی اور عدت ختم ہو جانے کی صورت میں اسے نکاح ثانی بغیر حلالہ کی اجازت ہوگی، یہی عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ کرام کا متفقہ فتوی وفیصلہ ہے اور یہی قرآن کی شہادت اور سنت رسول کا فیصلہ ہے۔

اللہ جزائے خیر دے علامہ شیخ عبداللہ بن زید المحمود رئیس المحاکم الشرعیہ دوحہ قطر کو جنہوں نے نہایت مدلل اور محقق انداز میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ثابت کرکے پوری اسلامی دنیا پر عظیم احسان کیا ہے۔

چونکہ مسئلہ بہت ہی ادق اور علمی تھا اس لئے ترجمہ کی زبان میں وہ سلاست اور روانی نہ پیدا ہو سکی جو ایسے عوامی رسالہ کیلئے ضروری تھی، پھر بھی یہ رسالہ عوام وخواص کیلئے مفید اور رہنما ثابت ہوگا،

اللہ تعالیٰ رسالہ کے مولف مترجم اور ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور اسے عوام کیلئے مفید اور باعث ہدایت بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السلفیہ بمبئی

۲۰ اپریل ۱۹۸۲ء

EmaanLibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ عَلٰی اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ

سب تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور اسی سے ہم دنیا اور دین کے معاملات میں مدد مانگتے ہیں۔ اے، جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل کے رب آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے۔ حاضر و غائب کے جاننے والے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں حق کے بارے میں جو اختلاف کیا گیا اس میں اپنے حکم سے میری ہدایت فرما۔ بیشک تو ہی جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ وصلی اللہ علی محمد و آلہ وصحبہ اجمعین، حمد و صلوٰۃ کے بعد، معلوم ہو کہ عالم کا فرض ہے کہ دنیا اور دین کے معاملے میں جتنا اسے علم و فہم حاصل ہے اسے اللہ اور اس کے مومن بندوں کی بھلائی کیلئے بیان کر دے، میں نے تفسیر "أضواء البیان فی تفسیر القرآن" کا مطالعہ کیا جس کے مؤلف عالم کبیر اور محدث شہیر "الشیخ محمد امین الشنقیطی"، رحمہ اللہ ہیں، میں انہیں بہت زمانے سے جانتا تھا، میں ان کے اس درس میں بھی حاضر ہوا ہوں جسے وہ فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ مفتی المملکۃ العربیۃ السعودیہ کی مسجد میں دیا کرتے تھے۔ مجھے ان کے درس میں ان کی حسن تعبیر، حسن بلاغت، وسعت علم، استنباط و استشہاد کی سرعت بہت پسند آئی، میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش علامہ موصوف اپنے اسی درس کے طریقے پر قرآن کی پوری تفسیر

EmaanLibrary.com

لکھ ڈالتے تو لوگوں کو بڑا فائدہ پہونچتا ۔ میری ہی طرح دوسرے علماء نے بھی اس خیال کا اظہار فرمایا ۔ اور میں نے انہیں دنوں میں سنا کہ سمو الامیر عبداللہ بن عبدالرحمن آل فیصل آل سعود رحمہ اللہ نے شیخ سے اس تفسیر کے لکھنے پر اصرار کیا اور شیخ محمد امین نے ان کے حکم کے مطابق تفسیر کی تالیف شروع کر دی ۔ اور گذشتہ سال مجھے ان کی تفسیر "أضواء البیان فی تفسیر القرآن" ملی ۔ لیکن جب میں نے اسے پڑھا تو اسے ان سے سنے ہوئے درس کے خلاف پایا ۔ میں نے اس میں بہت سی قابل اعتراض باتیں پائیں ۔ مثلاً ان کا یہ کہنا کہ ایک لفظ میں کہی ہوئی تین طلاقیں صحیح اور لاگو ہوتی ہیں اور اپنے اس قول پر دلیل لانے کے لئے انہوں نے بڑا ہاتھ پاؤں مارا ہے اور اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے ۔ اور ہر طرح کی کمزور تاویل اور کتر بینوت سے کام لیا ہے اور بحث کے خاتمے پر ایسی باتیں کہی ہیں ۔ جن سے اپنے مذہب کے بارے میں ان کے تعصب کی شدت کا اظہار ہوتا ہے ۔ وہ کہتے ہیں ابن العربی سے روایت ہے کہ علماء اسلام اور احکام اسلامی کے ارباب حل و عقد کا اتفاق ہے کہ ایک کلمہ میں بولی ہوئی تین طلاقیں اگرچہ بعض حضرات کے قول کے مطابق حرام ہیں ، اور کچھ لوگوں کے قول کے مطابق بدعت ہیں ۔ پھر بھی وہ لازمی طلاق ہیں ۔

ہمارے لئے بس اتنی بات کافی ہے کہ وہ ان واقع ہونے والی سب طلاقوں کو حرام اور بدعت ہونا تسلیم کرتے ہیں ۔ اور حرام و بدعت سے کوئی حکم شرعاً نافذ نہیں ہوتا ، اور اس طلاق بدعی کے علاوہ ہم اسلامی شریعت میں کوئی حکم ایسا نہیں پاتے ، جس کو علماء اسلام نے بدعت و حرام قرار دیا ہو اور قاضیوں نے اس کے صحیح ہونے اور لاگو ہو جانے کا فیصلہ دیا ہو ۔

EmaanLibrary.com

اور فضیلۃ الشیخ محمد امین کی سب سے عجیب قابل اعتراض بات جو میں نے پائی وہ یہ کہ انہوں نے اپنی اس لمبی چوڑی بحث میں جو پینتالیس طریقوں پر مشتمل ہے، قرآن مجید کی آیات سے استدلال واستشہاد سے پوری طرح دامن بچایا ہے اسلئے کہ ان کو معلوم تھا کہ ان آیات سے استدلال ان کے موافق ہونے کے بجائے ان کے خلاف حجت ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو طلاق اس کے لوازمات اور اس کی صحت سے متعلق جملہ امور کا ضامن بنایا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان آیات محکمات کے ذریعہ جو شرعی طلاق کی اصل اسکی تفصیل اور اس کے بارے میں اللہ کے ساتھ ادب کا لحاظ، اور طلاق کے حلال وحرام کا بیان اور اپنی نوعیت کے اختلاف کے ساتھ عورتوں کی تعداد، رجعت کا بیان اور کون عورتیں خرچ اور مکان کی حقدار ہیں اور کون حقدار نہیں ہیں، اور اس مسئلہ سے متعلق دوسرے سب احکامات کی فرضیت اور فضیلت کو پوری طرح بیان کر دیا ہے، اور اللہ نے طلاق کے جتنے احکامات بیان فرمائے ہیں ان سب سے اس کی مراد وہی شرعی اور مسنون طلاق ہی ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کی زبان سے مشروع قرار دیا ہے اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم. آپ کے اصحاب اور نزول قرآن کے زمانے سے آج تک معروف ومشہور رہے، لہذا قرآن مجید کو چھپا کر اور اسے بیان نہ کرکے قرآن کی مخالفت کرنے والے اس کاتب کی تحریر پر چپ رہنا اور صبر کرنا ممکن نہیں تھا۔

اور ہمارے لئے یہ بات کافی ہے کہ ہمارے سلف صالح یعنی صحابہ وتابعین اور تمام علماء اسلام دین کے اصول وفروع میں ایک دوسرے کا رد کیا کرتے تھے۔ اور اس میں اپنی کسر شان اور اہانت محسوس نہیں کرتے تھے۔ اور رسول

EmaanLibrary.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے علاوہ ہر شخص پر تنقید و تردید کی جا سکتی ہے۔ اور لوگوں کے درمیان سوال وجواب کا ہونا انکی عقل کے لئے بہترین غذا ہے، جیسا کہ عوامی مقولہ ہے کہ سوال وجواب نے فلاں شخص کو سنوار دیا اور تجربوں نے اسے عقلمند بنا دیا، اور میں نے اگرچہ شیخ کا رد کیا ہے، پھر بھی میں تمام علوم وفنون میں انکی بلند حیثیت اور علمی گہرائی کا معترف ہوں،

فهو بسبق حائز تفضيلا   مستوجب ثنائی الجميلا

وہ اپنی علمی سبقت سے فضائل کے مالک ہیں   اور میری بہترین تعریف کے مستحق ہیں،

اس کے باوجود علامہ اپنے مذہب میں شدید تعصب کے سبب اس سے ہٹنا نہیں چاہتے تھے، لہذا میں نے محض اللہ اور عوام کی خیر خواہی کے لئے انکی اس مخالف حق باتوں کی تردید کا عزم بالجزم کر لیا۔ اللہ سے میری دعا ہے کہ میری اس کوشش کو قبول فرمائے، میرے علم اور عمل کو صالح اور مقبول بنائے، اور ہم اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، کہ کوئی جھوٹ بات کہیں یا برا کام کریں،

EmaanLibrary.com

مقدمۃ البحث

سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا نہ کسی کا زور ہے، نہ قوت . اور میں نے اس رسالے کے لکھنے میں کتاب و سنت ہی پر اعتماد اور اس کے احکامات پر عمل کیا ہے، اور نزاع کے وقت انہیں دونوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے . یہی انصاف کرنے والے حاکم ہیں، یہی لوگوں کے نزاع کو ختم کرتے ہیں اور لوگوں کے اختلافات کو اجماع و اتحاد تک پہونچاتے ہیں .

ساتھ ہی علم و معرفت میں ڈوبے ہوئے ماہر علماء کے اقوال سے بھی مسلم بے نیاز نہیں ہو سکتے جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن القیم اور امام طحاوی اور ابن عبد الہادی اور امام صنعانی اور انہیں جیسے دوسرے وہ سب علماء جنہیں علم و معرفت میں رسوخ حاصل ہے ، اور نصوص و اصول اور معقول و منقول میں وہ وسعت کے مالک ہیں، لہذا اطمنان و استدلال کی خاطر ہم ان کے اقوال کو نقل کریں گے تاکہ ہم اپنے اقوال میں شذوذ و انفرادیت کے دعویٰ سے بچیں ، اسلئے کہ ہم نے کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن القیم وغیرہ مجتہد تھے ، صحیح اور غلط دونوں ہی قسم کی رائیں ظاہر کرتے تھے ، لہذا ان کا قول دوسروں کیلئے حجت نہیں ہو سکتا ، ہمارا جواب یہ ہے کہ ہاں بیشک وہ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے ، معصوم نہیں تھے ، نہ ہی وہ رب اور نبی اور فرشتہ تھے ، وہ صرف مجتہد تھے انہیں ایک اجر ان کی غلطی پر ملے گا ، اور دو اجر ان کے قول کے صحیح ہونے پر ملے گا ،

پھر ہم اللہ کی کتاب کی طرف سے اس بات کے پابند ہیں کہ ہم اہل ذکر یعنی

EmaanLibrary.com

علماء سے سوال کریں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے،

فاسئلوا أهل الذكر ان کنتم لا تعلمون بالبینات والزبر (سورۃ النحل آیت ۴۴) — اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو، دلائل اور کتابوں کے ساتھ،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے بارے میں جن کو زخم لگ گیا تھا، اور اسی حالت میں انہوں نے دوسروں کے کہنے پر غسل کرلیا اور انکی موت واقع ہوگئی، یہ فرمایا تھا،، لوگوں نے انہیں مار ڈالا اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے،، جب لوگ جانتے نہ تھے تو پوچھ کیوں نہ لیا۔ جہالت کا علاج پوچھ لینا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔

، ربنا واجعلنا للمتقين اماما، — اے ہمارے رب ہمیں متقیوں کے لئے امام بنا۔

یعنی بھلی بات میں ہماری اقتداء کی جائے اور شر سے باز رکھا جائے،

اور تصنیف وتالیف کا کام کرنے والے جب ایسے پیچیدہ مسائل میں گھستے ہیں جو عوام سے تو درکنار بڑے بڑے علماء سے بھی مخفی رہتے ہیں۔ تو اس وقت وہ اپنی تحقیق میں تائید کے لئے اپنے پیش رو علماء کے اقوال سے مدد لیتے ہیں، اور وہ ان کے اقوال کو محض اپنی تقویت اور تائید کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اعتماد کے لئے نہیں، یہ جانتے ہوئے کہ جو لوگ ان پر اعتراض کرتے ہیں، اور ان کے اقوال کو حجت نہیں مانتے وہ بھی اپنی ضرورت کے وقت ان کے اقوال سے بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ اسلئے کہ دلائل ومفہوم اور پیچیدہ ومشکل مسائل میں یہ علماء سابقین ہم سے اور اپنے نہ ماننے والوں سے بھی زیادہ علم رکھنے والے ہیں، اور اللہ کا ارشاد ہے،

ولو ردوه الى الرسول والى — اور اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار

EmaanLibrary.com

أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ (سورۃ النساء آیت ۸۳)

اصحاب کی طرف لے جائیں تو اسے ایسے لوگ جان لیں جو ان سے صحیح نتائج اخذ کر سکیں ،

" استنباط " اس چھپی ہوئی چیز کو کہتے ہیں جو اکثر لوگوں پر چھپی رہتی ہے یہ "استنباط الماء" یعنی پانی کا زمین سے نکلنا" سے مشتق ہے ۔

اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آدمیوں کو حق سے پہچانا جاتا ہے نہ کہ حق کو آدمیوں سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ حق دن کی طرح روشن ہے جسکی رات دن کے برابر ہے ،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ،، چاہئے کہ حاضر و غائب کو پہنچا دے اسلئے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جنکو پہونچایا جائے وہ سُننے والے سے زیادہ اس کو یاد کرنے والا ہوتا ہے ،، اور نیز فرمایا ، اللہ ترو تازہ رکھے اس شخص کو جس نے میری بات سنی اس کو یاد رکھا اور جیسے سُنا تھا ویسے ہی اس کو دوسروں تک پہونچا دیا ۔ کتنے عالم ایسے ہیں جو فقیہہ نہیں ہیں اور کتنے دوسروں تک علم کے پہونچانے والے ایسے ہیں جن سے زیادہ عالم وہ ہے جس تک علم پہونچا دیا گیا ۔ ص۲

اور یہ بات واضح ہے کہ علم اور اس کا استنباط اور اس کی حکمت کا بیان اور اسکی مشکلات کا حل صرف پہلے علماء کے ساتھ خاص نہیں ہے ۔ کہ بعد والوں کو اسکی صلاحیت نہ ہو ۔ اسلئے کہ بعد والوں کے لئے علم کے نصوص اور اس کی حکمت میں

ص۲ اسکو احمد اور طبرانی اور ابن ماجہ نے انس بن مالک اور جبیر بن مطعم سے اسی معنیٰ میں روایت کی ہے اور دوسری روایت میں ہے " اللہ اس آدمی کو ترو تازہ رکھے جس نے میری بات سنی اُسے یاد کیا اور محفوظ رکھا اور نہ سننے والوں تک اسے پہونچا دیا ،

EmaanLibrary.com

تفقہ سے ایسی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جن سے پہلے علماء غافل تھے آخر پہلوں نے بعد والوں کے لئے کتنا علم چھوڑا ہے ؛

وتفاوت العلماء فی افهامهم   فی العلم فوق تفاوت الأبدان

اور علم کو سمجھنے میں علماء کا اختلاف ان کے جسمانی اختلاف سے زیادہ ہے ،

اور بخاری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، " جس کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دلائل اور اس کے استنباط اور آیات اور اسکی تفسیر کے مشکلات کو حل کرنے میں اکثر صحابہ کرام پر فوقیت رکھتے تھے ، وہ اس پاکیزہ گروہ میں سے تھے ، جس نے باران رحمت کو جذب کیا جس سے بڑی مقدار میں سبزہ اور تازہ گھاس اگی لوگ ان کے استنباط اور حل مشکلات سے قیامت تک مستفید ہوتے رہیں گے ۔ ان کے حق میں یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کے سبب سے ہے ، آپ نے دعا مانگی تھی ،

اللّٰھمّ فقه فی الدین وعلمه فی التاویل "   اے اللہ انہیں دین کی سمجھ اور قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما "

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد امام تھے ، خرافات و بدعات سے عقلوں کو آزادی دلانے کے مدرسے کے صدر نشین تھے وہ ایسے عالم تھے جن پر کوئی غبار نہیں ڈالا جا سکتا تھا ۔ اور آج تک لوگ ان کے علم و تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں حتی کہ ان کے غیر مسلم دشمن بھی ان سے فیضیاب ہو رہے ہیں ، اسی طرح دوسرے علماء مجتہدین کا حال بھی ہے ، اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۔ اور یہ جانی پہچانی بات

EmaanLibrary.com

ہے کہ حق زبردستی ظاہر ہوجاتا ہے، اور اسی کے حق میں نتیجہ ظاہر ہوتا ہے اور انجام کار متقیوں کیلئے ہے۔

اور ہم جانتے ہیں کہ لوگ اسی علم پر پلے بڑھے ہیں۔ کہ طلاق بدعی تینوں ایک ساتھ واقع ہوجاتی ہے، اور اکثر لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ طلاق بدعی طلاق شرعی ہے۔ کیونکہ کچھ ملکوں میں اکثر علماء اس کے صحیح اور نافذ ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، اور یہ تینوں ایک ساتھ ہونے والی طلاق قدیم وجدید عہد کے علماء کے درمیان معرکۃ الآراء بحث کا موضوع بن گئی ہے، اسطرح کہ اپنے مذاہب کے ائمہ کی تقلید کرنیوالے حضرات اسے دہراتے رہے ہیں اور کتاب وسنت پر عمل کرنے والے مجتہدین کے افکار کی بھی برابر اشاعت ہوتی رہی ہے۔

مقلدین کا خیال ہے کہ جب تین طلاق ایک ساتھ ایک لفظ یا متعدد الفاظ کے ساتھ ایک ہی طہر کے اندر واقع ہو تو وہ طلاق صحیح ہے۔ وہ اس کے صحیح اور لاگو ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ طلاق بائن ہے جس میں رجعت کی کوئی گنجائش نہیں اور مطلقہ اپنے پہلے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک اس سے دوسرا شوہر شادی نہ کرلے، پھر یہ مقلد حضرات طلاق دینے والے شوہر کے اوپر سے مطلقہ کا خرچ اور رہائش کا حکم بھی ختم کردیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک عورت بائنہ ہوچکی۔ اس لئے نہ رہائش کا حق ہے نہ نان ونفقہ کا، اور اپنے اس فتویٰ پر مسلم کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے کہ ان کے شوہر ابوحفص نے ان کو تین طلاق دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس کے لئے نہ نفقہ کا حکم دیا، نہ مکان کا، اور یہ حدیث بالکل صحیح ہے، لیکن اسے بائنہ عورت کے

EmaanLibrary.com

حق میں سمجھتا نہ واضح ہے نہ صحیح جیسا کہ اس کا بیان آگے آرہا ہے۔ اس طرح یہ لوگ اس مطلقہ بائنہ کو اس کے گھر والوں کے پاس پہونچا دیتے ہیں اور اس کے حق میں یہ مثل صادق آتی ہے " ردی کھجور اور کم ناپ " اور بدترین جدائی سب نقصانات ایک ساتھ جمع کر دیتے ہیں یعنی اس کے لئے نہ خرچ ہے نہ مکان نہ رجعت (غیر مقلد) مجتہد حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم کتاب وسنت کی اتباع کرتے ہیں، ہم بدعت نہیں کرتے۔ اور ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں اس طریقہ کی طلاق کا قطعی ثبوت نہیں پاتے۔ لہذا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک لفظ یا متعدد الفاظ میں تین طلاق دیدے تو ہم اس کو ایک ہی طلاق قرار دیتے ہیں حضرت ابو رکانہ رضؓ کی طلاق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ کی اقتدا کرتے ہوئے کہ جب ابو رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مسجد میں تینوں طلاقیں دیدیں اور اس پر افسوس کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ تینوں طلاق ایک ہی شمار ہونگی، اپنی بیوی سے رجعت کرلیں، چنانچہ انھوں نے رجعت کرلیا، یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اور کتنا اچھا ہوگا وہ جو اس سنی ہوئی حدیث پر عمل کرلے۔

پھر اس عورت کو اپنے شوہر کے گھر میں ٹھہرے رہنے کا حکم دیا جائے گا، اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ اس حالت میں اسکا شوہر اس کو دیکھے یا عورت رجعت کی امید پر شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ	اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے ان عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ تم نکالو نہ وہ خود نکلیں۔
(سورۃ الطلاق آیت ۱)	

EmaanLibrary.com

اگر اسی طلاق پر شوہر قائم رہ گیا یہاں تک عورت اپنی عدت سے باہر ہو گئی یعنی حائضہ عورت کو تین حیض آگئے یا بوڑھی عورت کو تین ماہ گذر گئے یا اگر وہ حاملہ تھی تو اس کا حمل وضع ہو گیا۔ ان سب صورتوں میں شوہر کی طرف سے طلاق بائن صغریٰ (چھوٹی طلاق) واقع ہو گی، یعنی اس کے بعد اگر شوہر کو ندامت ہوئی تو اس کے لیے جائز ہے کہ نئے عقد کے ساتھ اس سے نکاح کرلے، ایسا محض طلاق شرعی کی برکت ہی سے ممکن ہوسکا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مطلقہ کیلئے عدت کا حق رکھا ہے ارشاد ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ اِلٰى قَوْلِهٖ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا (البقرہ ۲۲۸)

اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی، وہ تین تین ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں یہ ان کے شوہر اگر تعلقات درست کرنے پر آمادہ ہوں تو وہ اس عدت کے دوران میں انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لینے کے حقدار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس عدت کو میاں بیوی کی مصلحت اور عورت کی واپسی ہی کی خاطر مقرر فرمایا ہے رحم کی صفائی اور برأت جاننے کے لئے نہیں کیونکہ اس کا پتہ تو ایک ہی حیض سے چل جاتا ہے، جیسا کہ مسلم مہاجر اور کافر قیدی عورتوں کے بارے میں حکم ہے۔

پھر یہ عورت جب تک عدت میں ہے، اس کے لئے نفقہ، مکان اور لباس کے بارے میں بیوی ہی کا حکم ہوگا، اگر شوہر عدت کے اندر ہی مرجائے تو عورت اس کی وارث ہوگی، اسی طرح اگر عورت عدت کے اندر مرگئی تو شوہر اس کا وارث ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حمل سے مایوس مطلقہ عورت کی عدت تین ماہ قرار دی ہے،

EmaanLibrary.com

جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ (الطلاق ۴)

اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ان کے معاملے میں اگر تم کو کوئی شک ہے تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔

یہ سب حکم عدت کے اندر عورت کو لوٹا لانے کے لئے سوچ و بچار کی خاطر ہے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد مسئلہ کے حل کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

رہا مقلدین کا مطلقہ بائنہ کیلئے نان و نفقہ ختم کر دینے کی بابت فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے استدلال کرنا تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ان کے شوہر نے ان کو آخری تین طلاق دے دی تھی اور انہوں نے اپنے شوہر کے گھر میں عدت گذار لی تھی، اس لئے شوہر کے ذمہ نہ ان کا نفقہ باقی رہ گیا تھا نہ حق سکونت نہ ہی شوہر کے لئے رجعت کا حق باقی رہ گیا تھا۔

اور ہم نے اپنے اس رسالے میں طلاق بتہ (قطعی) کی بابت بہت طویل بحث کی ہے کیونکہ اس بارے میں اکثر علماء اور عوام کو سخت مغالطہ ہوا ہے۔

اور میں اپنے منصب قضا اور حکم سے اپنے شہر والوں کے لئے ہمیشہ یہی فیصلہ دیا کرتا ہوں کہ جب ان میں سے کوئی اپنی بیوی کو ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں ایک لفظ یا متعدد الفاظ میں ایک ہی طہر میں دیتا ہے تو میں اس سب طلاق کو ایک طلاق قرار دیتا ہوں۔ بشرطیکہ اس سے پہلے کوئی اور طلاق نہ دی گئی ہو۔ اور شوہر کو حکم دیتا ہوں کہ جب بھی چاہے اپنی بیوی سے رجعت کر لے، اور اس کی رجعت پر میں گواہ بنتا ہوں، اس طرح اس کی بیوی اس کے پاس

EmaanLibrary.com

پہلے کی طرح بیوی بن کر رہنے لگتی ہے ۔ اور اگر دوبارہ تین طلاق دیدے تو اسے دوسری طلاق قرار دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ تیسری طلاق دیتا ہے تو پھر یہ طلاق بائن کبری بنجاتی ہے ۔ اور وہ بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک کہ دوسرا اس سے شادی نہ کرے ۔

هٰذَا الَّذِیْ اَدّٰی اِلَیْهِ عِلْمُنَا وَبِهٖ نَدِیْنُ اللهَ كُلَّ زَمَانٍ

یہی ہمارا علم ہے اور اسکے مطابق ہم ہمیشہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں ۔

EmaanLibrary.com

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ

فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (البقرہ: ۲۲۹)

(رجعی) طلاق دو بار ہے پھر یا تو سیدھی طرح عورت کو روک لیا جائے یا بھلے طریقہ سے اس کو رخصت کر دیا جائے،

شیخ محمد امین عفا اللہ عنہ نے آیت (اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ) کے بارے میں لکھا ہے۔

بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ آیت کریمہ (اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ) الآیہ سے ایک ہی مرتبہ دی ہوئی تین طلاقوں کے تین واقع ہونیکا حکم اخذ ہوتا ہے، اور امام بخاری نے یوں اشارہ فرمایا ہے "بَابُ مَنْ جَوَّزَ الطلاق الثلاث" اس بات کا بیان کہ جس نے تین طلاق کو جائز قرار دیا۔ قرآن کی اس آیت "اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ" کے مطابق اور بظاہر امام بخاری کے نزدیک اس آیت کو دلیل بنانے سے مراد وہی ہے جو کرمانی نے کہا ہے "کہ جب اللہ تعالیٰ نے (الطلاق مرتان) طلاق دو مرتبہ ہے، فرمایا، تو اسی سے ہم کو معلوم ہو گیا کہ پہلی دو طلاقوں کو اللہ نے ایک ساتھ جمع کر دیا ہے، تو جب دو طلاق کو ایک ساتھ جمع کرنا جائز ہے تو تین طلاق کو بھی ایک ساتھ جمع کرنا جائز ہوا۔"

اور حافظ ابن حجر نے اس کی تردید کی ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ دو طلاقوں کو ایک ساتھ جمع کرنے سے طلاق بائن کبری واقع نہیں ہوتی جبکہ تین طلاقوں کو جمع کرنے سے طلاق بائن کبری واقع اور لازم ہو جاتی ہے اور

ابن حجر نے اس آیت کو (اہل تقلید کے طلاق ثلاثہ) کے خلاف دلیل قرار دیا ..

الجواب

کاتب نے اپنی بحث کو اسی آیت سے شروع کیا . اور کرمانی کے قول کو . جو انہوں نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے دلیل بنایا . کہ جب دو طلاقوں کو ایک ساتھ دینا جائز ہے ، تو تین طلاق بھی ایک ساتھ دینا جائز ہوئی حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور کرمانی کے قول کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا ۔

اور کاتب کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ طلاق کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ تین ہو خواہ ایک ساتھ ہو یا الگ الگ ، جیسا کہ یہی اکثر لوگوں کی رائے ہے ، حالانکہ لوگوں کو اس کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے ، کیونکہ اگر شوہر اپنی بیوی کو الگ کر دیے اور ہمیشہ کے لئے چھٹکارا دینے کا ارادہ کرلے تو وہ ایک ہی طلاق سے ایسا کر سکتا ہے ، اس طرح کہ جب بیوی کو ایک طلاق دیدے اور اس وقت تک چھوڑے رکھے کہ تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل کر کے اس کی عدت ختم ہو جائے ، اس صورت میں عورت بائنہ ہو کر اس پر حرام ہو جائے گی (کیونکہ اس نے عدت کے اندر اس سے رجعت نہیں کی ہے) اسی کو طلاق سنت کہا جاتا ہے . جیسا کہ مغنی اور مقنع نے لکھا ہے اور اگر اسے دوبارہ ایسی طہر میں طلاق دے . جسمیں اس سے صحبت نہیں کی ہے اور وہ حائضہ بھی نہ رہی ہو . تو یہ بھی سنت ہے ۔

اور ایسی ہی دو طلاقوں کے بارے میں قرآن نے فرمایا ہے .. (الطلاق مرتان) رجعی طلاق دوبار ہے . کیونکہ ان دونوں طلاقوں کے بعد شوہر کو بھلائی کے ساتھ مطلقہ کو روک رکھنے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینے کا اختیار رہتا ہے ، اور

EmaanLibrary.com

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی بابت پوچھا گیا تو یہی کہا گیا کہ تیسری طلاق کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا وہ "تسریح باحسان" ہے یعنی ہمیشہ کے لئے حسن سلوک کے ساتھ آزاد کر دینا، کیونکہ عورت تیسرے حیض سے غسل کے بعد شوہر پر حرام اور بائن ہو جاتی ہے لیکن اب بھی اگر شوہر بیوی کی جدائی پر نادم ہو جائے تو اس سے دوبارہ نئے عقد کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ (البقرہ ۲۳۲)	اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کریں تو پھر اس میں رکاوٹ نہ ڈالو کہ وہ اپنے من پسند شوہروں سے نکاح کریں جبکہ وہ معروف طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔

لیکن اگر وہ عدت کے اندر تیسری طلاق دیدے تو عورت اس پر اس وقت تک حرام ہو جائے گی جب تک کہ وہ دوسرے سے شادی نہ کرلے، جیساکہ اللہ کا ارشاد ہے۔

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (البقرہ ۲۳۰)	اگر دوبارہ طلاق دینے کے بعد شوہر نے تیسری بار طلاق دے دی تو وہ عورت پھر اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ الایہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو اور وہ اسے طلاق دیدے۔

EmaanLibrary.com

لیکن فقہاء تیسری طلاق کو بچا کر رکھنا پسند کرتے ہیں تاکہ اگر کبھی شوہر کو ندامت ہونے لگے تو یہ بچاو کا کام دے۔ حاصل یہ کہ اگر شوہر عورت کو طلاق دینا ہی چاہتا ہے تو عورت کو چھٹکارا دینے میں ایک ہی طلاق تین طلاقوں کا کام دے گی۔ لہذا اس تکلف کی ضرورت نہیں کہ دو طلاقوں کو تین قرار دیا جائے۔ جو لوگ ایک لفظ سے کہی تین طلاقوں کو تین واقع ہونے کے قائل ہیں وہ طلاق کو ایک ہی بار میں واقع کرکے قرآن کی صراحت کی مخالفت کرتے ہیں یعنی قرآن نے تو طلاق کو دو اور تین مرتبہ واقع ہونے سے تعبیر کیا ہے اور انہوں نے اس کو ایک ہی بار میں پورا کر دیا نہ دو طلاق قرار دی نہ تین اسی طرح انہوں نے حدیث کی صراحت کی بھی مخالفت کی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ابو رکانہ کی تینوں طلاقوں کو ایک قرار دیا تھا اور یہ حدیث اس نزاعی بحث کے لئے حجت قطعی ہے اور فقہاء نے دلیل دی ہے کہ کسی نے اگر ساتوں کنکریوں کو ایک ہی مرتبہ پھینک دیا تو وہ صرف ایک کنکری شمار ہوگی۔ اور ساتوں کنکریاں ایک کنکری کے حکم میں ہونگی۔ ایسے ہی تین اکھٹی طلاقیں ایک مانی جائیں گی۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد (الطلاق مرتان) سے مراد وہی شرعی طلاق ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب اور نزول قرآن کے دور میں سمجھی جاتی تھی، یعنی جب لوگ اپنی بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دیتے تھے جسمیں اس سے صحبت نہیں کی ہے اس کے بعد عورت عدت شمار کرنا شروع کر دیتی تھی اور جب اسکو پہلا حیض آتا اور وہ اس سے پاک ہوکر غسل کر لیتی تو شوہر اس کو دوسری طلاق دیتا اور یہی وہ دو طلاقیں ہیں جن کو قرآن نے قابل توجہ قرار دیا ہے۔ اس کے بعد شوہر مطلقہ کے تیسرے حیض آنے سے پہلے سوچتا اگر اس کے جی میں آتا تو رجعت کر لیتا ورنہ تیسری حیض کے بعد عورت اپنی عدت سے نکل کر بائن ہو

EmaanLibrary.com

جاتی اور شوہر سے اس کا رشتہ منقطع ہو جانا ۔

رہا شیخ رحمہ اللہ کا استدلال تو انہوں نے آیت کے مفہوم کو کرمانی کے قول سے اخذ کیا کہ جب عورت کو دو اکھٹی طلاقوں سے طلاق دی جا سکتی ہے تو تین مجموعی طلاقیں کیوں نہ جائز ہوگی ۔ حالانکہ اس کا قرآن کے مفہوم سے دور کا تعلق بھی نہیں اور خود شیخ نے بھی اس کو خفیف قول قرار دیا ہے پھر بھی انہوں نے کرمانی کے قول کو دلیل بنا لیا ۔ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے (اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ) کہا تو ہم نے جان لیا کہ پہلی دو طلاقوں کو ایک ساتھ جمع کر دیا اور جب دو طلاقوں کو ایک ساتھ جمع کرنا جائز ثابت ہوا تو تین طلاقوں کو بھی ایک ساتھ جمع کرنا جائز ہونا چاہیے بس یہ فیصلہ شیخ کی طبیعت میں آگیا اور وہ اپنے اسی مذہب پر چل پڑے ، حالانکہ طلاق کے احکام کے بارے میں مذکورہ تمام آیات سے مراد طلاق مشروع ہے یعنی وہ طلاق جو باری باری ایک کے بعد دوسری واقع ہوتی ہے لہٰذا دو طلاقوں کو ایک جگہ ایک طہر میں اور ایک لفظ کے ساتھ جمع کرنا بدعت اور دین میں زیادتی ہے ۔ اور فی الحقیقت ایک طہر میں جسمیں صحبت نہ کی گئی ہو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی اس طرح کہ ایک طہر میں ایک سے زائد طلاق پر پابندی ہے اور وہ ایک طلاق بھی رجعی ہوگی اور رجعی طلاق کے ساتھ دوسری طلاق جوڑی ہی نہیں جا سکتی اللہ کا یہ ارشاد اس کی دلیل ہے :

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ — اور جن عورتوں کو طلاق دیدی جائے وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں

" اَلْقَرْءُ " سے مراد حیض ہے اسی کے ساتھ اس کا اطلاق طہر پر بھی ہوتا ہے ۔ " قروء " کا لفظ الفاظ اضداد میں سے ہے ۔ نیز فرمایا :-

EmaanLibrary.com

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (البقرة ۲۲۸)

اور ان عورتوں کے لئے حلال نہیں کہ جو کچھ اللہ نے ان کے رحم میں پیدا کر دیا ہے، اس کو چھپائیں، اگر وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت میں انہیں لوٹانے کا پورا حق ہے،

یعنی عدت کے اندر رجعت کا حق ہے، اور یہی مطلب ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ۔ طلاق ہر طہر کے شروع میں دینی چاہئے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بابت فرماتے ہیں، کہ آپ شروع میں تین طلاق کے تین ہونے کا فتویٰ دیا کرتے تھے پھر اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا، میں نے قرآن وحدیث میں غور کیا تو اس نتیجے پر پہونچا کہ قرآن وسنت کی روشنی میں طلاق صرف رجعی ہی دینی چاہئے جو لوگ تین طلاق کو تین ماننے کے قائل ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مخالفت کرتے ہیں جسمیں ارشاد ہے (اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ) طلاق دو مرتبہ ہے کا مطلب ہے کہ پہلی طلاق کے بعد دوسری اور ہر طلاق ایسے طہر میں دی جائے جس میں صحبت نہ کی گئی ہو۔ اور عورت حائضہ بھی نہ ہو، (دو مرتبہ کا مطلب **ایک** ساتھ نہیں کے بعد دیگرے ہے) جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے،

لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ

ضروری ہے کہ تمہارے غلام اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہونچے ہیں تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے

EmaanLibrary.com

مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّہِیْرَۃِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ

پاس آیا کریں، صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کو جبکہ تم کپڑے اتار کر رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردے کے وقت ہیں۔

(سورہ النور آیت ۵۸)

یہ تینوں مرتبہ دراصل تین متفرق اوقات ہیں، جن کو ایک وقت اور جگہ میں جمع کرنا ممکن نہیں لہذا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دینے کیلئے کسی کو وکیل بنائے اور وہ اس کو تین طلاق دیدے یا اس شخص کو وکیل بنائے کہ بیوی کو تین مہینوں میں تین طلاق دے پہلی رجب میں دوسری شعبان میں تیسری رمضان میں اور وکیل تینوں طلاق رجب ہی میں دیدے تو موکل کے حکم کی مخالفت کی بناپر اس کی طلاق ہی نہیں پڑے گی اور یہ ایک متفق علیہ بات ہے۔ اسی مثال کی روشنی میں جو شخص اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے کہ جس طہر میں اس نے صحبت کی ہے یا بیوی حائضہ ہے اس میں طلاق دی ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کیوجہ سے یہ طلاق کیوں نہ باطل قرار دی جائے، پھر جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ تینوں طلاقیں ایک ساتھ ہو جاتی ہیں اور عورت بائنہ کبریٰ ہو جاتی ہے جس کے بعد اس پر خرچ ہے نہ سکونت نہ رجعت ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے اس قول ،، فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ،یعنی دو طلاقوں کے بعد عورت کو نیکی کے ساتھ روک رکھنا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے،، کو معاذ اللہ بے معنی بلکہ لغو سمجھتے ہیں جس سے قرآن پاک ہے، لہذا تین اکٹھی طلاق کو تین ماننے

EmaanLibrary.com

بعد عورت کو بھلائی کے ساتھ روکنے کا کہاں حق باقی رہ جاتا ہے؛ بلکہ ان کے خیال کے مطابق یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ عورت بائنہ کبری ہو گئی لہٰذا جب تک دوسرے سے شادی نہ کرے پہلے کے لئے حلال نہیں ہو گی،

لیکن اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مخالفت کر کے نہ کسی کا حکم مانا جاسکتا ہے نہ زبردستی کسی پر کوئی رائے مسلط کی جا سکتی۔ ارشاد ہے،

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ — اے نبی جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انکو انکی عدت کے لئے طلاق دو۔

یعنی عدت سے پہلے طلاق دو، عدت سے مراد طہر ہے (واحصوا العدة) اور عدت شمار کرو یعنی عدت میں نہ تم کچھ کم کرو نہ زیادہ (واتقوا الله ربکم لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن) اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے نہ تم ان کو انکے گھروں سے نکالو نہ وہ خود نکلیں پھر یہ عدت جس کے شمار کرنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے۔ وہ حائضہ کے حق میں تین حیض ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (بقرہ ۲۲۸) — جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہے وہ اپنے کو تین حیض تک روکے رکھیں،

یا حاملہ ہیں تو حمل کے وضع ہونے تک یا اگر حمل سے مایوس عمر کی عورتیں ہیں یا چھوٹی عمر کی ہیں تو تین ماہ تک رکی رہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ۔ (الطلاق ۴) — اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو چکی ہیں۔ اگر تم کو ان کے بارے میں شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔

EmaanLibrary.com

اگر کسی عورت کی عدت ساقط کی جاسکتی تھی تو ان بوڑھی عورتوں کی عدت ساقط ہونی چاہئے تھی جنہیں حمل کی امید نہیں اللہ کا ارشاد ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق ۴) — اور حاملہ عورتوں کی عدت کی یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے ،

نیز فرمایا

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ (الطلاق ۶) — ان کو (زمانہ عدت میں) اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو جیسی کچھ بھی جگہ تم کو میسر ہو اور انہیں تنگ کرنے کے کیلئے انھیں نہ ستاؤ۔

اور اسکنوھن میں ، ھن کی ضمیر ، مذکورہ بالا عورتوں میں سب سے قریب کی طرف لوٹتی ہے ، اور وہ حمل مایوس عورتیں ہیں ، اور جس طرح اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حیض والی عورتوں کے لئے ان کی عدت بھر خرچ و سکونت کا حق ضروری قرار دیا ہے . اور مرد کے لئے اس مدت میں بیوی سے رجعت کرلینا جائز قرار دیا ہے . اسی طرح حمل سے مایوس عورتوں کے لئے بھی خرچ اور رجعت کا حق ضروری قرار دیا ہے اور شوہر کو حق دیا ہے کہ آیسہ عورت سے اس کی عدت کے اندر رجعت کرلے . اور طلاق کے یہ احکامات نماز اور روزہ کی طرح فرض ہیں کسی کو اس میں کسی قسم کی تبدیلی اور الٹ پھیر کا حق نہیں اور نہ ہی اس بارے میں کسی مخالف رائے وقیاس کا حق ہے اور طلاق کے ان احکامات کو سورۂ طلاق میں پوری طرح بیان کر دیا گیا ہے جو سورہ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے . جس میں اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے :۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ — اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہے وہ

EmaanLibrary.com

ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ   اپنے کو تین حیض تک روکے رکھیں۔

اب رہی اس عورت کی عدت جس کا شوہر وفات پا چکا ہو، اللہ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ (البقرہ ۲۳۴)

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان کی بیویاں چار ماہ اور دس دن تک اپنے کو روکے رکھیں۔

یہ عدت اس بیوہ عورت کی ہے جو حاملہ نہ ہو، اور حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کا حمل وضع ہو جائے خواہ یہ حاملہ عورتیں مطلقہ ہوں یا بیوہ،

"المغنی" میں ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو طلاق بدعی دی. مثلاً حیض کی حالت میں طلاق دی، یا ایسے طہر میں جس میں صحبت کی ہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ اس سے رجعت کرلے اور امام احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ ایسی صورت میں رجعت کرنا واجب ہے،

اور یہ کہ مختلف نوعیتوں کی عدتیں اور ان پر لاگو ہونے والے احکامات مثلاً نفقہ، مکان، اور عدت کے اندر رجعت کا جواز، یہ سب کے سب احکامات اللہ حکیم وعلیم کے اتارے ہوئے ہیں، انہیں اس ذات بابرکات نے واجب اور مشروع فرمایا ہے جو ان کے اندر اپنے بندوں کی چھپی ہوئی دینی ودنیاوی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے، اللہ تعالیٰ جب بھی کسی چیز کو واجب فرماتے ہیں تو اس چیز کی مصلحت راجح اور نفع واضح ہوتا ہے، اور جب کسی چیز کو حرام قرار دیتے ہیں تو اس کی برائی راجح ہوتی ہے اور نقصان واضح ہوتا ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا   یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، اور جو

EmaanLibrary.com

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (الطلاق ۱)

کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا تم نہیں جانتے شائد اس کے بعد اللہ مصالحت کی صورت پیدا کر دے۔

اللہ کی حدوں سے مراد اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں،

رہ گئی مال دے کر خلع کرانیوالی یا با لفاظ دیگر نکاح ختم کرانیوالی عورت کی عدت تو بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ ثابت بن قیس بن شماش کی بیوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا اے اللہ کے رسول ثابت بن قیس کے اخلاق و دین پر میں کوئی عیب نہیں لگاتی لیکن میں سلام میں نافرمانی کو برا سمجھتی ہوں دوسری روایت میں ہے کہ میں انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتی تو آپ نے فرمایا کیا تم ان کا باغ انکو واپس دیدو گی؟ انہوں نے کہا،،ہاں،، آپ نے ثابت سے فرمایا، باغ قبول کرلو اور اسے ایک طلاق دے دو، دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ایک حیض آنے تک عدت کا حکم فرمایا۔ اسی لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ خلع پانیوالی اور نکاح فسخ کی گئی عورت کیلئے ایک حیض کی عدت کافی ہے، کیونکہ ایسے نکاح میں شوہروں کو رجعت کا حق نہیں ہے، اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ مشروع طلاق ایک طلاق سے واقع ہوتی ہے (دو یا تین سے نہیں) عورت اسی ایک طلاق سے بائنہ ہو سکتی ہے بشرطیکہ شوہر کو اس سے رجعت کی خواہش نہ ہو، اس کے بعد شوہر اگر دوسری طلاق دے تو یہ بھی سنت ہے اس دوسری طلاق سے لے کر تیسرے حیض آنے تک شوہر اس بارے میں سوچے گا، اگر جی میں آیا تو گواہ

EmaanLibrary.com

بنا کر رجعت کرلیا اور پہلے کی طرح اسے اپنے پاس بیوی بنا کر رکھ لیا، اور اسکو الگ ہی کرنا چاہتا ہے تو تیسرے حیض کے غسل کے بعد وہ عورت خود بائنہ ہو جائے گی، اور یہ "بینونۃ صغری" ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تیسرے حیض کے بعد جب عدت ختم ہو چکی اور اب شوہر کو بیوی کی جدائی پر ندامت ہو رہی ہے اور وہ اس کو واپس لانا چاہتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ نیا نکاح کر کے اسکو اپنی زوجیت میں واپس لے لے البتہ جب تیسری بار طلاق دے چکا ہو تو اس کے لئے بیوی اسوقت تک حرام ہے جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے شادی کر کے طلاق نہ لیلے، اور یہی مطلب ہے اس آیت کریمہ کا

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ	پھر دو بارہ طلاق دینے کے بعد شوہر نے بیوی کو تیسری بار طلاق دیدی تو وہ عورت پھر اس کے لئے حلال نہ ہوگی الا یہ کہ اسکا نکاح کسی دوسرے سے ہو اور وہ اسے طلاق دیدے۔
(البقرہ ۵)	

مقلدین تین طلاق کو تین قطعی قرار دے کر قرآن مجید کی اس واضح ہدایت کی مخالفت کرتے ہیں جس میں ہے۔ "الطلاق مرتان" طلاق دو مرتبہ ہے اور تیسری طلاق مانکر وہ آیت "فامساک بمعروف او تسریح باحسان" کی مخالفت کرتے ہیں یعنی اللہ نے تو ان کو روک رکھنے اور آزاد کر دینے دونوں کا حکم دیا تھا اور انہوں نے اسے قطعی قرار دے کر شوہر کیلئے رجعت حرام کر دیا اس طرح قرآن اور حدیث دونوں کی ہدایات کی مخالفت کے مرتکب ہوئے یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ علامہ ابن کثیر نے "الطلاق مرتان"

EmaanLibrary.com

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابتداء اسلام کے اس حکم کو منسوخ کر رہی ہے کہ شروع اسلام میں شوہر سو مرتبہ بھی طلاق دے کر عدت کے اندر بیوی سے رجعت کا حق رکھتا تھا، چونکہ اس صورت حال سے عورتوں کو سخت تکلیف تھی اسلئے اللہ تعالیٰ نے طلاق کو تین عدد میں محدود کر دیا اور رجعت کا جواز صرف پہلی اور دوسری طلاق میں باقی رکھا اور تیسری طلاق میں عورت کو بالکلیہ علیحدگی کا حکم دیا، چنانچہ فرمایا،

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ — طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے دونوں مرتبہ یا تو بھلائی کے ساتھ روک رکھنا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے،

ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں لکھا ہے،،

"بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ الطَّلَقَاتِ الثَّلَاثِ"

(تیسری طلاق کے بعد رجعت کا منسوخ ہونا)

عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس سے اس آیت کی تفسیر کی بابت بیان کرتے ہیں "وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ"۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا خواہ تین مرتبہ طلاق دی ہو پھر بھی اس سے رجعت کر لیتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ اس عمل کو منسوخ فرماتے ہوئے حکم فرمایا ہے" الطلاق مرتان "، کہ رجعی طلاق صرف دو مرتبہ ہے (تین نہیں)

اور ابن ابی حاتم نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے

EmaanLibrary.com

اپنے والد سے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تمہیں کبھی بھی طلاق نہیں دونگا، عورت نے کہا یہ کیسے؟ شوہر نے کہا میں طلاق دونگا لیکن عدت پوری ہونے سے پہلے رجعت کر لیا کروں گا، عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر اس کا ذکر کیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی "الطلاق مرتان". رجعی طلاق صرف دو مرتبہ ہے، ابن جریر نے بھی اپنی تفسیر میں ایسی ہی روایت کی ہے، اور عبد بن حمید نے بھی جعفر بن عون سے یہی روایت کی ہے اور سب نے هشام اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے "کہ مرد پہلے جتنی بھی طلاق دیتا تھا عدت کے اندر رجعت کا حقدار تھا. ایک انصاری نے اپنی عورت سے غصے میں کہا" نہ میں تمہیں رکھوں گا نہ الگ کروں گا، عورت نے کہا یہ کیسے؟ مرد نے کہا، تمہیں طلاق دونگا اور جب تمہاری عدت قریب ہوگی تو رجعت کرلونگا اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا. تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "الطلاق مرتان" رجعی طلاق صرف دو بار ہے، اس کے بعد طلاق کے اسی حکم پر سب نے عمل شروع کر دیا جس نے طلاق دی تھی اس نے بھی جس نے نہیں دی تھی اس نے بھی،

اور حضرت عائشہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ پہلے طلاق کے لئے مدت نہیں تھی آدمی طلاق دیتا اور عدت ختم ہوجانے سے پہلے رجعت کرلیتا، ایک انصاری اور اس کی بیوی کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا انصاری نے کہا کہ میں تمہیں ایسی بنا کر چھوڑ دوں گا کہ نہ تم رانڈ ہوگی نہ شوہر والی، وہ اسے طلاق دیتا اور جب عدت ختم ہونے لگتی تو رجعت کرلیتا، کئی بار ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ

EmaanLibrary.com

بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ ،، اس طرح اللہ نے طلاق کو تین مرتبہ کیلئے مقرر کر دیا تین کے بعد رجعت سے منع کر دیا جبتک کہ عورت کسی اور شوہر سے شادی نہ کرلے، اور ابن جریر نے آیت کی اسی تفسیر کو پسند کیا ہے، اور آیت " فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ ،، کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نے بیوی کو ایک یا دو طلاق دیدی تو جب تک عدت باقی ہے تم کو ان دونوں باتوں کا اختیار ہے یا تو اصلاح اور احسان کی نیت سے اس کو اپنے پاس لوٹا کر رکھو یا اسے چھوڑے رکھو کہ عدت ختم ہوتے پر وہ بائنہ ہو کر تم سے جدا ہو جائے تم ظلم کے بغیر اسکو آزاد کر دو ،

اور ابن ابی حاتم نے سفیان ثوری سے انہوں نے اسماعیل ابن سمیع سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو رزین سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ، اللہ کے ارشاد ،، فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ ، کو دیکھ لیا فرمائیے کہ تیسری طلاق کہاں ہے ؟ آپ نے فرمایا ،، التسریح باحسان ،، نیکی کے ساتھ عورت کو چھٹکارا دیدینا) یہی تیسری طلاق ہے اسے امام احمد نے بھی روایت کی ہے تفسیر المنار میں یوں مذکور ہے ۔ جمہور علماء جنمیں حنفیہ بھی شامل ہیں نے تصریح کی ہے کہ شرعی طلاق وہی ہے جو ایک کے بعد ایک دی جائے، اور دو یا تین طلاق کو ایک ساتھ جمع کر کے دینا بدعت اور حرام ہے ۔

حضرت عمر و عثمان و علی و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و عمران بن حصین و ابو موسیٰ اشعری و ابو الدرداء و حذیفہ سب کا یہی قول ہے اور یہ علماء صحابہ میں سے تھے رضی اللہ عنہم

EmaanLibrary.com

اور رشید رضا نے فرمایا کہ کتاب اللہ میں مذکور یہی مشروع رجعی طلاق ہے۔ جو مذکورہ بالا طریقے اور تعداد میں دی جاتی ہے رہی طلاق بائن تو کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں، "

علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ تمام صحابہ اس بات پر متفق تھے کہ ایک ساتھ کی تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوتی ہیں، ابتدا اسلام سے حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سالوں تک اسی پر امت کا اجماع تھا اس اجماع کو اس کے بعد کا اجماع کم نہیں کر سکتا،

امام محمد رضا مزید فرماتے ہیں کہ " مقلدین سے اس مسئلے پر بحث و مجادلہ مقصود نہیں کیونکہ ان کی اکثریت کتاب وسنت کے دلائل کو جاننے کے باوجود بھی ان کی پرواہ نہیں کرتی کیونکہ ان کا عمل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں بلکہ ان کے مذاہب کے ائمہ اور ان کی کتابوں کے اقوال پر ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ جلد ۳۳ صفحہ ۱۵۴-۱۵۵ میں فرمایا ہے " اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس طلاق کا ذکر فرمایا ہے وہ صرف طلاق رجعی ہے اور وہ تین طلاق جو ایک ہی بار دیکر تین شمار کی جاتی ہے اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ بلکہ سب طلاقیں جن کا اللہ نے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے وہ طلاق رجعی ہیں اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تم کو طلاق بائنہ دیجاتی ہے تو وہ ایک ہی رجعی طلاق واقع ہوگی یہی اکثر علماء کا مذہب ہے، یہی امام شافعی مالک احمد کا مذہب ہے، ان سب نے کہا کہ طلاق کو رجعی اور بائن میں تقسیم کرنا کتاب اللہ کے مخالف ہے۔ یہی اہل حدیث کا مذہب ہے اور یہی امام شافعی اور امام احمد کا ظاہری مذہب ہے۔

EmaanLibrary.com

میاں بیوی کے درمیان لعان کے بعد طلاق دینا لغو ہے جس کا کوئی مطلب نہیں

معلوم ہو کہ تین طلاق ایک مرتبہ واقع ہونے کے قائلین کی ایک دلیل سھل بن سعد الساعدی کی وہ حدیث بھی ہے جو عویمر عجلانی اور ان کی بیوی کے لعان کے بارے میں صحیحین میں موجود ہے، جس میں یہ مذکور ہے کہ "جب میاں بیوی لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یا رسول اللہ اگر میں نے اپنی بیوی کو روک لیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں یہ کہہ کر انہوں نے ایک ساتھ تین طلاق دیدی حالانکہ ابھی ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم بھی نہیں دیا تھا"

امام بخاری نے اس حدیث کو اسی ترجمۃ الباب کے عنوان سے بیان کیا ہے۔ اور اس حدیث کو اس طرح دلیل بنایا گیا ہے کہ عویمر نے ایک ساتھ تینوں طلاق دے ڈالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتراض تک نہیں فرمایا،

اسی کے ساتھ، کرمانی کے قول سے بھی استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "الطلاق مرتان" فرما کر جب دو طلاقوں کو ایک مرتبہ جائز قرار دیا تو اسی طرح تین طلاقیں بھی ایک ساتھ جائز ہیں"

اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ معترض نے اپنے مذہبی تعصب کی شدت کی بنا پر اس حدیث کا مطلب ہی غلط بیان کر دیا ہے اور بات کو کہاں سے کہاں ٹال دیا ہے۔ قرآن و حدیث سے تو یہ صراحت ملتی ہے کہ الطلاق مرتان کا مطلب

EmaanLibrary.com

ہے ایک عدت کے اندر ایک طلاق جو حقیقت میں بندوں پر اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے طلاق ایک ہی مرتبہ نافذ نہیں کر دی بلکہ اس کے مکمل طور پر واقع ہونے کے لئے وسیع گنجائش رکھی، حاملہ کیلئے وضع حمل تک، حائضہ کیلئے تین حیض اور بوڑھی اور چھوٹی عورت کیلئے تین ماہ کا انتظار، تاکہ طلاق دینے والا اپنے مسئلے پر سوچ بچار کر لے اور اس کا جوش وغضب ختم ہو جائے اور اتنی مدت میں اس کی عقل وفکر لوٹ آئے اور نتیجہ میں عدت کے اندر بغیر نکاح اور ولی اور گواہ کے بیوی سے رجعت کر لے، کیونکہ طلاق رجعیت زوجیت ہے، اس کے برخلاف جو لوگ تین طلاق ایک جگہ ایک وقت میں واقع ہونے کو جائز سمجھتے ہیں اور اسے طلاق قطعی کہتے ہیں وہ لوگ انتظار اور عدت میں بیٹھے رہنے اور سوچ وبچار کی اس فرصت کے اس حکم کو باطل کر دیتے ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہے، اور ساتھ ہی فیصلہ کر دیتے ہیں کہ اس بیچاری مطلقہ کیلئے نہ نفقہ ہے، نہ لباس۔ نہ سکونت اور اسے ہر طرح کے خسارے سے دوچار کر دیتے ہیں مثل مشہور ہے کہ کھجور بھی خراب دی اور تولا بھی کم یعنی شوہر سے بدترین جدائی نہ کہ بھلائی کے ساتھ چھٹکارا۔

اور کاتب موصوف نے لعان کے بعد عویمر عجلانی کے طلاق سے عجیب طور پر استدلال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے لعان کو مشروع کیا ہے جو خود قطعی علیحدگی کا پروانہ ہے اللہ نے اس کے ساتھ طلاق کا ذکر بھی نہیں فرمایا ہے۔ اسی طرح سہل بن سعد کی حدیث میں عویمر کا یہ کہنا ہے کہ اگر میں نے بیوی کو رکھ لیا تو جھوٹا ثابت ہونگا، پھر بیوی کو لعان کے بعد تین طلاق دیدی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم بھی نہیں دیا تھا، معلوم ہو کہ لعان کے بعد

EmaanLibrary.com

عویمر کی یہ طلاق فضول اور بے موقع تھی، یعنی جب لعان کے بعد وہ بیوی نہیں رہی تو اس کو طلاق دینے کا مطلب یہ ہوا کہ اس عورت کو طلاق دی جو سرے سے بیوی ہی نہ تھی یہ طلاق اس لئے بھی باطل تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم ہی نہیں فرمایا تھا، زیادہ سے زیادہ کاتب یہ کہہ سکتا ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہ گئے، لیکن آپ کی خاموشی کا مطلب یہ نہیں کہ عویمر کی طلاق صحیح تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لغویات سے اعراض کیا کرتے تھے، اور لغو بولنے والے کا جواب دینے کے بجائے عملاً اس سے پیٹھ پھیر لیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا	اور جب وہ لغویات سنتے ہیں تو اس سے
عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا	منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے
وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ	ہمارا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل
عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِيْنَ	تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کو منہ نہیں لگاتے

اور لغو بیکار بات کو کہتے ہیں عویمر عجلانی کی طلاق تو ایسی ہے جیسے بغیر بیوی کے کوئی طلاق دے، یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو "السام علیک" کہا کرتے تھے آپ ان کے جواب میں صرف (وعلیکم) کہدیا کرتے تھے حضرت عائشہ یہودیوں کی اس چال کو سمجھ گئی تھیں کہ وہ بات بدل کر بول رہے ہیں اور سلام کے بجائے آپ پر بد دعا کر رہے ہیں ان کی اس بد کلامی پر وہ صبر نہ کر سکیں اور ان سے کہا علیکم السّام واللعنۃ "، تم پر ہلاکت اور لعنت ہو۔ اور کہا یا رسول اللہ آپ نے ان کی بات سنی نہیں ؛ آپ نے فرمایا جانے دو عائشہ کیا تم مجھ کو بھی بد کلام پانا چاہتی ہو۔ لوگوں میں سب سے بد تر وہ ہے جس کی بد کلامی

EmaanLibrary.com

کی وجہ سے لوگ اس سے بچیں، ایسا ہی وہ واقعہ بھی ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا کہ جب ایک شخص آپ پر گالی گلوج کی بوچھار کرنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چپ چاپ سن رہے تھے کچھ جواب نہیں دیا تھا لیکن جب اس کی بدگوئی طویل ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیدیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بدل گیا اور آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، حضرت ابوبکرؓ آپ کے پیچھے پیچھے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دیر سے گالی دے رہا تھا اور میں چپ تھا، لیکن جب میں نے اس کا جواب دیا تو آپ کھڑے ہوگئے اور ناراضگی آپ کے چہرے پر ظاہر ہوگئی، آپ نے فرمایا، اے ابوبکر جب تک آپ خاموش تھے ایک فرشتہ انہیں آپ کی طرف سے جواب دے رہا تھا، لیکن جب آپ نے بھی اپنی طرف سے انتقام لے لیا تو فرشتہ چلا گیا اور اس کے جانے پر میں بھی چلا گیا۔

لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عویمر کی لغو طلاق پر چپ رہنے کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ عویمر کی طلاق صحیح تھی اور آپ نے ان کے قول و فعل کو صحیح قرار دے دیا ہے، لہٰذا عویمر عجلانی کی حدیث سے کاتب کا استدلال کرنا بے محل ہے، کیونکہ صرف لعان سے بیوی کی قطعی جدائی ثابت ہوگئی، اب ان کا طلاق دینا لغو اور بے معنی بات تھی، اسی طرح امام بخاری کا اس حدیث کو اس مفہوم کے ترجمۃ الباب سے پیش کرنیکا مطلب بھی یہ نہیں ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیوی سے لعان کے بعد عویمر کی طلاق کو صحیح قرار دے رہے ہیں کیونکہ شریعت کا دارو مدار امر و نہی پر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے،

مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَأْتُوْا مِنْهُ

EmaanLibrary.com

مَا اسْتَطَعْتُمْ ، جس چیز سے میں تم کو روکدوں اس سے رک جاؤ اور جس کا حکم دوں اس پر جہاں تک ہو سکے عمل کرو ۔ اس کی وضاحت بخاری اور مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں لعان کرنے والوں سے فرمایا، تمہارا حساب اللہ کے حوالے ہے تم میں سے ایک جھوٹا ہے اب اس بیوی پر تمہارا کوئی حق نہیں رہا ۔ مرد نے کہا ۔میرا کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر تم نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے تو اس کے سبب اس کی شرمگاہ حلال کی ہے ، اور اگر جھوٹ کہا ہے تو یہ تم کو اس سے اور دور کرنے والی بات ہے" یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کہ لعان کے بعد مکمل جدائی اور بیوی پر شوہر کا کوئی حق باقی نہیں ، لہذا لعان کے بعد عویمر کی اس طلاق سے طلاق ثلاثہ پر استدلال کرنا بے موقع استدلال ہے ۔

نیز کاتب کا یہ کہنا کہ " صرف لعان سے مستقل جدائی کا ثبوت کتاب و سنت کی صریح دلیل اور اجماع سے ثابت نہیں اس سے دراصل وہ عویمر عجلانی کی طلاق سے طلاق ثلاثہ کی اپنی دلیل کو صحیح ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔

جسکا جواب یہ ہے کہ صحیح اور واضح دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف لعان سے بیوی جدا ہو جاتی ہے جیسا کہ ابھی عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث گذری کہ جب وہ لوگ لعان کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تمہارا بیوی پر کوئی حق نہیں انہوں نے کہا میرا کیا قصور ہے آپ نے فرمایا اگر تم نے سچ کہا ہے تو اس کے سبب تم نے بیوی کی شرمگاہ کو حلال کیا تھا اور اگر تم نے جھوٹ کہا ہے تو یہ تم کو اس سے اور دور کرنیوالی بات ہے ۔ یہ متفق علیہ حدیث ہے ۔

نیز قرآن میں لعان کے ساتھ طلاق کا ذکر نہیں ہے اور حدیث قرآن کی

EmaanLibrary.com

وضاحت کرتی ہے اور اس کی نہ ذکر کی ہوئی بات کو واضح کر دیتی ہے، اور اس وضاحت کے بعد مزید وضاحت کی حاجت نہیں، نیز شوہروں اور بیویوں میں طلاق کے بغیر بھی جدائی ہوئی ہے جیسے اسلام سے مرتد ہونے والے شخص کی بیوی کا اس سے طلاق کے بغیر جدا ہو جانا۔ اسی طرح ہجرت کرنیوالی مسلمان عورتیں جن کے شوہر شرک پر قائم ہیں وہ ان سے طلاق کے بغیر جدا ہیں کیوں کہ ان سے ان کا نکاح ان کے مسلمان ہوتے ہی ختم ہو گیا اور طلاق کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ جیسے لعان کی وجہ سے میاں بیوی کی جدائی، اسی طرح اوطاس کی قیدی عورتیں جو اپنے شوہروں کے ساتھ تھیں اور صرف قید ہوتے ہی طلاق کے بغیر ان کا نکاح فسخ ہو گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی حاملہ سے صحبت نہ کی جائے جب تک اس کے بچہ نہ پیدا ہو جائے اور بغیر حمل والی عورت سے بھی صحبت نہ کی جائے، جب تک کہ ایک حیض نہ آجائے، اور ان کے طلاق کی ضرورت پیش نہ آئی۔

EmaanLibrary.com

مطلقہ کیلئے

خرچ اور سکونت

کاتب نے لکھا ہے ,, نفقہ اور سکونت نہ ہونیکا مطلب یہ نہیں کہ طلاق بھی نہیں پڑی اور اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت سب سے واضح دلیل وہ ہے جو فاطمہ بنت قیس کی حدیث میں ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو آخری تین طلاق دیدی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے نہ خرچ کا حکم دیا نہ سکونت کا اس کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور یہ اس بارے میں سب سے صریح نص ہے کہ طلاق بائن کی صورت میں عورت کے لئے نہ نفقہ ہے نہ سکونت ،

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ کاتب موصوف بس اسی چکر میں ہیں کہ کس طرح تین یکجائی طلاقوں کو تین ثابت کرے اور مطلقہ سے نان ونفقہ اور رجعت کا حق ختم کرادے . کیونکہ کاتب مذکور کے خیال کے مطابق تینوں طلاقوں کے صحیح ہوتے سے نفقہ اور سکنی ضروری نہیں ہوتا اور اپنے اس خیال کی تائید میں فاطمہ بنت قیس کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، جسے مسلم اور اہل سنن نے روایت کی ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دیدی تھیں پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ نفقہ کا حکم دیا نہ مکان کا یہ طلاق ان ائمہ کے نزدیک جو ایک ہی وقت میں تین طلاق کے وقوع کے قائل ہیں طلاق بتوتہ کہی جاتی ہے جس کے لئے نہ نفقہ ہے نہ سکونت . اور دلیل میں اسی مذکورہ حدیث کو پیش کرتے ہیں،

EmaanLibrary.com

اس شبہ کا جواب اسی حدیث کے مفہوم سے مل جاتا ہے، کیونکہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث یہ بتا رہی ہے کہ فاطمہ بنت قیس کے شوہر نے یمن سے آخری تیسری طلاق ان کو بھیجی تھی (نہ کہ تینوں طلاق ایک ساتھ جیسا کہ کاتب نے سمجھا ہے) اور جو بات ثابت ہو رہی ہے وہ یہ کہ طلاق کے بارے میں سابق اجماع یہ ہے کہ طہر کے اندر طلاق باری باری دی جائے۔ لہٰذا فاطمہ بنت قیس کی طلاق کو اگرچہ علماء اور مصنفین نے لفظ "تینوں" کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ شرعی طلاق کی طرح مختلف دفعات میں دی گئی ہے چنانچہ آخری تیسری طلاق انہوں نے یمن سے بھیجی تھی اور اپنے وکیل کو حکم دیا تھا کہ جو اور کھجور لے کر فاطمہ کے پاس جائیں گے۔ یہ دیکھ کر وہ ناراض ہو گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر گئیں، آپ نے ماجرا سن کر فرمایا کہ ان کے ذمہ تمہارے لئے نفقہ اور سکنیٰ ہے ہی نہیں" یہی بات حق و انصاف کے مطابق ہے،

اسطرح فاطمہ بنت قیس اپنے شوہر کی طرف سے تین مرتبہ طلاق پا کر بائنہ کبریٰ ہو چکی تھیں اس صورت میں ان کے لئے نہ نفقہ تھا نہ سکونت اور وہ دوسرے سے نکاح کئے بغیر اپنے پہلے شوہر ابو حفص کے لئے حلال نہیں ہو سکتی تھیں، لیکن بعض فقہاء جن میں یہ کاتب بھی ہیں محض اپنے مذہبی تعصب کی وجہ سے تینوں مجموعی طلاق کو جو بیک وقت دی جائیں سب کو صحیح قرار دیتے ہیں اور اسے بتوتہ کہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے طلاق پڑتے ہی عورت کو نفقہ سکونت اور رجعت سے محروم کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم باطل سمجھ کر ٹھکرا دیتے ہیں،

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	اے نبی جب تم لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دو
فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوْا	تو انہیں ان کی عدت کے لئے طلاق دو اور

EmaanLibrary.com

الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا۔

(الطلاق-۱)

عدت کے زمانے کا ٹھیک ٹھیک شمار کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے (عدت کے اندر) نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، الایہ کہ وہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ (موافقت) کی کوئی صورت پیدا کر دے)

جو لوگ ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقوں کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں وہ ان تینوں طلاقوں کے نافذ ہونے اور ان سے متعلق تمام امور کے نفاذ کا بھی فتویٰ دیتے ہیں مثلاً تین مجموعی طلاق کے تین ہو جانے کی صورت میں عورت کیلئے نہ نفقہ کا حکم ہوگا نہ سکونت کا "اور" نہ دوسرے وہ تمام حقوق جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اگر طلاق دینے کے بعد شوہر مرجائے تو بیوی وارث نہیں ہوگی اور اگر بیوی مرجائے تو ان کے نزدیک شوہر وارث نہیں ہوگا۔

چونکہ فاطمہ بنت قیس کی طلاق آخری بار ہوئی تھی اور وہ بائنہ ہو چکی تھیں، اس لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نفقہ و سکونت کے ختم ہونے کا حکم فرمایا تو بعض صحابہ جو بروقت مسئلہ نہیں سمجھ سکے تھے اس بارے میں متردد ہوئے تو فاطمہ بنت قیس نے اسی آیت سے استدلال کیا اور یہ آیت تلاوت کی "لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا" اور پوچھا کہ

EmaanLibrary.com

اب جبکہ مجھے تیسری بار آخری طلاق ہو چکی ہے تو میرے اور شوہر کے درمیان مصالحت اور نفقہ و سکونت کا امکان کیسے ہو سکتا ہے؟

ہم یہاں یہی مسئلہ سمجھا رہے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس کے شوہر نے انکو تیسری بار آخری طلاق دے دی تھی جس سے ثابت ہوا کہ اس طریقہ کے خلاف تینوں طلاقوں کو ایک ساتھ جمع کر دینا بدعت ہے جسکو عہد صحابہ میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور ایسی تین بدعی طلاقوں کو تین کہکر عورت کو رجعت اور نان و نفقہ سے محروم کرنا ظلم اور خطا ہے،

حضرت فاطمہ بنت قیس نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا تھا نان و نفقہ صرف اس شوہر کے ذمہ ہوگا جسے عدت کے اندر رجعت کا موقع اور حق باقی ہے لیکن الگ الگ تین مرتبہ طلاق دینے کے بعد نہ رجعت کا حق ہے۔ نہ نان و نفقہ کا۔

اور امام مسلم نے فاطمہ بنت قیس سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار طلاق پائی ہوئی عورت کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کیلئے نہ نفقہ ہے نہ مکان۔

اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مسلم کی دوسری روایت میں مروی ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے انکو بتایا کہ وہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھیں انہوں نے ان کو آخری تیسری طلاق دی،

فاطمہ بنت قیس کی اس حدیث سے محدثین اور ائمہ مذاہب اور فقہاء کو شبہہ ہوا ہے۔ کیوں کہ کبھی انہوں نے ,, طلقنی ثلاثا ،، تین طلاق دی ،، کہا اور کبھی ,, طلقها آخر ثلاث تطلیقات ،، آخری بار تیسری طلاق دی کہا ان کے پہلے جملے سے لوگوں کو شبہہ ہو گیا کہ انہیں یکبارگی تین طلاق دیگئی تھی اور آنحضور

EmaanLibrary.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین قرار دے کر نفقہ اور سکنی بند کر دینے کا حکم دیدیا تھا جبکہ ان کی آخری وضاحت سے یہ بات صاف ہو گئی کہ انہیں تین الگ الگ مدتوں میں تین طلاق شرع کے مطابق دی گئی تھی اور اصول ہے کہ حدیث تفسیر مبہم پر مقدم ہوتی ہے اور امام احمد نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ شوہر کے ذمہ عورت کے لئے نفقہ اور سکنی اسی وقت ہوتا ہے جب شوہر کو رجعت کا حق باقی رہتا ہے جب رجعت کا موقع نہیں تو نفقہ و سکنی نہیں ۔

اس کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ابوداؤد نے ابوسلمہ عن فاطمہ بنت قیس سے روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے ان سے کہا کہ وہ ابوحفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھیں ابوحفص نے ان کو آخری تیسری طلاق دے دی ، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر پوچھا کہ وہ شوہر کے گھر سے نکل جائیں آپ نے حکم فرمایا کہ وہ ان کے گھر سے نکل کر عبداللہ بن ام مکتوم نابینا کے گھر چلی جائیں ، یہ سن کر مروان نے مطلقہ کو شوہر کے گھر سے نکلنے کے اس حکم کی بابت فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو صحیح ماننے سے انکار کر دیا ، دوسری روایت میں ہے کہ مروان نے فاطمہ بنت قیس کے پاس آدمی بھیجکر تحقیق کرائی تو انہوں نے بتایا کہ وہ ابوحفص کے نکاح میں تھیں (پوری تفصیل) اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو یمن کے بعض حصے کا امیر بنا کر بھیجا ، حضرت علی کے ساتھ فاطمہ بنت قیس کے شوہر بھی گئے اور وہاں سے انہوں نے انکو آخری تیسری بقیہ طلاق بھیجدی اور عیاش بن ابی ربیعہ اور حارث بن ھشام کو حکم دیا کہ فاطمہ بنت قیس کو خرچ دیا کریں ان دونوں

EmaanLibrary.com

نے کہا اگر وہ حاملہ نہیں ہیں تو ان کے لئے نان ونفقہ کا حق ہی نہیں ہے چنانچہ فاطمہ بنت قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے فرمایا، اگر تم حاملہ نہیں ہو تو تمہارے لئے نفقہ وسکنی نہیں ہے۔

یہ واضح اور صحیح دلائل ہیں جو فاطمہ بنت قیس کی حدیث کی صحت پر دلالت کر رہی ہیں کہ خواہ روایت میں "الثلاث" تینوں طلاق، آیا ہو یا "آخر طلقہ" تیسری آخری طلاق مروی ہو کیونکہ سب کا مفہوم ایک ہے، اور نہایت وضاحت سے ثابت ہو جاتا ہے کہ طلاق کے لئے ضروری ہے کہ عدت کے اندر یکے بعد دیگرے واقع ہو، اور شوہر کو یہ حق نہیں کہ تینوں طلاق ایک بار دے کر عورت کو عدت اور سکونت سے محروم کر دے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص پر سخت ناراض ہوئے جسنے اپنی بیوی کو ایک ہی لفظ سے تینوں طلاقیں دیدی تھیں، آپ غصے میں آکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا، کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جائے گا اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ آپ کا غصہ دیکھ کر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں اسے قتل کر دوں۔

(رواہ النسائی ورواتہ موثقون)

اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید ترین غصہ ہونا اسی بات کو بتاتا ہے کہ ایک ہی لفظ سے تینوں طلاقوں کو جمع کر دینا بدعت اور منکر اور بری بات ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک منھ کی تین طلاق تین پڑتی ہی نہیں کیونکہ اس سے قرآن وسنت کے واضح احکامات کی مخالفت ہوتی ہے جن میں حکم دیا گیا ہے کہ طلاق عدت یعنی طہر میں دی جائے اور اس حدیث کی بھی مخالفت ہوتی ہے، جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہ تھا وہ کام مردود ہے،

EmaanLibrary.com

اسی لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، شرعی طلاق صرف وہی رجعی طلاق ہے جس سے عدت کے اندر شوہر پر نفقہ اور سکنی واجب ہوتا ہے اگر شوہر مرجائے تو وہ اس کی وارث ہوگی کیونکہ رجعت زوجیت کے برابر ہے اور بیوی مرجائے تو شوہر وارث ہوگا، اور امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ہم قطعًا نہیں جانتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی نے اپنی بیوی کو ایک ہی کلمہ کے ساتھ تین طلاق دی ہو اور آپ نے اس کو تین قرار دیا ہو اور اس بارے میں کوئی صحیح اور حسن حدیث مروی ہی نہیں اور نہ ان علماء نے اس کا ذکر کیا جن کی کتابوں پر اعتماد کیا جاتا ہے،

اور قرآن وحدیث میں کہیں وہ حکم موجود نہیں جس سے ایک مرتبہ کہی ہوئی تین طلاقوں یا کئی بار کہی ہوئی مگر رجعت کے بغیر طلاق کو نافذ ہونا ضروری قرار دیا گیا ہو. بلکہ قرآن وحدیث میں جو کچھ ہے وہ یہی ہے کہ جس نے اس طریقہ پر طلاق دی جسے اللہ اور اس کے رسول نے مباح قرار دیا ہے وہی طلاق واقع اور نافذ ہوگی، اور جب طلاق اس طریقہ کے خلاف ہو جسے اللہ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کی زبان سے مقرر کیا ہے تو ایسی طلاق واقع اور نافذ ہی نہیں ہوگی کیونکہ وہ قانون جس پر سلف اور فقہاء قائم تھے وہ یہ ہے کہ عبادات اور حرام کئے گئے معاہدے جب حرام طریقے پر کئے جائیں تو وہ نافذ اور صحیح نہیں ہونگے، جیساکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیحین میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا دین نہیں ہے وہ کام مردود ہے۔

EmaanLibrary.com

ایک لفظ سے تین طلاق دینے پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ناراضی

تین طلاقوں کے ایک ساتھ واقع ہونے کی دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں ایک ساتھ دیدی ہیں، آپ یہ سن کر غصے سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا میرے رہتے ہوئے کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جائے گا، حتیٰ کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں اسے قتل کردوں؟ ایسا محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید غصے کی بنا پر کہا تھا۔ اس حدیث سے اسطرح استدلال کیا گیا ہے کہ طلاق دینے والا ان تینوں طلاقوں کو ایک ساتھ واقع ہونا سمجھ رہے تھے اگر یہ تینوں واقع نہیں ہوئی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیتے کہ یہ طلاقیں صحیح نہیں ہیں اور واقع نہیں ہوئیں، کیونکہ مسئلہ کو اس کے وقت پر بیان کرنے سے ٹالنا جائز نہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مجرم پر سختی کی جاسکتی ہے چشم پوشی نہیں۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ علامہ موصوف حقائق کو الٹنے پلٹنے میں بہت ماہر ہیں اور اس حدیث سے ان کا استدلال کرنا اس کی ایک بدترمثال ہے، لہٰذا یہ حدیث ان کے خلاف دلیل ہے نہ کہ ان کے موافق، اس حدیث سے ایک وقت میں تین طلاقوں کی حرمت کی تاکید ثابت ہوتی ہے اس کا

EmaanLibrary.com

جواز نہیں، تین طلاق کے جواز میں اس حدیث کو پیش کرنا حدیث میں بے جا دخل ہے۔ اس سے کسی طرح بھی تین طلاق کے تین ہونیکا ثبوت نہیں ملتا، لیکن مقلد اپنی تقلید میں اندھا ہو کر متفق علیہ باتوں سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ کیونکہ یہ بات کیسے سوچی جا سکتی ہے کہ کتاب اللہ کے ساتھ مذاق کرنے والے کے عمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائز قرار دیتے۔ ایکطرف اسے کتاب اللہ کے ساتھ مذاق بھی فرمایا اور ساتھ ہی اسے مباح و حلال بھی قرار دیا، ایسا آخر کیسے تصور کیا جا سکتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھ کی تین طلاق کو نہ مشروع قرار دیا ہے نہ اسے اپنے احکامات میں شامل کیا ہے۔

ہماری عبرت کے لئے یہی اتنا کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر منکر کے خلاف اپنے شدید غضب کا اظہار فرمایا کیونکہ آپ اسی وقت غصہ فرماتے تھے جب اللہ کی حرام کردہ چیزوں پر عمل کیا جائے، ورنہ آپ کی عادت مبارکہ تو یہ تھی کہ مسلمانوں کی تکلیف آپ پر بہت شاق گذرتی تھی، مسلمانوں کی بھلائی کے آپ بیحد مشتاق تھے، ایمان والوں کے ساتھ بڑے نرم دل اور مہربان تھے، چنانچہ جب اس صحابی نے اللہ اور اس کے رسول کی مقرر کردہ طلاق رجعی کی جگہ اپنی بیوی کو طلاق بدعی دی تو آپ کا غصہ بھڑک اٹھا یہانتک کہ آپ کے غصہ کو دیکھکر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اس کی گردن نہ ماردوں؛ لیکن آپ کی عادت تھی کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے اور اس وقت تک غصہ نہیں فرماتے تھے جبتک کہ حرمت الٰہی کو تار تار نہ کیا جائے۔

کاتب موصوف فرماتے ہیں، تین طلاق کے بیک وقت صحیح واقع ہونے کی ایک دلیل وہ حدیث بھی ہے جسے ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

EmaanLibrary.com

سے بیان کیا ہے کہ ابورکانہ نے ام رکانہ کو طلاق قطعی دی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قسم لی کہ انہوں نے تین طلاق سے ایک ہی طلاق مراد لی تھی ،،

اور کاتب نے ابن اسحٰق کی اس حدیث پر بھی اعتراض کیا ہے جو مسند احمد وابویعلی میں داؤد بن الحصین عن عکرمۃ عن ابن عباس کی سند سے مروی ہے جسے بعض لوگوں نے صحیح بھی کہا ہے کہ "ابورکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی، اور پھر اس پر بہت شدید رنج وافسوس کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ "طلاق کیسے دی،، انہوں نے کہا " ایک ہی مجلس میں تین بار آپنے فرمایا یہ تینوں ایک طلاق شمار ہوں گی، اگر چاہو تو بیوی سے رجعت کرلو چنانچہ انہوں نے رجعت کرلی ،،

کاتب نے اس حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث تین وجوہات کی بنا پر قابل عمل نہیں، اولاً اس طرح کہ اگر اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے تب بھی یہ حدیث اصل مختلف فیہ موضوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتی نہ مطابقت کے اعتبار سے، نہ دلالت تضمن کے اعتبار سے، نہ دلالت التزام کے اعتبار سے، اس لئے کہ متن حدیث کا لفظ یہ ہے کہ "تینوں طلاقیں ایک مجلس میں واقع ہوئی ہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ایک ہی لفظ میں دی گئی ہوں،

کاتب کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ موصوف کی ہر عبارت سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف اسی حدیث کو مانتے ہیں جو ان کے مذہب کے مطابق ہو خواہ وہ کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہو، اور وہ سب صحیح حدیثیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں ایک طلاق کے حکم میں ہیں جیسا

EmaanLibrary.com

یہ اور اس جیسی حدیث تو کاتب موصوف ان سب صحیح احادیث کا رد اور انکار کر دیتے ہیں اور انہیں غلط معنی پہناتے ہیں اور یہ زیر بحث حدیث اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق ہے کہ تینوں طلاقیں جب ایک ساتھ دی جائیں تو وہ ایک ہی ہونگی، رہا ان کا یہ کہنا کہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تینوں طلاقیں ایک لفظ میں دی گئی تھیں، سراسر غلط اور طلاق شرعی کو نہ سمجھنے کی دلیل ہے اسلئے کہ جب آدمی ایک مجلس میں تین طلاق دیدے، خواہ ایک لفظ میں دے یا متعدد الفاظ میں تو وہ صرف ایک ہی واقع ہوگی، اور باقی دونوں طلاقیں لغو سمجھی جائیں گی جنکا کوئی اعتبار نہیں اور وہ منھ سے بیکار اور زائد نکل گئی ہیں، کیونکہ ایک طہر کے اندر ایک رجعی طلاق کے ساتھ دوسری طلاق شامل ہی نہیں ہوسکتی اور کسی مسلمان کو یہ حق ہی نہیں کہ جس طہر میں اس نے بیوی سے صحبت نہیں کی ہے اسمیں ایک سے زیادہ طلاق دے، خواہ ایک لفظ کے ساتھ دے یا تین کے ساتھ اور خواہ ایک مجلس میں یا متعدد مجالس میں پڑے گی صرف ایک طلاق کیونکہ طلاق شرعی کی شرط یہ ہے کہ وہ رجعی ہو، لہٰذا ثابت ہوا کہ اس حدیث سے تین طلاقوں کے تین واقع ہونے کا دعویٰ کرنا باطل ہے اور یہ تینوں طلاقیں التزام اور مطابقت اور تضمن تینوں طریقوں سے ایک ہی طلاق ثابت ہوتی ہیں، اور کاتب کے لئے بس ہمارا یہی جواب کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورکانہ سے یہ فرمایا تھا کہ ,, یہ تینوں طلاقیں ایک ہیں بیوی سے رجعت کرلو، کتنا اچھا ہے وہ شخص جو اس سننے پر عمل کرلے۔

EmaanLibrary.com

علامہ ابن قیم کا مفصل بیان

ابو رکانہ کی حدیث کے متعلق إغاثۃ اللہفان میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ علیہ نے مفصل بحث کی ہے، فرماتے ہیں ”کہ ابو رکانہ کی وہ حدیث جس میں یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حلف لیا کہ انہوں نے ان تینوں طلاقوں سے صرف ایک طلاق مراد لی تھی“ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”العلل“ میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”کہ طلاق بتہ کے بارے میں ابو رکانہ کی حدیث کی کوئی حیثیت نہیں“ اور ”الخلال“ نے کتاب العلل میں الاثرم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے رکانہ کی حدیث بتہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا، اور ہمارے مشائخ کبار جو علل حدیث کے عالم ہیں جیسے امام احمد، امام بخاری ابو عبید وغیرہ نے حدیث بتہ کو ضعیف قرار دیا ہے اور ابو محمد بن حزم نے ایسا ہی لکھا ہے۔ سب کا بیان ہے کہ اس حدیث کے راوی نامعلوم لوگ ہیں جن کی انصاف گوئی اور قوت حفظ کا حال معلوم نہیں، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو رکانہ کی یہ حدیث کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی ثابت نہیں ہے، یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ ابن اسحٰق اسے داؤد بن الحصین عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے روایت کیا ہے کہ ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور جو لوگ تین طلاق دیتے تھے اہل مدینہ اس کو طلاق ”بتہ“ کہتے تھے، اگر اس پر اعتراض کیا جائے کہ ابو داؤد نے کہا ہے کہ حدیث البتہ ابن جریج کی اس حدیث سے

EmaanLibrary.com

زیادہ صحیح ہے، کہ ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور ان کے گھر والے اسے خوب جانتے تھے، اور انہیں لوگوں نے اس کو بیان بھی کیا ہے تو اس اعتراض کے جواب میں ہمارے شیخ نے فرمایا ہے۔ کہ ابو داؤد نے حدیث البتہ کو ابن جریج کی حدیث پر ترجیح دی ہے، کیونکہ ابن جریج کی حدیث ایک مجہول طریق سے مروی ہے وہ مجہول سند یہ ہے کہ ابو داؤد کہتے ہیں کہ ہم سے احمد بن صالح نے روایت کی کہ انہوں نے عبد البر سے روایت کی کہ انہوں نے ابن جریج سے ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے ابو رافع کے کسی لڑکے نے عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے بتایا کہ عبد یزید یعنی ابو رکانہ نے ام رکانہ کو تین طلاق دی (الخ) اور انہوں نے اس حدیث کو نہیں بیان کیا جسے امام احمد نے اپنی سند میں اس سند سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ میرے والد نے محمد بن اسحاق سے روایت کی اور محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو رکانہ بن یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی،، ابن جریج کی اس حدیث کی فنی کمزوری کی وجہ سے ابو داؤد نے حدیث بتہ کو ابن جریج کی حدیث پر ترجیح دی اور مسند احمد کی حدیث کو نہ اپنی سنن میں روایت کیا نہ اس کا ذکر کیا حالانکہ یہ حدیث ان دونوں مذکورہ حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے، اور ابن جریج کی حدیث کی شاہد اور مؤید حدیثیں بھی ہیں، چنانچہ جب ابو الصہبا کی حدیث کو ابن اسحاق کی حدیث سے اور ابن جریج کی متعدد طرق سے مروی حدیث سے ملا دیا جائے تو ان سب احادیث کے مل جانے سے علم یقینی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ بلاشک حدیث البتہ سے زیادہ قوی ہے دور سے بھی حدیث کی بو سونگھی ہوگی وہ اس حدیث

کے یقینی ہونے کے بارے میں شک نہیں کریگا۔ لہٰذا ایک ضعیف حدیث کو جسے تمام ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور جس کے راوی مجہول ہیں اس کو ان صحیح احادیث پر کیسے مقدم کیا جا سکتا ہے"۔

عبداللہ بن عمر کی اس طلاق کا حکم جس میں انہوں نے بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی

کاتب موصوف نے فرمایا "جن احادیث سے تین طلاق پر استدلال کیا گیا ہے ان میں عبداللہ بن عمر کی وہ حدیث بھی ہے جس میں انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی جسے ایک شمار کیا گیا۔ اس حدیث سے استدلال کیا ہی نہیں جا سکتا کیونکہ مسلم وغیرہ کی صحیح روایت یہی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک ہی طلاق دی تھی"۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس بات کیلئے صحیح مرجع ہے کہ تین طلاق ایک ہوتی ہے۔ اور یہ کہ حائضہ پر طلاق نہیں پڑتی اور طلاق شرعی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس طہر میں دیجائے جس میں صحبت نہ کی گئی ہو۔

بخاری اور مسلم میں اس حدیث کا متن یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا۔ انکو حکم دیجئے کہ بیوی سے رجعت کرلیں اور پاک ہونے تک اس کو چھوڑے رکھیں یہاں تک کہ دوبارہ حیض آئے اور پھر پاک

EmaanLibrary.com

ہو ، اس کے بعد عبداللہ چاہیں تو بیوی کو روک لیں اور چاہیں تو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدیں ، اسی عدت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ عورتوں کو طلاق دی جائے ، (متفق علیہ)

مسلم کی دوسری روایت میں ہے ، آپ انہیں حکم دیجئے کہ بیوی سے رجعت کرلیں ، پھر اسے پاکی یا حمل کی حالت میں طلاق دیں ، تیسری روایت میں عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ،

" میری بیوی کو لوٹا دیا اور اس میں کچھ حرج محسوس نہیں کیا ، یہ حدیث اصول دین میں ایک نص ہے ، جو طلاق کے طریقہ اس کی مشروعیت اور بدعت کی وضاحت کرتی ہے ، اور ہر بدعت گمراہی ہے ، اگر مان لیا جائے کہ حضرت عبداللہ کی یہ طلاق تین تھی یا ایک جب بھی کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجعت کا حکم فرمایا تھا ، یعنی ان کی بیوی کو ان کے پاس واپس بھیجکر پہلے کی طرح بیوی بنکر رہنے کا حکم دیا تھا ، کیونکہ انہوں نے طلاق حیض کی حالت میں دی تھی جو واقع نہیں ہوئی اور لغو اور باطل ہو کر لاشئی بنگئی ، یہی مطلب ہے حضرت عبداللہ کے اس قول کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیوی کو میرے پاس لوٹا دیا - اور اس طلاق کو کوئی حیثیت نہیں دی ، یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب قائم اور عامل تھے اور جو قرآن سے ثابت ہے اور جو بھی آپ سے اس کا مسئلہ پوچھتا اسکو یہی جواب دیتے ، کہ تم نے بیوی کو ایک طلاق دی ہے یا دو ، کیونکہ ان دونوں حالتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رجعت کا حکم دیا تھا ، اس لئے کہ اس طلاق کو آپ نے رجعی سمجھا تھا ، اور یہ

EmaanLibrary.com

بات دلائل سے بالکل واضح ہے کہ تین طلاق کا حکم دو طلاق کے برابر ہے۔ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر کو فتویٰ دیا کہ وہ پہلے بیوی گھر میں واپس لوٹائیں جب اس موجودہ حیض سے پاک ہو جائیں اور اس کے بعد حیض آئے اور پھر وہ پاک ہوں تب چاہیں توان کو روک لیں اور چاہیں تو طلاق دیدیں دو بار حیض آکر پاک ہونیکا انتظار یہی وہ عدت ہے جس کی بابت اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ عورتوں کو اس عدت کے مطابق طلاق دی جائے، اور اسی طرح عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ "اگر تم نے تین طلاق ایک ساتھ دی ہے تو تم نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بارے میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ (مسلم)

مذکورہ بالا جواب اتنا شافی اور کافی ہے کہ اس سے سارا جھگڑا ختم ہو جاتا ہے اور اختلاف کی جگہ اجماع واتحاد پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاق دینے والا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے ایک ساتھ دو طلاق دی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے سائل سے جو یہ فرمایا کہ تم نے ایک ساتھ تین طلاق دے کر عورت کو طلاق دینے کے بارے میں حکم الٰہی کی نافرمانی ہے۔ ایسا محض اسلئے فرمایا کہ ایسی طلاق غیر مشروع اور بدعت ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے ہمارے دین کے خلاف کام کیا وہ مردود ہے اور یہ گناہ اللہ کی نافرمانی کے لئے بس ہے، یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر کی بیوی کو لوٹا دیا اور انکی دی ہوئی طلاق کو لغو قرار دیا۔

اور جس روایت میں یہ ہے کہ "بیوی کو لوٹا دیا اور ایک طلاق شمار کی گئی وہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف شرعی طلاق ہی کو شمار فرماتے تھے بدعی طلاق کو نہیں، اس قول کی بنیاد تمام صحیح دلائل پر قائم ہے۔ رہی

EmaanLibrary.com

اوپر والی حدیث تو یہ کسی ایسے راوی کی ہے جو اپنے مذہب کا مقلد ہے، یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن عباس کی رائے یہ تھی کہ طلاق صرف ہر طہر کے شروع میں دی جائے، اور جن اصول پر فقہاء و سلف قائم تھے وہ یہ ہے کہ جب عبادات اور حرام کردہ عقود حرام طریقے پر ادا کئے جائیں تو وہ نافذ اور صحیح نہ ہوں گے، اگرچہ اس بارے میں اہل کلام کے ایک گروہ نے اختلاف کیا ہے پھر بھی حق وہی ہے جس پر سلف اور ائمہ فقہ تھے، اسلئے کہ صحابہ و تابعین عبادات اور عقود کو محض اسلئے حرام کہتے تھے کہ شارع نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور یہ بات تواتراً ان سے ثابت ہے۔

تین طلاق کے ایک ہونے کی بابت

امام طحاوی کا بیان

امام ابوجعفر طحاوی نے اپنی کتاب "تہذیب الآثار" میں لکھا ہے، اس عنوان کے تحت کہ "آدمی جب اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دے"، امام طحاوی رح ابوالصہباء کی حدیث ذکر کر کے کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آدمی جب تین طلاق ایک ساتھ دیدے تو اس پر ایک ہی طلاق پڑے گی، اور وہ بھی جب اس نے اس طہر میں دی ہو جس میں بیوی سے صحبت نہیں کی ہے، اور ان لوگوں نے اسی حدیث کو دلیل بنایا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ طلاق اس طریقہ پر دیں اور بندے اس کے خلاف طلاق دیں تو ایسی خلاف شرع طلاق واقع ہی نہیں ہوگی، اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کسی نے کسی کو یہ حکم دیا ہو کہ وہ اس کی بیوی کو رمضان میں طلاق دے اور یہ آدمی شعبان ہی میں طلاق دیدے یا یہ حکم دیا ہو کہ ایک طلاق دے اور یہ اس کو تینوں طلاق

EmaanLibrary.com

دیدے تو ان دونوں صورتوں میں اس کے حکم کی مخالفت کیوجہ سے طلاق ہی نہیں پڑے گی، پھر انہوں نے دوسرے فریق کے دلائل اور ان کے جوابات ذکر کیا ہے جیسا کہ اصحاب علم ودین کا اپنے مخالفین کے ساتھ انصاف وتحقیق میں معمول رہا ہے، اور طحاوی نے دوسروں کی طرح جہالت اور ہٹ دھرمی سے کام نہیں لیا ہے اور اس مسئلہ کی وجہ سے اپنے مخالف کو کافر اور قابل گردن زدنی کہا کہ جس سے اس کے مخالف کی زبان بند ہو جائے اور وہ اس کی بدکلامی کے خوف سے میدان ہی میں نہ آسکے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر کہنے والے کی زبان اور دل کے پاس موجود ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور تین طلاق کا نفاذ

شیخ محمد امین شنقیطی فرماتے ہیں: مسلم اور ابوداؤد نے طاؤس سے روایت کی ہے کہ ابوالصہباء نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایئے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانہ میں طلاق ایک ہی نہ تھی؟ انہوں نے کہا ایک ہی مانی جاتی تھی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ جب مسلسل طلاق دینے لگے تو آپ نے ان تینوں کو ان پر نافذ کر دیا۔ صحیح مسلم کا یہی لفظ ہے اور اسی آخری طریقہ کو ابوداؤد نے بیان کیا ہے اس کے بدلے میں اور دوسری روایتوں کا متن یہ ہے: "آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں آدمی جب اپنی بیوی کو اس سے صحبت کرنے سے پہلے تین طلاق دیدیا کرتا تھا تو لوگ اسے ایک ہی نہیں مانتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر الصدیق اور حضرت عمر کی خلافت

EmaanLibrary.com

کے شروع میں آدمی اپنی بیوی کو اس سے صحبت کرنے سے پہلے جب تین طلاق دیدیتا تھا تو اسے ایک ہی سمجھا جاتا تھا، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ مسلسل طلاق دینے لگے ہیں، تو آپ نے حکم دیا کہ ان تینوں طلاقوں کو ان پر تین نافذ کردو،

شیخ امین فرماتے ہیں کہ جمہور علماء نے عبداللہ بن عباس کی اس حدیث کا کئی جواب دیا ہے،

پہلا جواب یہ ہے کہ حدیث میں جن تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کا ذکر ہے ان میں کہیں یہ وضاحت نہیں ہے کہ وہ ایک لفظ سے واقع ہوئی ہیں، اور تین طلاق کے لفظ سے لغت، عقل اور شرع کسی لحاظ سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ایک ہی لفظ سے دی گئی ہیں، لہذا جس نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں کہا تم کو طلاق تم کو طلاق تین بار طلاق. تو یہ طلاق تین مانی جائے گی، کیونکہ اس نے تین بار طلاق کی صراحت کی ہے، اور جس کو اس بات کا یقین ہے کہ حدیث مذکور میں ایک ہی کلمہ سے تین طلاق کا واقع ہونا مراد ہے اس سے پوچھا جائے کہ یہ ایک کلمہ کا لفظ کہاں سے لیا ہے، کیا کسی حدیث میں مذکور ہے؟ یا متعدد کلمات سے تین طلاق کا واقع ہونا منع ہے؟ اگر وہ کہے کہ جب تک ایک کلمہ سے تین طلاق نہ کہی جائے وہ تین واقع نہیں ہوگی؛ تو اس کا یہ دعویٰ بلاشبہ صحیح نہ ہوگا، اگر وہ حق کو مان کر یہ اقرار کرے کہ ایک کلمہ ہو یا متعدد کلمات تین طلاق دونوں ہی طور پر واقع ہوجائے گی جیسا کہ حدیث کا ظاہری لفظ بتا رہا ہے، تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ صرف اس بات پر یقین رکھنے کا کوئی جواز نہیں کہ تین طلاق جب ایک لفظ سے کہی جائے تب ہی ایک مانی جائے گی اور جب حدیث میں ایک لفظ کا ہونا متعین بھی نہیں تو

EmaanLibrary.com

اس اختلاف میں اس حدیث کو دلیل بنا کر پیش بھی نہیں کیا جا سکتا، الغرض تین طلاق کا ایک لفظ سے کہنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوا،۔

شیخ محمد امین شنقیطی کے شبہات کا جواب یہ ہے کہ پچھلی بحث میں انہوں نے اپنی رائے کی تقویت اور اپنے اس فقہی مذہب کی تائید کے لئے بہت زور لگایا ہے کہ ایک لفظ یا متعدد الفاظ میں دی گئی طلاق تین ہوتی ہے۔ اور آیت (الطلاق مرتان) سے ان کی مراد شرعی طلاق ہے، جو ہر طہر کے شروع میں دی جاتی ہے اور آیت (یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) طلاق آیت ۱) کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو انکی عدت سے پہلے طلاق دی جائے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ طلاق ہر طہر کے وقت دی جائے، اور انہوں نے آیت کے مفہوم میں اس ضعیف حدیث کو داخل کرنے کا ارادہ کیا جس میں غیر مدخولہ کے طلاق کا ذکر ہے۔ اسی لئے عبداللہ بن عباس رضؓ کے اس بیان کو بھی پیش کیا ہے کہ آدمی جب اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دے تو اسے ایک طلاق شمار کیا جائے گا، وہ لوگوں کو اس وہم میں ڈالنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت کے شروع میں جس طلاق پر اجماع تھا وہ غیر مدخولہ کی طلاق تھی، سبحان اللہ! بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ الٹ پھیر کر وہ بات کہی جائے جس کا یہاں کوئی تعلق نہیں، کیونکہ یہ تو متفق علیہ بات ہے کہ غیر مدخولہ تو ایک ہی طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے اس کے لئے عام عورتوں کے طلاق کی پابندیاں نہیں ہیں، اللہ کا ارشاد ہے،

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ — اے ایمان والو جب تم ایمان والی عورتوں سے

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ — نکاح کرو پھر ان سے صحبت کرنے سے پہلے انکو

EmaanLibrary.com

فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا طلاق دے دو تو تمہارے لئے ان کے ذمہ
فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا کوئی عدت نہیں جسے وہ شمار کریں لہٰذا تم
جَمِيْلًا ٥ (سورۃ الاحزاب : ۴۹) ان کو فائدہ پہونچاؤ اور پوری طرح آزاد کردو۔

لہٰذا اس مسئلہ میں نہ تو صحابہ کرام اور نہ ہی ان علماءِ عظام کے درمیان کوئی اختلاف رہا ہے جو ایک وقت میں دی گئی تین طلاق کو تین نہیں مانتے۔ جیسے شیخ الاسلام ابن تمیہ اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ، نیز محمد ابن شنقیطی کہتے ہیں کہ جب آدمی اپنی بیوی کو کہے، تم کو طلاق تم کو طلاق تم کو طلاق تو یہ ایسی طلاق کو تین مانا جائے گا، موصوف چاہتے ہیں کہ ایسی طلاق کو طلاق شرعی ثابت کریں، ہم ان کی علمی حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے بھی۔ انکے اس مذکورہ قول کو اس بات پر محمول کرتے ہیں کہ انہوں نے طلاق شرعی کو سمجھا ہی نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے اپنا سارا علمی زور اس بات پر لگادیا ہے کہ طلاق بدعی کو طلاق شرعی ثابت کریں، لیکن ان کے ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

شرعی طلاق صرف رجعی ہے

اور شرعی طلاق کے لئے ضروری ہے کہ ہر طہر کے شروع میں دی جائے، لہٰذا جب آدمی اپنی بیوی سے ایسے طہر میں کہے گا جس میں اس سے صحبت نہیں کی ہو کہ تم کو طلاق تم کو طلاق تو یہ ایک ہی طلاق پڑے گی، بقیہ دو طلاقیں لغو سمجھی جائیں گی۔ اسلئے کہ یہ فرض قطعی ہے کہ طلاق صرف رجعی دی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) یعنی اپنی عورتوں کو انکی عدت سے پہلے طلاق دو اور رجعی طلاق کے ساتھ دوسری طلاق نہیں پڑتی،

EmaanLibrary.com

طلاق سنت کا بیان

طلاق سنت یہ ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کے حدود و محارم کا خیال کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (الطلاق : ۱)	یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور جو شخص اللہ کی حدوں سے تجاوز کریگا تو اپنے ہی اوپر ظلم کرے گا۔

لہٰذا آدمی کے لئے ضروری ہے کہ ایسی طہر میں طلاق دے جس میں بیوی سے صحبت نہیں کی ہے، پھر اس کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کو حیض آجائے، اور جب وہ پاک ہو کر غسل کرلے تو شوہر اگر رجعت کرنا چاہے تو رجعت پر کسی کو گواہ بنالے جیسے طلاق پر گواہ بنایا تھا، اگر رجعت نہیں کرنا چاہتا تو اس کو چھوڑ دے۔ کہ اپنی شرعی عدت پوری کرلے، یہاں تک کہ تیسری حیض آجائے اور وہ اس سے پاک ہو کر غسل کرلے، اب وہ بائنہ صغریٰ ہو جائے گی بشرطیکہ صرف پہلے طہر میں طلاق دی ہو یا دو لیکن دوسرے اور تیسرے طہر میں طلاق نہ دی ہو، ایسی صورت میں تیسری حیض سے پہلے اگر رجعت کرلیا تو وہ اس کی پہلے کی طرح بیوی بن جائے گی نہ نکاح کی ضرورت نہ کسی اور چیز کی۔ کیونکہ رجعت زوجیت کے برابر ہے۔ اس بارے میں اللہ کا ارشاد ہے۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ - ۲۲۸)	اور مطلقہ عورتیں اپنے کو تین حیض تک روکے رکھیں گی۔

EmaanLibrary.com

" آیت میں " القرء " سے مراد حیض ہے اور یہ طہر پر بھی بولا جاتا ہے ،

نیز فرمایا "،

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِلَىٰ قَوْلِهِ : وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ "،

(بقرہ - ۲۲۸)

اور ان کے لئے حلال نہیں ہے کہ اللہ نے جو کچھ ان کے رحم میں پیدا کیا ہے اسکو چھپائیں۔ اور ان کے شوہروں کو حق ہے کہ عدت کے اندر ان کو لوٹا لیں ۔

" اس کے اندر " یعنی عدت کے اندر لیکن عورت اگر طلاق پانے کے بعد تیسری حیض سے بھی غسل کرلے تو جیسا کہ ہم نے کہا کہ ایسی صورت میں وہ بائنہ صغریٰ ہوگی ، یعنی اگر اس کے بعد شوہر طلاق دینے پر نادم ہوا اور اس کے گھر والوں کو دوبارہ شادی کا پیغام دینا چاہا تو اس کے لئے مباح ہے کہ نکاح کی تمام صحیح شرطیں پوری کرکے نیا نکاح کرلے ، اور طلاق دینے والے اس شوہر کی حیثیت دوسرے پیغام دینے والوں میں ایک پیغام دینے والے کی ہے ، اور ایسا محض شرعی طلاق کی برکت و فضیلت سے ممکن ہوا ہے ، اللہ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے ،

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۔

(البقرہ ۲۳۲)

جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں رو کومت کہ وہ اپنے پہلے شوہروں سے نکاح کریں جب دستور کے مطابق ان کے درمیان رضامندی ہو جائے ۔

علامہ ابن کثیر نے علی بن طلحہ عن ابن عباس سے روایت کی ہے کہ " یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دیتا ہے اور اس

EmaanLibrary.com

کی عدت ختم ہو چکی ہے بعد میں عورت مرد دونوں شادی کرنا چاہیں اور عورت کے ولی اس شادی سے انکار کریں، تو اللہ تعالیٰ نے ان ولیوں کو اس انکار سے منع فرمایا ہے، اور یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ایک طلاق سے عورت بائنہ ہوجاتی ہے۔ جب شوہر اس کی عدت میں رجعت نہ کرے، اسی طرح دو متفرق سے بھی عورت بائنہ ہوجاتی ہے تیسری طلاق کے وقت یا تو شوہر اس کو بھلائی کے ساتھ روک لے یا اس کو بہتر طریقہ سے طلاق دیدے کیونکہ اگر یہ طلاق نہیں دے گا پھر بھی یہ اس کے لئے مطلقہ ہوگی اور اس کے لئے عورت بغیر عقد ثانی کے حلال نہیں ہوگی،

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ معقل بن یسارؓ اور انکی بہن کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی بہن کو انکے شوہر نے طلاق دیدیا تھا، اور انکو چھوڑ دیا یہانتک کہ عدت ختم ہوگئی اس کے بعد ان کے شوہر نے شادی کا پیغام بھیجا تو معقل بن یسار نے اس سے انکار کیا اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی،

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ	کہ جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ
أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ	اپنی عدت پوری کریں تو ان کو مت روکو
يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ ،،	کہ وہ اپنے پہلے شوہروں سے دوبارہ نکاح
(بقرہ - ۲۳۲)	کریں ۔

اسی طرح سے امام ابوداؤد، ترمذی ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن مردویہ نے متعدد طرق سے حسن عن معقل بن یسار سے اس حدیث کو روایت کیا اور امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا انکی روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے، معقل بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کی شادی دور نبوی

EmaanLibrary.com

ہیں ایک مسلمان شخص سے کر دی، یہ اس کے پاس تھی جب تک تھی پھر اس کو ایک طلاق دیا۔ اور عدت ختم ہونے تک رجعت نہیں کی۔ اور دونوں ایک دوسرے کی طرف مائل ہوئے چنانچہ ان کے شوہر نے شادی کا پیغام بھیجا تو ان سے معقل نے کہا کہ لے لکع بن لکع میں نے اپنی بہن کی وجہ سے تمہاری عزت کی اور اس سے تمہاری شادی کر دی تھی تو تم نے اس کو طلاق دے دیا خدا کی قسم یہ ہرگز تمہاری طرف اس مدت کے آخر تک جو تم پر لازم ہے رجوع نہیں کریگی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شوہر و بیوی میں سے ہر ایک کی دوسرے کے ضرورتمند ہونے کو جان لیا اور یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (بقرہ ۲۳۲)	جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدتیں پوری کرلیں تو تم ان کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب دستور کے مطابق دونوں میں رضامندی ہو جائے اسی کا حکم دیا گیا ہے ہر اس شخص کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے یہی تمہارے لئے پاکیزہ اور بہتر ہے، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تم لوگ اس کو نہیں جانتے،

یہ آیت کریمہ اور اس کے متعلق حدیث کی تفسیر اس پر دلالت کرتی ہے کہ طلاقِ شرعی اختیار کرنے میں اللہ کے ساتھ اچھے ادب اور اچھے انجام کو ملحوظ رکھا جائے بایں طور کہ شوہر جب طلاق دینے پر نادم ہو اور شوہر و بیوی ایکدوسرے کی طرف مائل ہوں تو اس صورت میں عقدِ ثانی کے ذریعہ بیوی کو حلال قرار دینا جائز ہے۔ یہ

EmaanLibrary.com

حکم طلاق ثلاثہ سے طلاق واقع ہونے کے حکم کے خلاف ہے اور اس کے بھی خلاف ہے۔ کہ مقلدین عورت کو اس کے شوہر پر حرام قرار دیتے ہیں مگر یہ کہ اس کی شادی کسی شخص سے ہو جائے، یہ مقلدین جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورت کو اس کے شوہر پر حرام قرار دیتے ہیں جس کے لئے عورت حلال ہے۔ اور شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے لئے عورت کو مباح قرار دیتے ہیں جس پر یہ عورت حرام ہے۔

یہ بات اپنے مذہب اور علماء کے بیان کردہ مسائل پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں اور طلاق بتہ کے بعد عورت اور شوہر حلالہ کے طریقہ کو اپنانے کیلئے حلالہ کرنے والے کو تلاش کرتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور جس سے حلالہ کرایا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور اس کا نام مستعار بکرا رکھا۔

امام مسلمؒ نے اپنی صحیح مسلم میں اور ابو داؤد وغیرہ نے طاؤس عن ابن عباس سے روایت کیا کہ ابن عباس نے بیان کیا کہ تین طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کے دور خلافت کے دو سال تک ایک ہی شمار کی جاتی تھی، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسے معاملے میں جلد بازی سے کام لیا جس میں ان کے لئے مہلت تھی، اگر میں اسکو ان پر نافذ کر دیتا چنانچہ آپ نے لوگوں پر اس کو نافذ کر دیا۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ابو الصہباء نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ تم مجھے بتاؤ کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں تین طلاق کو ایک نہیں شمار کیا جاتا تھا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہاں یہ بات تو تھی لیکن جب

EmaanLibrary.com

حضرت عمر کے دور خلافت میں لوگ بغیر سوچے سمجھے طلاق دینے میں عجلت سے کام لینے لگے، تو حضرت عمر نے تین طلاق کو ان پر نافذ کر دیا اور اس کی اجازت دیدی ،

میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جس پر قرآن کی یہ آیت دلالت کرتی ہے ،

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ

طلاق دو مرتبہ ہے یا تو دستور کے مطابق عورت کو روکنا ہے ، یا اس کو بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

اس آیت میں لفظ "مرتان" کا تقاضہ یہ ہے کہ دو طلاق یکے بعد دیگرے دیجائے اور ہر طلاق طہر کے ابتدا میں ہونی چاہئے۔ اس حکم سے حائضہ اور آئسہ عورتیں مستثنیٰ قرار دی جائیں گی ، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طلاق ہر طہر کے شروع میں دینی چاہئے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر کے دور خلافت کے شروع میں اس پر اجماع تھا جس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے اور یہ چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سابق شریعت سے ثابت نہ تھی اور نہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ کیا ، کیونکہ اس کو اللہ نے مشروع قرار دیا جو اپنے احکام میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کرتا مگر ایسے سبب سے جس کی شریعت متقاضی ہوتی ہے ۔ اور حضرت عمر، ابن عباس اور تمام صحابہ کرام انسان ہی تھے اور یہ لوگ معصوم نہیں تھے ، ان میں سے کسی سے بھی اجتہاد کرنے میں غلطی صادر ہو سکتی ہے ۔ اجتہاد میں غلطی کرنے پر بھی اس کو ثواب ملے گا اور اجتہاد اگر درست ثابت ہو گیا تو دوگنا ثواب کا مستحق ہو گا ۔

EmaanLibrary.com

لیکن اس کا حکم اور تادیب ایک مستقل شریعت نہیں ہو سکتا۔ باوجودیکہ ان پر فرض ہے کہ وہ اپنے دور خلافت میں لوگوں کو برے اعمال کرنے سے روکیں، اور انہیں میں سے تین طلاق کا ایک ساتھ دینا یہ حرام کام ہے۔ چنانچہ ان کی تادیب کیلئے ان پر اس کو نافذ کر دیا، اس سے یہ لازم نہیں ہوگا کہ یہ تادیب قیامت تک برقرار رہے۔ درانحالیکہ اللہ کی شریعت زیادہ قابل اعتماد اور اللہ کا دین اس کا زیادہ حقدار ہے۔

ہم یہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے کلام کو اس طلاق کی تفصیل میں پیش کریں گے جس کو حضرت عمرؓ نے لوگوں پر نافذ کیا تھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ کے اس قول پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِیْ اَمْرٍ کَانَتْ لَھُمْ فِیْہِ اَنَاۃٌ فَلَوْ اَنْفَذْنَاہُ عَلَیْھِمْ فَاَنْفَذَہٗ عَلَیْھِمْ.	بے شک لوگوں نے ایسے معاملہ میں جلد بازی سے کام لیا۔ جس میں ان کے لئے مہلت تھی، اگر ہم ان پر اس کو نافذ کر دیتا چنانچہ انہوں نے اس کو لوگوں پر نافذ کر دیا۔

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس کی کہ لوگوں نے ایسا نیا طریقہ ایجاد کیا جسکے سبب سے یہ لوگ حضرت عمر کے نزدیک اس کے مستحق ہو گئے کہ ان لوگوں پر تین طلاق نافذ کر دی جائے، اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو لوگوں پر لازم قرار دیا تو یہ انکا اجتہاد تھا اور جس نے حضرت عمرؓ کے اس قول کو لازم شریعت قرار دیا اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ حضرت عمرؓ کا یہ اجتہادی مسئلہ دیگر صحابہ کرام کے مسئلہ سے مختلف ہے چنانچہ صحابہ کرام جب کسی مسئلہ میں مختلف ہوتے

EmaanLibrary.com

تو اسے اپنے تنازعی مسئلہ کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے کرتے۔

یا حضرت عمرؓ نے طلاق ثلاثہ کا نفاذ ایسی سزا کے طور پر کیا جو بوقت ضرورت دی جا سکتی ہے اور یہ چیز طلاق ثلاثہ میں دونوں معاملوں میں سے سب سے زیادہ حضرت عمر کے مشابہ ہے۔

پھر اس پر سزا دینے میں بھی دو طریقے سے اجتہاد کا دخل ہوتا ہے۔ پہلا یہ کہ اس پر سزا دینا مشروع ہے کہ نہیں؟ چنانچہ امام ایسی سزا دے سکتا ہے جس کو اس کا غیر سزا نہیں دے سکتا۔ جیسے ملحدوں کو آگ سے جلانا۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سزا اس شخص کو دی جاتی ہے جو اس کا مستحق ہو۔ جو متقی اور پرہیزگار ہوگا اللہ تعالیٰ اسکے لئے کوئی سبیل ضرور پیدا کر دے گا۔ اور وہ سزا کا مستحق نہیں ہوگا۔ اور جو تین طلاق کو ایک ساتھ دینے کو حرام نہ جانتا ہو جب یہ اس کی حرمت کو جان لے تو اسی دن سے اس سے توبہ کر لے۔ اور پھر وہ سنت کے مطابق ہی طلاق دے، کیونکہ وہ طلاق کے مسئلہ میں اللہ سے ڈرنے والوں میں سے ہے۔ اس جیسا شخص تین طلاق کو ایک ساتھ نافذ کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوگا بلکہ تین طلاق کو ایک ہی شمار کرے گا۔

صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے اقوال کو جس پر محمول کیا جائے گا۔ وہ دو چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ہوگی۔ یا تو انہوں نے تعزیر کے قبیل سے اس کو سمجھا ہو جس کو حالات کے تقاضے کے مطابق نافذ کرنا جائز ہوتا ہے، جیسے شراب پر چالیس کوڑے سے زیادہ مارنا۔ یا ان کے اجتہادی مسائل میں اختلاف ہوا چنانچہ انہوں نے اسے لازم قرار دیا لیکن تین طلاق کے نفاذ کا قول تمام مشروع چیزوں کی طرح یہ بھی مشروع ہے جس کو نافذ کرنا لازم ہے۔ اس پر کوئی شرعی دلیل

EmaanLibrary.com

نہیں ملتی۔

اس وجہ سے اس مقام پر راجح قول یہ ہے کہ ایک طلاق نافذ ہوگی اور مرد اپنی بیوی سے رجعت کر سکتا ہے (۱)

جب ہم اس کو اور اسپر حضرت عمرؓ کے عامل ہونے کو جان گئے کہ حضرت عمرؓ نے اس سے بھلائی کا ارادہ کیا تھا، اور لوگوں کو تین طلاق کے واقع ہونے کی صحت کو لازم قرار دیا۔ اس پر عمل کرتے ہوئے بچے جوان، اور جوان بوڑھے ہو گئے اور انہوں نے علماء میں سے کسی کو نہیں پایا جو انکی غلطی پر تنبہ کر سکے اور عوام اور بعض علماء بھی اسی کو حق سمجھنے لگے۔ اور اسکے لزوم کا فیصلہ صادر کرنے لگے یہاں تک کہ ایک شخص کسی قاضی یا طلاق نامہ لکھنے والے کے پاس جاتا ہے اور وہاں اپنی عورت کو تین طلاق دیتا ہے پھر گھر آکر اپنی عورت سے بلند آواز سے کہتا ہے اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں طلاق نامہ رہتا ہے کہ تو میرے گھر سے نکل جا کیونکہ تو مطلقہ ہے۔ اور میرے لئے تیرا چہرہ دیکھنا حلال نہیں، چنانچہ قاضی اس کے قول کو صحیح تسلیم کر کے اس کے طلاق کو نافذ کر دیتا ہے۔ اور عورت پر طلاق بتہ واقع ہونے کے سبب سے اس کے نفقہ اور سکنی کا بھی فیصلہ نہیں کرتا۔ ائمہ کرام نے اس طرح کی طلاق کے وقوع ہونے کی صحت پر فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انکو ابو حفص نے تین طلاق دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے نفقہ اور سکنی نہیں مقرر کیا۔ ابو حفص نے ان کو یکے بعد دیگرے دو طلاق دیا، پھر یمن سے تیسری طلاق بھیجی۔ اور انہوں نے اپنے شوہر کے تین طلاق دینے تک

---

(۱) فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ مجموعہ شیخ ابن قاسم ج ۳۳ ص ۹۲۔۹۰

EmaanLibrary.com

اپنے گھر میں سکونت اختیار کی ان کے لئے نفقہ اور سکنی نہ تھا،

مروان بن حکم نے جب انکو طلب کیا اور ان سے اس طلاق کے متعلق سوال کیا جو ان پر واقع ہوئی تھی، کیونکہ صحابہ کے درمیان یہ مشہور تھا کہ یہ ایسی عورت ہیں جو کسی چیز کو یاد نہیں رکھ پاتیں، یا بہت جلد بھول جاتی ہیں، انہوں نے مروان سے عرض کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کیلئے اللہ کی کتاب موجود ہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا — تم نہیں جانتے شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد تمہارے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے۔

تو کیا تین طلاق واقع ہو جانے کے بعد بھی کسی نئے امر کا انتظار کیا جائیگا،

اسی لئے اس حدیث سے مقلدین نے استدلال کیا حالانکہ یہ حدیث اس مقام کے لئے وارد نہیں ہوئی ہے، چنانچہ اس عورت کے طلاق بتہ کو قیاس نہیں کیا جائیگا، کہ جس کو اس کے شوہر نے ایک مجلس میں اور ایک ہی مرتبہ تین طلاق دی ہو۔ کیونکہ اس سلسلہ میں شریعت کا حکم رجعت کرنے کا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ طلاق طہر کے شروع میں واقع ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طلاق شرعی کے لوازم سے یہ ہے کہ وہ رجعی ہو اسطرح سے کہ جب کوئی شخص طلاق دینے پر شرمندہ ہو تو وہ عدت کے دوران ہی میں عورت سے رجعت کر سکے یہ حکم ان لوگوں کے حکم کے خلاف ہے جو تین طلاق ایک ساتھ واقع ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ تین طلاق سے مرد پر عورت کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور عورت کے نفقہ اور سکنی کو ساقط کر دیتے ہیں چنانچہ شوہر شرمندہ ہوتا ہے مگر اسکی ندامت کوئی فائدہ نہیں پہونچاتی،

EmaanLibrary.com

جیسا کہ کہا گیا ۔

نَدِمْتَ وَمَا تُغْنِي النَّدَامَةُ بَعْدَمَا ٭ خَرَجْنَ ثَلَاثٌ مَا لَهُنَّ رَجِيْعٌ

تم شرمندہ ہوتے ہو حالانکہ اس کے بعد ندامت فائدہ نہیں دے گی جب تین طلاق واقع ہونے پر عورت گھر سے نکل گئی اور اب انکی رجعت کا بھی اس کو اختیار نہیں رہ گیا ۔

ثَلَاثٌ يُحَرِّمْنَ الْحَلَالَ عَلَى الْفَتَى ٭ وَيَصْدَعْنَ شَمْلَ الدَّارِ وَهُوَ جَمِيْعٌ

تین طلاق مرد کے لئے حلال بیوی کو حرام کردیتا ۔ اور یہ گھر کے لوگوں کو متفرق کر دیتا ہے درآں حالیکہ وہ لوگ متحد ہوتے ہیں ۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "اغاثۃ اللہفان" میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ تین طلاق ایک ساتھ واقع ہونے کا فتوی دیتے ہیں یہ لوگ ان سے زیادہ گنہگار ہیں جو تین طلاق کو ایک شمار کرنے اور شوہر کے لئے بیوی حلال ہونے کا فتوی دیتے ہیں اسلئے کہ یہ لوگ بیوی کو صرف اسکے شوہر کیلئے مباح قرار دیتے ہیں لیکن وہ لوگ جو تین طلاق کی وجہ سے بیوی کو حرام قرار دیتے ہیں وہ بیوی کو اس کے شوہر کے لئے حرام قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ اس کے لئے حلال ہے اور شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے لئے جس پر یہ عورت حرام ہے ۔ حلال قرار دیتے ہیں ۔ انتہی

EmaanLibrary.com

تین طلاق کے بارے میں ابن عباسؓ کا فتویٰ

اسکے بعد کاتب نے فرمایا۔
ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے پر انکی ایک دلیل ابوداؤد کی وہ روایت ہے جو مجاہد سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ مجاہد نے بیان کیا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ انکے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو تین طلاق دی ہے۔ حضرت ابن عباس خاموش رہے یہانتک کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ آپ اسکا عنقریب جواب دیں گے۔ کہ تم میں سے ایک شخص جاتا ہے اور انتہائی بیوقوف شخص پر سوار ہو جاتا ہے پھر وہ کہتا ہے اے ابن عباسؓ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا۔ کہ جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی سبیل پیدا کر دے گا۔

اور بیشک تم اللہ سے نہیں ڈرتے چنانچہ میں تمہارے لئے کوئی سبیل نہیں پاتا تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تمہاری وجہ سے تمہاری بیوی بائنہ ہو گئی اسکو ابوداؤد نے ابن عباس کے متابع کے ساتھ اسی طرح روایت کیا۔ اس آیت کریمہ کی ابن عباس نے یہی تفسیر کی ہے۔
اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ امت کے دینی پیشوا قرآن کے ترجمان اور صحابہ کے فقیہہ تھے اور انہوں نے یہ اقوال وفتاویٰ کو تنہا بیان کیا جنکی مخالفت تمام صحابہ کرام نے کی۔
ابن عباسؓ کے ہر قول کو لیا جا سکتا ہے اور چھوڑا جا سکتا ہے مگر رسول اللہ

EmaanLibrary.com

کے ہر قول و فعل پر عمل کرنا واجب ہے ۔ اور انکا یہ فتوی جس کو انہوں نے بیان کیا انکی رائے ہے جو روایت سے باطل ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ روایت رائے پر مقدم ہوتی ہے، طاؤس نے فرمایا کہ میں اللہ کی گواہی دیکر کہتا ہوں کہ میں نے ابن عباس سے یہ بات سنی کہ وہ تین طلاق کو ایک ہی شمار کرتے تھے ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ وہ ابتداء میں تین طلاق واقع ہونے کا فتوی دیتے تھے پھر اپنی اس رائے سے انہوں نے رجوع کر لیا، اور فرمایا کہ میں نے قرآن و حدیث میں غور و فکر کیا تو دیکھا کہ شرعی طلاق رجعی ہی ہے، چنانچہ ایک ساتھ تین طلاق دینے سے صرف ایک ہی طلاق پڑے گی ۔

حضرت ابن عباس اپنے زمانے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے کی مخالفت کی استطاعت نہیں رکھتے تھے ۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عمر کی رائے کے مطابق مسائل کو اس کی عورت کے بائنہ ہونے کا فتویٰ دے دیا، اور فرمایا تم میں سے کسی پر حماقت سوار ہوتی ہے، تو ایک ساتھ تین طلاق دے ڈالتا ہے پھر کہتے تھے اے ابن عباس، اے ابن عباس تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی، اور تیری وجہ سے تیری عورت بائنہ ہو گئی ۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے علماء کرام کو ان ستاروں کے مقام پر رکھا جس سے لوگ خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ تلاش کرتے ہیں ۔

جن علماء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیا ہے انکو ہم معذور سمجھیں گے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دنیا سے کوچ کر گئے اب ہمارے پاس اللہ کی کتاب قرآن مجید اور اس کے رسول

EmaanLibrary.com

کی سنت موجود ہے اور یہ دونوں قطعی حکم کی حیثیت رکھتے ہیں جو لوگوں کے مابین کسی نزاع کو ختم کرتے ہیں، اور اختلاف کو اجماع کے مقامات کی طرف لوٹا دیتے ہیں، اس زمانے میں اکثر عوام خصوصًا بعض علماء ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کو مشروع سمجھتے ہیں چنانچہ وہ لوگ اس شخص سے جو انکو اس جال سے نکالتا ہے سوال کرتے ہیں کہ وہ لوگ اس جال میں کب پھنسے،

متقی عالم اور شرعی حاکم پر واجب ہے کہ وہ لوگوں پر انکے رب کی شریعت کے نازل شدہ احکام کو بیان کر دیں،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر کو صحیح قرار دیا جائے گا کیونکہ یہ اس مجبوری پر محمول کیا جائے گا جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس کا فتویٰ دیا تھا، اور انکی مخالفت اس مسئلہ میں کسی کے لئے مناسب نہیں جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رعایا کو سزا دینے کا ارادہ کیا تھا۔ تاکہ یہ لوگ اس شرعی طلاق کی طرف لوٹ جائیں جس کے ذریعے انسان اپنی بیوی کی عصمت وعفت کو محفوظ رکھنے پر قادر ہوتا ہے،

لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۔۔ آپ جانتے نہیں شاید اللہ تعالیٰ اسکے بعد کوئی دوسری سبیل پیدا کر دے،

لیکن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ معاملہ بالکل برعکس ہوگیا یہانتک کہ لوگوں نے اس بدعی طلاق کو طلاق سنی قرار دیا، اور اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتے انکے بچے جوان ہوگئے اور جوان بوڑھے ہوگئے اور ایک مدت مدید گزر گئی یہانتک کہ انہوں نے شرعی طلاق کے آثار و آداب کو بالکل فراموش کر دیا۔

EmaanLibrary.com

پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر ہمارے قول کے صحیح ہونے کی تائید کرتا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاق دینا بدعت غلط اور باطل فعل ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے جس نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا تھا، فرمایا کہ تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی، اور اللہ کی معصیت اور نافرمانی گناہ کیلئے کافی ہے، پھر فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنے کے ذریعہ تقویٰ نہ اختیار کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کوئی سبیل نہیں پیدا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور قرآن کے نازل ہونے کے دور میں تمام لوگ شرعی طلاق ہی سے واقف تھے اور بوقت ضرورت طلاق شرعی ہی دیتے تھے اور اگر انہوں نے تین طلاق دی بھی تو اس کو ایک ہی شمار کیا۔ جیسا کہ ابو رکانہ، ابو حفص کو اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کا طلاق اور معقل بن یسار کے بہنوئی کا طلاق مشہور ہے، چنانچہ لوگ ائمہ کی اتباع کرنے کی وجہ سے طلاق بدعی پر قائم ہو گئے اور اس طلاق کے علاوہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ اسلئے مناسب بات یہ ہے کہ سوال کرنے والے کا جواب اللہ کی نازل کردہ آیت سے دیا جائے کیونکہ "عامی" لفظ "عمی" سے مشتق ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ (نحل - ۴۳)	اگر تم لوگ پیغمبروں کی دلیلیں اور کتابیں نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھو۔

ہر بات ایک موقعہ پر کہی جاتی ہے، چنانچہ یہ لوگ جو ایک ساتھ تین طلاق دیکر جلد بازی سے کام لیتے ہیں یہ عوام کی جماعت ہے جس کو اسلام کے احکام

EmaanLibrary.com

اور مسئلہ طلاق کے متعلق کوئی واقفیت نہیں ہوتی۔ ان میں سے ایک شخص کے دل میں اپنی بیوی کے متعلق شک وشبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اس بات کو بخوبی جانتا بھی ہے کہ شریعت میں تین مرتبہ طلاق دینے کا حق حاصل ہے مگر یہ عجلت اور جلد بازی سے کام لیتے ہوئے ایک ہی مرتبہ تینوں طلاق دے ڈالتا ہے۔ یا ایک ہی مجلس میں کئی مرتبہ طلاق دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے ذریعہ طلاق بتہ واقع ہو جاتی ہے یہاں تک وہ عورت کے نفقہ اور سکنی سے بچ جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی صراحتاً مخالفت ہے۔

اسی طرح کا فتویٰ ایک شخص نے ایک مقلد سے پوچھا کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دی ہے تو اس نے اس کی بیوی کو اس پر حرام قرار دیا، یہ اس پر حلال اس صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ اس کی بیوی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو جائے اور وہ شخص اس کو طلاق دیدے، پھر اس کے ضمن میں اپنی کتاب کے یہ اشعار سنایا۔

يَا سَائِلِي عَنْ رَجُلٍ قَدْ طَلَّقَا ... زَوْجَتَهُ وَبِالثَّلَاثِ نَطَقَا

بِلَفْظَةٍ وَاحِدَةٍ قَدْ جَمَعَا ... مُرْتَكِبًا مُحَرَّمًا مُبْتَدِعًا

ترجمہ:۔ اے مجھ سے سوال کرنیوالے ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی بیوی کو ایک ہی ساتھ ایک لفظ سے ایک ہی مجلس میں تین طلاق دیا۔ وہ حرام کام کا مرتکب اور بدعتی ہے۔

ثُمَّ اَتَى مُسْتَفْتِيًا لِيَرْجِعَا ... فَالْحُكْمُ اَنْ يُضْرَبَ ضَرْبًا مُوجِعًا

پھر وہ میرے پاس فتوی پوچھنے آیا تاکہ اپنی بیوی سے رجعت کرلے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اس کو تکلیف دہ مار ماری جائے۔

لِاَنَّهُ طَلَاقٌ بِدْعِيٌّ ... وَبَائِنٌ فِي الشَّرْعِ لَيْسَ بِرَجْعِي

EmaanLibrary.com

اسلئے کہ یہ بدعی طلاق ہے اور شریعت میں طلاق بائنہ ہے جس سے رجعت کرنا نہیں ہے۔

یہ مقام احساء کے ایک سلفی العقیدہ عالم ہیں جو شیخ احمد بن مشرف کے نام سے مشہور ہیں، لیکن یہ ان مقلدین میں سے ہیں جو شریعت اسلامیہ کو تقلید کے بندھن میں مقید کرتے ہیں۔ جیساکہ ان کے شعر سے ظاہر ہوتا ہے، آپ نے سائل کے متعلق ان کا فیصلہ سنا کہ اس کو تکلیف دہ مار ماری جائے باوجودیکہ وہ طلاق بدعی ہونے کا اعتراف کرتا ہے، یہ اور اس جیسی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

اسی طرح کا واقعہ شاعر رصافی کا ہے جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیدی تھی، چنانچہ یہ بہت سے علماء کے پاس گیا اور اس طلاق کے متعلق ان سے دریافت کیا، چنانچہ ان میں سے ہر ایک عالم نے اس کو یہ جواب دیا کہ تمہاری بیوی بائنہ ہوگئی اور وہ تم پر اس وقت تک حرام ہے جب تک وہ تیرے علاوہ کسی دوسرے شخص سے شادی نہ کرلے اور وہ اسکو طلاق نہ دیدے اس کو اس نے اپنے قصیدہ بائیہ میں نظم کیا اس قصیدے کے چند اشعار یہ ہیں۔

أَلَا قُلْ فِي الطَّلَاقِ لِمُوقِعِيهِ ۔۔۔ بِمَا فِي الشَّرْعِ لَيْسَ لَهُ وُجُوبُ

خبردار۔ شریعت کے مطابق طلاق دینے والوں سے کہدو کہ طلاق اسکے لئے واجب نہیں

غَلَوْتُمْ فِي دِيَانَتِكُمْ غُلُوًّا ۔۔۔ يَضِيقُ بِبَعْضِهِ الشَّرْعُ الرَّحِيبُ

تم نے اپنی امانت میں بہت زیادہ خیانت کی جس کے بعض حصہ کی وجہ سے کشادہ شریعت کے اندر تنگی پیدا ہوگئی،

وَهِيَ حَبْلُ النِّكَاحِ وَصَارَ ۔۔۔ يَكَادُ إِذَا نَفَخْتَ بِهِ يَذُوبُ

نکاح کی رسی بوسیدہ اور کمزور ہوگئی اور ایسی ہوگئی کہ جب تم اس پر پھونک مارو

EmaanLibrary.com

توٹنے کے قریب ہو جاتی ہے۔

اَرَادَ اللّٰهُ تَيْسِيْرًا وَ اَنْتُمْ مِنَ التَّعْسِيْرِ عِنْدَكُمْ ضُرُوْبٌ

اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے اور تم لوگوں کے یہاں سختی پیدا کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔

فَذَا ابْنُ الْقَيِّمِ الْفُقَهَاءَ كَمْ قَدْ دَعَاهُمْ لِلصَّوَابِ فَلَمْ يُجِيْبُوْا

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے فقہاء کو حق بات کی دعوت دی مگر انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا،

اور جو شخص طلاق بدعی کو جائز قرار دیتا ہے اسی کا حکم قابل تسلیم ہوتا ہے اور اسی کے متبعین لوگوں میں زیادہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ ائمہ مذاہب کے مقلدین اور اس کے متبعین کی کثرت کی وجہ سے اس کے علاوہ کوئی دوسری بات وہ لوگ نہیں جانتے۔

ہمارے لئے کاتب کا یہی قول کافی ہے جس کو انہوں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔ فرمایا۔ کہ تمام علماء اسلام اور احکام شرعیہ کے ارباب حل وعقد ایک ساتھ تین طلاق پر متفق ہیں اگرچہ بعض علماء اسکے بدعت ہونے کے قائل اور بعض دوسرے علماء اس کو حرام قرار دیتے ہیں، کیونکہ یہ طلاق لازم ہے۔

اِذَا كَانَ هٰذَا نَصٌّ قَاضٍ وَمُحْكَمُهٗ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ مِنْهُ الْهُدٰى يَتَعَلَّمُ

اگر یہی فیصلہ کن نص اور حکم ہوگا تو کون شخص ایسا ہوگا جس سے ہدایت طلب کی جائے،

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر القواعد" میں فرمایا کہ جن لوگوں نے کتاب وسنت سے فیصلہ کرنے سے اعراض کیا، انہوں نے فیصلہ کے لئے کتاب و

EmaanLibrary.com

سنت کو کافی نہیں سمجھا، اور رائے اور قیاس اور مشائخ کے اقوال کے استحباب کی طرف متوجہ ہوگئے۔ مسئلہ طلاق میں کتاب وسنت سے انکا اعراض انکی فطرت کے فساد، دلوں کی کجی اور عقلوں کی گمراہی کے سبب سے ہے، چنانچہ ان پر یہ امور عام ہوگئے اور ان پر غالب ہوگئے یہانتک کہ اس طور پر بچوں کی تربیت ہوئی، اور انہیں امور پر عمل کرتے ہوئے جوان بوڑھے ہوگئے، اس کے بعد ایک دوسری حکومت برسر اقتدار آئی جس نے سنت کی جگہ بدعت، معروف کی جگہ منکر اور عدل وانصاف کی جگہ ظلم وستم کو قائم کیا۔

اور دینی امور پر عمل کرنیوالے انگلیوں پر گنے جانے لگے، جب تم مذکورہ بالا امور کو انجام دینے والی حکومت کو برسر اقتدار آتے دیکھو اور اس حکومت کے فوجیوں کو ان منکر امور کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھو تو اس وقت زمین کا نچلا حصہ روئے زمین سے بہتر ہے اور جنگلی جانور سے میل جول رکھنا انسانوں کے میل جول رکھنے سے بہتر ہے۔ علامہ ابن قیم کی بات ختم ہوئی۔

علامہ ابن القیم نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور خلافت میں تین طلاق کو ایک حکم کیا جاتا تھا اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

اور تمام صحابہ کرامؓ کا عمل اسی پر تھا اور یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کی زندگی میں اسی کا فتویٰ دیتے تھے، اور خود رسول اللہ نے اس کا فتوی دیا، چنانچہ یہی آپ کا فتویٰ اور آپؐ کے اصحابؓ کرام کا عمل تھا گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پکڑتے تھے اور کوئی اس سے اعراض نہیں کرتا تھا اور حضرت عمرؓ نے مناسب سمجھا کہ سزا اور تعزیر کے طور پر لوگوں پر تین طلاق کو نافذ کردیں،

EmaanLibrary.com

تاکہ لوگ اس کو بالکل چھوڑ دیں یہ ان کا اپنا ذاتی اجتہاد تھا، اس کی غایت یہ ہے کہ اجتہاد کسی مصلحت کی بنیاد پر جائز ہے جس کو حاکم وقت مناسب سمجھے اس چیز کا چھوڑنا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دیا اور جس پر صحابہ کرام آپ کے زمانے میں عمل کرتے تھے، جائز نہیں، جب حقیقتیں بالکل عیاں ہو جائیں تو انسان جو چاہے کہے، اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا "یہ کتاب اللہ اور یہ رسول اللہ کی سنت ہے اور یہ عربی زبان اور عرف عام ہے یہ اللہ کے رسول کے خلفاء اور صحابہ کرام آپ کے ساتھ تمام لوگ آپ کے زمانہ میں اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت کے تین سال تک اسی مذہب پر قائم تھے۔ اگر کوئی شخص فرداً فرداً انکا شمار کرے تو ان تمام کو پائیگا کہ یہ تمام لوگ اپنے فتوی اور عمل کے ذریعہ تین طلاق کو ایک ہی شمار کرتے تھے،

اور اگر صحابہ کرام میں سے کسی کو اسکا قائل نہ پایا جائے تو اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ کا منکر ہے بلکہ وہ لوگ فتویٰ دینے والے اور فتویٰ کے اقرار کرنے اور اس سے خاموشی اختیار کرنے والے کی درمیانی حالت پر ہونگے، منکر نہیں ہونگے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے تین سال تک ہر صحابی کا یہی حال تھا، کیونکہ ہر صحابی اپنے فتویٰ یا اس کے اقرار یا اس سے خاموشی اختیار کرنے کے ذریعہ تین طلاق کو ایک ہی شمار کرتے تھے، بعض علماء کے دعویٰ کیمطابق یہ قدیم اجماع ہے، اور اللہ کے فضل وکرم سے امت محمدیہ اس کے خلاف پر متفق نہیں ہوئی، بلکہ ان میں صدیوں سے لیکر آج تک ہمیشہ ایسے لوگ پائے

EmaanLibrary.com

جاتے ہیں ، جو تین طلاق کو ایک شمار کرنے کا فتویٰ دیتے تھے ،

چنانچہ امت محمدیہ کے دینی پیشوا اور قرآن مجید کے ترجمان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی کا فتویٰ دیا ہے جیسا کہ اس کو حماد بن زید نے ایوب عن عکرمہ عن ابن عباس سے روایت کیا کہ جب کوئی شخص ایک مرتبہ کہے کہ تم کو تین طلاق ہے ۔ تو یہ ایک ہی ہوگی ، اور اس کے ایک ہونے کا فتویٰ زبیر بن عوام اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما نے بھی دیا ۔

تابعین میں سے محمد بن اسحاق خلاس بن عمرو اور حارس عکلی نے اس کا فتویٰ دیا ۔ اور تبع تابعین میں سے داؤد بن علی اور ان کے اکثر اصحاب نے اسی کا فتویٰ دیا ۔ بعض مالکیہ اور بعض حنفیہ نے بھی اس کا فتویٰ دیا اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بعض متبعین کا بھی یہی فتویٰ ہے ،

خلاصہ کلام یہ کہ اسی قول پر کتاب وسنت ، قیاس اور قدیم اجماع دلالت کرتا ہے ۔ اس کے بعد کوئی دوسرا اجماع نہیں ہوا ۔ جو اس قدیم اجماع کو باطل کر دے ۔ وہ چیز جس کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں ۔ اور جسکے علاوہ کسی عمل کا ہم کو اختیار نہیں یہ حدیث ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث ثابت ہو اور آپ سے کوئی دوسری صحیح حدیث ثابت نہ ہو جو اسکو منسوخ کر دے تو ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر اس حدیث پر عمل کرنا اور اس حدیث کے مخالف عمل کو ترک کر دینا فرض ہے لوگوں میں سے کسی ایک شخص کے اختلاف کی وجہ سے اس حدیث کو ترک نہیں کر سکتے خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو[1] ۔

---

(۱) اسکو الروضۃ الندیہ کے مصنف نے اسکے دوسرے جزء کتاب الطلاق صہ ۵۲-۵۳ میں بیان کیا ہے ؛

EmaanLibrary.com

علامہ یوسف القرضاوی نے فرمایا

کہ بہت سے علماء میں یہ عیب پایا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو کسی خاص مذہب کی تقلید و تعصب کے دائرہ میں مقید کر دیا جس سے ان کا کوئی شخص باہر نہیں جا سکتا، اگرچہ اس کے مذہب کی کمزوری اور اس کی دلیل کا بطلان اس پر ظاہر ہو جائے پھر بھی وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کے قول کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اگرچہ یہ دلیل کے اعتبار سے راجح اور برہان کے اعتبار سے زیادہ واضح ہو، باوجودیکہ ائمہ اربعہ نے اپنے متبعین کو اپنی تقلید سے روکا ہے اور انکو اصول شرعیہ کی طرف مراجعت کرنے کی ترغیب دی ہے اور انکو اسکا حکم دیا کہ جہاں سے ہم نے مسائل مستنبط کیا ہے وہیں سے تم بھی مستنبط کرو۔

حقیقت یہ ہے تقلید کا نام علم نہیں ہو سکتا علم تو دلیل کے ساتھ حق کو پہچاننے کا نام ہے نہ کہ اسلاف اور گذرے ہوئے لوگوں کے اقوال کو بغیر کسی دلیل کے حاصل کرنا۔

جب عوام سے تقلید قبول کر لی جاتی ہے تو ان علماء کی تقلید قبول نہیں کی جاتی جنہوں نے اپنی پوری زندگی علم و تحقیق میں وقف کر دی، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے یہ بات کہی،

لَا يُقَلِّدُ اِلَّا عَصَبِيٌّ اَوْ غَبِيٌّ ،، کہ تقلید صرف بیوقوف اور تعصب رکھنے والا شخص کرتا ہے،

اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ کتنے عالم ایسے ہیں جنہوں نے تقلید کے پھندے کو اپنی گردن سے اتار پھینکا اور اپنی پسندیدہ رائے کی تحقیق میں لگ گئے، لیکن

EmaanLibrary.com

یہ عالم شخص اس کی بعض چیزوں کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس کو صرف اپنے خاص اور قریبی لوگوں کے لئے مباح قرار دیتا ہے۔ اور یہ لوگوں پر اس کو ظاہر کرنیکی جرأت نہیں کرتا کیونکہ لوگوں کے اس ہیجان سے بچنے کیلئے جو کسی بھی صورت میں رک نہیں سکتے اور لوگوں کی زبانوں سے سلامت رہنے کے لئے جو تلوار سے زیادہ تیز کاٹنے والی ہوتی ہے یہ کرتا ہے، اور بہادر عالم جب کسی مسئلہ میں اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرتا ہے تو اس کی اشاعت کرتا اور لوگوں پر ظاہر کرتا ہے، اس میں عوام کے ہیجان اور خاص لوگوں کی ناراضگی اور غصہ کی پرواہ نہیں کرتا، انتہی۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اسلام کے تمام محاسن اور اس کی حقیقتیں منکر اور مقلد کے درمیان گردش کرتی ہیں، اور کہا گیا۔

شَكَا دِيْنُ الْهُدٰى مِمَّا عَرَاهُ　　بِأَيْدِي الْجَاحِدِيْنَا وَالْجَامِدِيْنَا

دین ہدایت شک میں مبتلا ہو گیا اس چیز کی وجہ سے جس کو منکرین اور مقلدین کے ہاتھوں نے ننگا کر دیا۔

فَالْجَاهِدُوْنَ يَحْسَبُوْنَ الدِّيْنَ جَهْلاً　　وَالْجَامِدُوْنَ يَحْسَبُوْنَ الْجَهْلَ دِيْنَا

منکرین دین و مذہب کو جہالت سمجھتے ہیں اور مقلدین جہالت کو دین سمجھتے ہیں۔

EmaanLibrary.com

شریعت کو اختیار کرنے اور اسکے حدود میں رہنے کا وجوب

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تاکہ وہ دین حق اور دین ہدایت کی طرف رہنمائی کریں اور ان پر اپنی واضح کتاب نازل فرمائی تاکہ لوگوں پر انکے رب کی جانب سے نازل کئے گئے احکام کو بیان کر دیں، چنانچہ آپ ہمارے پاس ایک جامع وکامل دین لے کر آئے جس میں حلال، حرام اور دیگر تمام احکام کا بیان ہے، آپ نے لوگوں کی زندگی کے ہر شعبہ عبادت، خرید و فروخت نکاح وطلاق کے لئے حکمت ومصلحت اور عدل واحسان کے ذریعہ ایک انتہائی بہتر نظام مقرر کیا،

اگر لوگ آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جاتے اور آپ کے حکم وفرمان کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے لگتے اور شریعت کی مقرر کردہ حدود اور نشانات کے دائرے میں رہتے تو یہ لوگ سب سے زیادہ خوش نصیب ہوتے، کیونکہ آپ لوگوں کو دین حق اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں نکاح اور طلاق سے متعلق بہت زیادہ آیات بیان کی ہیں، چنانچہ اس آیت کریمہ میں فرمایا۔

ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

(بقرہ: ۲۳۲)

اس سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لئے نہایت خوب اور پاکیزگی کی بات ہے اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے،

EmaanLibrary.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نکاح کرنے کی ترغیب دی فرمایا،

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (نور ۳۰)

یعنی اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں ان کا بھی نکاح کر دیا کرو اگر وہ مفلس ہونگے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل وکرم سے خوش حال کر دیگا۔

(۱) الایامی ... اس مرد یا عورت کو کہیں گے جس کی بیوی یا جس کا شوہر نہ ہو۔
اللہ تعالیٰ نے طلاق کے راستوں کو اسکے نزدیک ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے تنگ کر دیا کیونکہ طلاق خاندانوں اور اہل وعیال کے گھروں کو منہدم کر دیتا ہے۔ اور لڑکے لڑکیوں، اور اہل وعیال کے درمیان تفریق ڈال دیتا ہے اور قرابت داروں اور رشتہ داروں کے درمیان بغض وعداوت پیدا کرتا ہے۔

حضرت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال میں سب سے ناپسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے، اور فرمایا۔ خلع کرانیوالی عورتیں، منافقہ ہیں اور ایک دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چکھنے والے مردوں اور چکھنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے طلاق کے سلسلہ میں چند ایسے امور کو مشروع قرار دیا جو طلاق میں تامل کرنے اور طلاق میں جلدبازی سے کام نہ لینے کو واجب کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہر مطلقہ کے لئے اگر وہ بالغہ ہے طلاق کی عدت تین حیض مقرر کی ہے اور اگر آیسہ یا صغیرہ ہے جس کو حیض نہیں آتا اسکی

EmaanLibrary.com

عدت تین مہینہ یا وضع حمل ہے اور اس عدت کے اندر ہی شوہر کے لئے رجعت کرنے کو مشروع قرار دیا، چنانچہ فرمایا۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ (بقرہ آیت ۲۲۸)	مطلقہ عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں انتظار کریں اور ان کے لئے جائز نہیں کہ خدا نے ان کے شکم میں جو کچھ پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں،

اس کے بعد فرمایا:۔

وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ (بقرہ ۲۲۸)	انکے شوہر انکو عدت کے اندر اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں،

یعنی عدت کے درمیان ہی رجعت کریگا کیونکہ رجعت کرنے کیلئے زوجیت ضروری ہے اگر عورت اس کی عدت میں ہی مرجائے تو شوہر اس کا وارث ہوگا، اور اگر شوہر عورت کی عدت میں مرگیا تو عورت اس کی وارث ہوگی۔ یہی اللہ تعالی کا حکم ہے۔ اور اللہ کے حکم میں تغیر وتبدل کو کوئی دخل نہیں پھر عورت عدت میں جب تک رہے گی شوہر پر اس کا نان نفقہ اور اس کا سکنی ضروری ہے، عدت کے درمیان مرد اپنے بارے میں غور کریگا۔ اور یہ مہلت اللہ تعالی کی طرف سے اسکے بندوں پر رحمت ہے۔ اگر کسی حائضہ عورت کا حیض رضاعت وغیرہ کی وجہ سے رک جائے تو عورت اسی عدت میں حیض کے آنے تک ٹھہری رہے گی، اور اسکے لئے جائز نہ ہوگا کہ اسکی عدت تین مہینہ قرار دیدی جائے کیونکہ یہ حائضہ ہے آیسہ اور صغیرہ نہیں ہے عدت کی فرضیت اور دوران عدت رجعت کرنے کا جواز یہ اللہ تعالی کی جانب سے نماز وروزہ کے فرائض ہی کی طرح واجب اور

EmaanLibrary.com

فرض ہے، لیکن ائمہ اربعہ کے مقلدین اس عدت کے لوازم نان نفقہ اور سکنی نہ دینے کو مباح سمجھتے ہیں، جیسا کہ دوران عدت رجعت کو حرام قرار دیتے ہیں اور اس کو طلاق بتہ قرار دیتے ہیں۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (مائدہ۔ ۵۰)

یعنی کیا لوگ زمانہ جاہلیت کے حکم کے خواہش مند ہیں؟ اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہتر کس کا حکم ہو سکتا ہے۔

اسی لئے ہم نے دیکھا کہ رسالہ کے لکھنے والے نے عورتوں کی عدت اور دوران عدت رجعت کا کوئی ذکر نہیں کیا، کیونکہ اگر یہ عدت و رجعت کو بیان کرتا تو اس کے مذہب کے اصول منہدم ہو جاتے وہ تین طلاق کے متعلق بحث کرتا ہے خواہ وہ ایک لفظ سے ہو یا متعدد الفاظ کے ساتھ ہو کیونکہ شریعت کا حکم اس بحث میں مختلف نہیں اسلئے کہ طلاق دینے والا ہر طہر کے وقت صرف ایک ہی طلاق دینے کا مالک ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک سے زیادہ دو یا تین طلاق دے گا، تو اس طلاق کو لغو اور باطل قرار دیا جائے گا، کیونکہ طلاق رجعی کی عدت کے دوران کوئی دوسری طلاق نہیں دی جا سکتی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے ثابت بن قیس کے دین اور اخلاق میں کوئی عیب نظر نہیں آتا لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں، آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم اپنا باغیچہ اس کے سپرد کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثابت بن قیس باغ قبول کر لو اور اس کو ایک طلاق

EmaanLibrary.com

دے دو، اس حدیث سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ طلاق سنی یہ ہے کہ صرف ایک طلاق دی جائے۔ ابوداؤد، ترمذی کی ایک روایت ہے ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی نے ان سے خلع کرایا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عدت ایک حیض مقرر کی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے خلع کرانے والی اور نکاح فسخ کرانے والی عورتوں کے بارے میں اسی کو اختیار کیا کہ اس کی عدت صرف ایک حیض کافی ہوگی۔

سنت پر عمل کرنیکی علماء کو دعوت

اے مسلم علماء کی جماعت ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں اور اپنے اعمال وافعال اور احکام میں غور و فکر کریں کہ کیا ہم ہدایت پر ہیں یا کھلی ہوئی گمراہی پر ہیں اور کیا ہم سنت رسول کی اتباع کرتے ہیں یا بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں،

ایک ساتھ تین طلاق کے طلاق بائنہ ہونے کے حکم سے کوئی عورت اس طلاق میں بغیر دوسرے مرد سے شادی کئے اپنے شوہر کیلئے حلال نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہی وہ ظالمانہ حکم ہے جس سے بہت سی خرابیوں اور برائیوں، ظلم اور گمراہیوں کے فنون مترتب ہوتے ہیں۔

علماء کی برائیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ان لوگوں نے اس طلاق کا نام طلاق بدعت رکھا، اے مسلمانوں کی جماعت ہم پر بدعت کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے۔ اور یہ کہ ہم سے جہاں تک ہوسکے سنت کی طرف اس کو لوٹا دیں اللہ تعالیٰ نے اس قول پر عمل کرتے ہوئے یہ کام کریں فرمایا:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ — اگر تم میں کسی بات میں اختلاف واقع ہو تو

EmaanLibrary.com

اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (نساء ۵۹)

اس میں خدا اور اسکے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا معاملہ نہیں وہ مردود ہے۔

انہیں خرابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس طلاق بدعی کے واقع ہونے کا حکم دیکر طلاق دینے والے سے طلاق کے لوازم نان نفقہ اور سکنی کو ختم کر دیتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اسی کے قائل ہیں یا اپنے مذہب سے اس پر استدلال کرتے ہیں۔ انہوں نے نفقہ اور سکنی کے ساقط ہونے پر فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے استدلال کیا جو ان کے پاس اس لفظ کے ساتھ پہونچی ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو ابو حفص نے تین طلاق دیدیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے نان نفقہ اور سکنی مقرر نہیں کیا۔ اور آپ نے فاطمہ بنت قیس سے فرمایا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر سے عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر کی طرف منتقل ہو جائے، چنانچہ انہوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس کی اس حدیث کو سمجھنے میں غلطی کی، کیونکہ فاطمہ کا طلاق شرعی طلاق کے مطابق الگ الگ تین مرتبہ واقع ہوئی تھی اور اس دستور کے مطابق پڑی تھی۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔ حدیث کا لفظ یہ ہے کہ انہوں نے تین میں سے تین طلاقوں میں سے آخری طلاق کو انکے پاس بھیجا یا اور انکے وکیل نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ انکے گھر سے نکل جائے

EmaanLibrary.com

اور نسائی کی روایت کردہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مطلقہ کے لئے نان ونفقہ اور سکنی ضروری نہیں مگر اس شوہر کے لئے جس کو اس پر رجعت کا حق ہو لیکن جب اس کو اس پر رجعت کا حق نہ ہو تو عورت کیلئے نان نفقہ ہوگا اور نہ سکنی ہوگا چنانچہ ائمہ مذاہب نے حدیث میں آپ کے قول سے استدلال کیا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے شوہر پر عورت کیلئے نان ونفقہ اور سکنی مقرر نہیں کیا اور انہوں نے حدیث کی تفصیل اور نان ونفقہ اور سکنی مقرر نہ کرنے کے سبب کو نہیں دیکھا اس کا سبب یہ تھا کہ یہ عورت تین طلاق کی عدت گذار کر انکے گھر سے نکلی تھی، اسلئے ان کو اس سے رجعت کا حق باقی نہ رہا جیسا کہ عورت کیلئے نان نفقہ اور سکنی باقی نہیں رہ جاتا،

جو لوگ ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کا حکم لگاتے ہیں وہی لوگ عورت کی عدت کے درمیان نان نفقہ اور سکنی نہ دینے کے قائل ہیں وہ لوگ کہتے ہیں چونکہ طلاق بتہ دی گئی ہے اسلئے عورت کیلئے نفقہ اور سکنی نہیں حالانکہ شریعت ہر مطلقہ کیلئے جب تک وہ عدت میں رہے نفقہ اور سکنی کو واجب کرتی ہے اسیطرح یہ لوگ عدت کے درمیان عورت سے رجعت کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں اور اس کا حکم لگاتے ہیں کہ عورت اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے شادی کئے بغیر اس کیلئے حلال نہ ہوگی،

اور ایک ساتھ تین طلاق کی خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے کہ وہ لوگ شوہر وبیوی میں سے ہرایک کی وراثت کے منقطع ہونیکا حکم لگاتے ہیں کہ جب عورت کی عدت میں شوہر مرجائے تو اس کی وراثت کی حقدار یہ عورت نہ ہوگی اور اگر عدت میں ہی عورت مرجائے تو مرد اس کا وارث نہ ہوگا، کیونکہ انکا یہ خیال ہے کہ

EmaanLibrary.com

طلاق بتہ دی ہوئی عورت کیلئے نفقہ اور سکنی نہیں اور نہ مرد کے مرنے کی صورت میں عورت اس کی وارث ہوگی اور نہ عورت کے مرنے کی صورت میں مرد اس کا وارث ہوگا۔

اور جس طلاق کو اللہ تعالی نے شرعی طلاق قرار دیا اس کے لوازم اور مقتضیات سے عورت کا شوہر کی عدت میں باقی رہنا ہے یہاں تک کہ تیسرے حیض سے غسل کرکے نکل جائے اور اگر مطلقہ آیسہ یا صغیرہ ہو تو وہ وضع حمل یا تین مہینہ کے بعد نکل جائے۔ یہ عدت اور اس کے درمیان میں رجعت نماز اور روزہ کے فریضہ کی طرح فرائض ہیں۔ جس میں تغیر و تبدیلی اور کسی مخالف حکم میں غور و فکر کرنا کسی شخص کے کیلئے جائز نہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالی فرماتا ہے۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ

(بقرہ - ۲۲۸)

یعنی مطلقہ عورتیں اپنے تئیں تین حیض تک انتظار کریں اور ان کے لئے جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ ان کے شکم میں پیدا کیا ہے۔ اس کو چھپائیں اگر وہ خدا اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہیں انکے شوہر عدت کے اندر ہی ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔

یعنی عدت کے اندر اس سے رجعت کرنا جائز ہے کیونکہ رجعت کیلئے زوجیت ہونا ضروری ہے اور طلاق شرعی کے لوازم سے یہ ہے کہ یہ طلاق رجعی ہو۔

ہم نے ایک زمانے تک قیام کیا اور سعودی عرب کے بڑے بڑے علماء کو دیکھا کہ ان میں سے بعض لوگ تین طلاق کو ایک ہی شمار کرتے تھے، اور اس کا حکم

EmaanLibrary.com

دیتے تھے ، پھر بھی وہ گنہگار نہیں ہوتے تھے انہیں میں سے شیخ آل عتیق ، شیخ ابن سالم جو بلدان الخرج کے قاضی ہیں ، اسی طرح باشندگان بکیریہ میں سے شیخ عبدالکریم بکری کو پایا انہوں نے عمان میں سکونت اختیار کرلی اور وہیں وفات پائی باشندگان عمان کو اس کا فتوی دیتے تھے ۔

مجھ سے شیخ عبداللہ بن قاسم الثانی جو قطر کے سابق قاضی تھے اور ثقہ صدوق ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جب پہلا فریضہ حج ادا کیا تو شیخ عبداللہ بن عبداللطیف شیخ رحمہ اللہ کی زیارت کی اور ان سے ایک ساتھ تین طلاق کے مسئلہ میں بحث و مباحثہ کیا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں نے ایک ساتھ تین طلاق کو ایک طلاق ہونے ہونے کا فتوی تین اشخاص کو دیا اور دوسرے شخص سے ہم نے اس کے متعلق سنا کہ محترم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز عفا اللہ عنہ بھی اسی کا فتوی دیتے ہیں ، اور یہ کہ تمام ممالک جیسے مصر ، سوڈان ، یورپ ، شام ، اور کویت وغیرہ کے تمام مسلمان عرب علماء تین طلاق کو ایک ہی شمار کرتے ہیں اور اسی پر انکا عمل ہے ۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قوم کو اس دلدل میں پھنسنے سے بچالیا اور سنت مطہرہ کے مطابق عمل کیا ،

تین طلاق کے واقع ہونے کے حکم کی خرابیوں میں سے ہے کہ جب یہ ایک ٹھہر یا ایک لفظ سے دی جائے تو یہ تحلیل کے دروازے کو پورے طور پر کھولدیتا ہے ۔ اس طرح سے کہ ایک شخص سے غیظ و غضب کی حالت میں یہ کلمہ اسکی زبان سے نکل گیا پھر اپنی اس زیادتی پر نادم ہوا اور اپنی بیوی سے رجعت کرنے کا ارادہ کیا اور کبھی کبھی عورتیں بال بچے والی ہوتی ہیں ، پھر اس شخص نے اپنے یہاں کے علماء سے اس طلاق کے متعلق فتوی پوچھا تو تمام علماء نے عورت کو اس پر حرام قرار دیا حتی کہ عورت دوسرے مرد سے شادی کرے اس وقت اس شخص کیلئے زمین

EmaanLibrary.com

اپنی وسعت وکشادگی کے باوجود تنگ پڑجاتی ہے، اپنی بیوی کے فراق وجدائی پراس کی بیقراری اوراضطراب شدت پکڑتا ہے، اوراس کے دل میں بیوی کی محبت کا جوش مارتا ہے۔ ایسے ہی بیوی شوہر کی جدائی پر روتی ہے،

چنانچہ اسی بارے میں یہ شعر کہا گیا۔ ؎

مَنَعْتَ شَيْئًا فَأَكْثَرْتَ الْوُلُوْعَ بِهٖ أَحَبُّ شَيْءٍ إِلَى الْإِنْسَانِ مَا مُنِعَا

تونے ایک چیز سے روک کر اسکی شیفتگی اوراشتیاق کو بڑھا دیا اور انسان کے نزدیک سب سے پسندیدہ چیز وہ ہے جس سے اس کو روک دیا جائے۔

اسلئے اسوقت اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان حلالہ کرنے والے کو واسطہ بنانے کا حیلہ کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ.. کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنیوالے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور اسکا نام آپ نے "ادھار لیا ہوا سانڈ رکھا.. اور اکثر لوگ اس حیلہ کو اختیار کرنے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے، جیساکہ ایک شاعر نے کہا،

أَلَا قَاتَلَ اللّٰہُ الضَّرُوْرَةَ أَنَّهَا تُبِيْحُ لِلْمُضْطَرِّ أَدْنَى الضَّرَائِرِ

سن لو اللہ اس حلالہ کی ضرورت کو برباد کرے کیونکہ یہ ضرورت مجبور شخص کیلئے کم تر درجہ کی سوکن کو مباح قرار دیتی ہے۔

تاریخ میں یہ بات منقول ہے کہ ایک عرب شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا پھر اس پر نادم ہوا جب اس نے کسی مفتی کو نہیں پایا جس سے رجعت کے متعلق فتوی پوچھے تو اس نے یہ شعر کہا۔

طَلَّقْتُكِ بِالطَّلَاقِ بِغَيْرِ جُرْمٍ أَلَا بِيْنِيْ بِنَفْسِيْ أَنْ تَبِيْنِيْ

EmaanLibrary.com

یں نے تم پر بلا وجہ طلاق دیکر ظلم کیا سن لو تو مجھ سے دور ہوگئی بائنہ ہوکر،

اور اسکی بیوی نے اسکا جواب اپنے اس شعر سے دیا۔

رَحَلْتُ اِلَيْهِ مِنْ بَلَدِي وَاَهْلِي   فَجَازَانِي جَزَاءَ الْخَائِنِيْنَا

یں اپنے شہر اور گھر والوں کو چھوڑ کر اسکے پاس گئی تو اس نے مجھے خیانت کرنے والو

کی سزا دی۔

فَمَنْ رَانِي فَلَا يَغْتَرُّ بَعْدِي   بِحُلْوِ الْقَوْلِ أَوْ يَبْلُوا الدَّفِيْنَا

جس نے مجھ کو دیکھا وہ میرے بعد اس کے شیریں کلام سے دھوکا نہیں کھا سکتا یہاں

تک کی مردہ ہڈیاں قبر میں بوسیدہ ہو جائیں،

فطرت انسانی سے یہ بات ہے کہ جب اسکو کسی مشروع کام سے روک دیا جائے

تو اس جائز چیز سے ممنوع چیز میں غور وفکر کئے بغیر داخل ہو جاتا ہے۔

تین طلاق کے واقع کے فتوی کی ایک خرابی یہ ہے جب وہ ایک طہر یا ایک

لفظ کے ساتھ واقع ہو کہ یہ طلاق بائنہ ہوگی، اسلئے کہ اس فتوی اور حکم کی نحوست

کی وجہ سے اہل سنت کی ایک غالب امت شیعہ ہوگئی،

دور قدیم میں فارس کے اکثر باشندے اہل سنت تھے اور اس میں شیعوں

کی تعداد بہت کم تھی۔ یہ بات ۷۰۰ھ تک تھی مگر جب سلطان خدا بندہ محمد اپنے

بھائی غازان کے بعد برسر اقتدار آیا اور اس کا بھائی اہل سنت کی طرف زیادہ

مائل تھا، خدا بندہ تخت وتاج کا مالک بنا تو ۷۰۹ھ تک برابر سنت پر عمل کرتا رہا پھر

اس کے بعد اس نے مذہب شیعیت کو اختیار کر لیا،

خوانساری نے اپنی کتاب "روضات الجنات" میں بیان کیا کہ سلطان خدا بندہ

نے سنت چھوڑ کر مذہب شیعیت اختیار کر لیا اس میں ابن طاہر کا بڑا زبردست حصہ

EmaanLibrary.com

تھا اس کے بعد وہ ایک واقعہ نقل کرتا ہے جس سے اس کے زبردست انقلاب کا اظہار ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ سلطان خدا بندہ نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی اس کے بعد اس نے اپنی بیوی سے رجعت کرنے کا ارادہ کیا اور اس سلسلہ میں اہل سنت کے فقہاء سے فتوی پوچھا انہوں نے اس سے کہا کہ اب اس کی کوئی گنجائش نہیں یہانتک کہ تمہاری بیوی کی شادی کسی غیر شخص سے ہوجائے اور اس پر سختی کی۔ اسکے حاشیہ نشینوں میں سے کچھ شیعہ حضرات نے ان کو مقام حلہ کے فقہاء میں سے ایک فقیہ ابن طاہر سے اس مسئلہ کے دریافت کرنیکا مشورہ دیا۔ اور اس سے متحقق طور پر یہ بات کہی کہ یہ عالم اس کو اس دلدل سے نکال دیگا۔ چنانچہ ابن طاہر دربار میں حاضر کیا گیا اور سلطان نے طلاق ثلاثہ کے بارے میں اس سے فتوی پوچھا، ابن طاہر نے سلطان سے سوال کیا کہ کیا آپ نے دو عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دی تھی؟ سلطان نے کہا نہیں چنانچہ ابن طاہر نے فتوی دیا کہ طلاق کی شرطیں اس میں پائی نہیں جاتیں اسلئے یہ طلاق نہیں پڑے گی۔ اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ اسی طرح رہ سکتا ہے جس طرح طلاق سے پہلے رہتا تھا۔ سلطان بہت خوش ہوا اور اس نے مذہب شیعیت اختیار کرلیا اور ابن مطہر کے بہکانے پر سلطان بندہ خدا نے تمام شہروں کے گورنروں کے پاس لکھا کہ بارہ اماموں کے نام سے منبروں پر خطبے دیے جائیں اور رائج الوقت سکوں پر ان کے نام کندہ کئے جائیں اور ان کو حکم دیا کہ مسجدوں اور مزاروں کی دیواروں پر انکے نام نقش کئے جائیں،

شیعہ کے نزدیک طلاق بدعی صحیح نہیں اور نہ ایک ساتھ تین طلاق پڑے

گی کیونکہ اس سے نہ ایک طلاق واقع ہوگی اور نہ تین طلاق ، اور اسی طرح ایسے طہر میں جس میں اس نے بیوی سے جماع کیا تھا نہیں واقع ہوگی اور نہ حیض کی طلاق یا ایسی طلاق جس پر گواہ نہ بنایا گیا ہو۔ واقع نہیں ہوگی بلکہ اس قسم کی تمام طلاقوں کو غیر صحیح سمجھتے تھے ۔ اور یہ لوگ اس حدیث ،، مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ ،، سے استدلال کرتے ہیں کہ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا عمل نہیں وہ مردود ہے ۔

شرعی طلاق وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے مشروع قرار دیا ۔

بیشک قرآن مجید نے ہر فریضہ اور اسکی فضیلت کو بیان کر دیا ہے ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کی بے شمار محکم آیتیں بیان کیں جن میں طلاق کی حقیقت اس کی تفصیل اور طلاق میں اللہ کے ساتھ ادب اس کے حلال وحرام کا بیان اور عورتوں کی مختلف انواع اقسام کے ساتھ انکی تعداد کا بیان اور ان سے رجعت کا بیان شامل ہیں اور ان میں بیان کیا کہ کون عورت نفقہ اور سکنیٰ کی مستحق ہے اور کون اس کی مستحق نہیں اسکے علاوہ بہت سے دوسرے احکام بیان کئے گئے جن کا تعلق طلاق سے ہے ۔

طلاق کے تمام احکام جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے یہ تمام احکام طلاق شرعی پر مبنی ہیں جس کو اللہ نے اپنی کتاب قرآن مجید اور اپنے نبی کی زبانی مشروع قرار دیا ۔ جو رسول اللہ ، صحابہ کرام اور نزول قرآن کے زمانے میں مشہور تھا ، یہ تین طلاق کا ایک طلاق رجعی شمار کرنا ہے ۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور

EmaanLibrary.com

خلافت میں اس کو ترک کر کے تین طلاق واقع ہونے کو لازم قرار دیا، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین طلاق سے ایک طلاق رجعی کے واقع ہونے کا فتوی دیتے تھے، جیسے حضرت علیؓ، زبیرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے بہت سی روایتیں مروی ہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ شیخ فاضل نے اپنی طول طویل بحث میں طلاق سے متعلق قرآن مجید کی کسی آیت کو ذکر نہیں کیا۔ جو حلال و حرام پر دلالت کرے اس نے ایسا اسلئے کیا کہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ قرآن کی آیتوں سے ان کا مذہب باطل قرار پائے گا، اور قرآنی آیت سے استدلال خود ان کے خلاف حجت ہوگا ان کے موافق دلیل نہیں بنے گا۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ قرآنی آیات کے بیان کرنے سے پہلو تہی کرتے ہیں اور بیکار باتوں کے بیان کرنے میں خوب مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔

اور وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ اور صحابہ کرامؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور خلافت تک جو طلاق رائج تھی وہ ایسی طلاق تھی جو غیر مدخولہ عورت کو دی جائے۔ اپنے اس قول پر لوگوں کے ضعیف اور انتہائی موضوع اقوال سے استدلال کیا ہے، اور کبھی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جس طلاق کو ان پر لازم کیا تھا یہ طلاق اس وجہ سے تھی کہ اس زمانہ میں لوگوں کی نیتیں صحیح ہوتی تھیں۔ ان میں سے کوئی شخص تاسیسی طلاق اپنی بیوی کو دیتا تھا، تو اس طلاق کو مزید مستحکم کرنے کیلئے دو طلاق اور دیتا تھا۔

اور یہ معلوم ہے کہ اس شخص کو اپنی نیت کے مطابق اجر دیا جائیگا یہاں تک کہ ان لوگوں کے نزدیک بھی نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ جو ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کا فیصلہ صادر کرتے ہیں۔

اللہ تعالی اس تغیر و تبدل سے پاک ہے جس کو اس نے احکام خداوندی میں کیا حالانکہ ان کو چاہئے تھا کہ اس میں کسی طرح کی تبدیلی کرنے کے بجائے اسکو

EmaanLibrary.com

معتبر سمجھے، چنانچہ اس نے اس صحیح صریح اور ثابت حدیث کے متعلق ہونے سے لوگوں کو پھیرنے کا ارادہ کیا جو صحیح مسلم اور سنن و مسانید میں مذکور ہے اور جس کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کے درمیان رائج طلاق کے سلسلہ میں روایت کیا ہے اور یہی طلاق صحابہؓ اور انکے بعد کے زمانے میں ہمیشہ دی جاتی تھی اور وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد غیر مدخولہ عورت کا طلاق ہے حالانکہ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ غیر مدخولہ کی طلاق کے بارے میں صحابہ اور ان کے بعد کے لوگوں کے بارے میں حتی کہ آج بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ ایک ہی طلاق سے اپنے شوہر سے جدا ہو جائیگی یہاںتک کہ اگر اس کا شوہر تین طلاق دیدے تو وہ ایک ہی طلاق سے بائنہ ہو جائیگی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (احزاب: ۴۹)

یعنی نکاح کے بعد جب تم ان کو ہاتھ لگانے (یعنی انکے پاس جانے) سے پہلے طلاق دیدو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ ان سے عدت پوری کراؤ ان کو کچھ فائدہ (یعنی خرچ) دیکر اچھی طرح سے ان کو رخصت کردو۔

غیر مدخولہ عورت ایک ہی طلاق دینے سے اپنے شوہر سے جدا ہو جائیگی اگرچہ اس کا شوہر اس پر نادم ہو اور اس سے عدت کے دوران ہی رجعت کا ارادہ کرے کیونکہ یہ عورت اس کے شوہر کیلئے بغیر عقد ثانی کے جائز نہیں ہوگی۔

جس وقت ہم اپنی اس کتاب میں طلاق پر بحث کریں گے تو طلاق شرعی پر بحث کرتے ہیں نہ کہ طلاق بدعی پر کیونکہ طلاق بدعی دین اسلام میں زیادتی ہے۔ اور یہ شریعت انسانی سے ہے اس کا شریعت الہٰی سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ

EmaanLibrary.com

اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے اس عام قول میں ہوگا،

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (شوریٰ ۲۱)

کیا انکے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسا دین مقرر کیا جس کا خدا نے حکم نہیں دیا۔

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اس بات کے مکلف قرار دیے گئے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کریں اور انکو نافذ کریں، اسلئے ہم طلاق بدعی کو باطل قرار دے کر طلاق شرعی کو اختیار کریں گے کیونکہ اللہ کا حکم اسکے زیادہ لائق اور سزاوار ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اس کو اختیار کیا جائے طلاق اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کے بندوں پر ایک عظیم نعمت ہے لیکن اس میں ہر طرح کی تنگی اور دشواری کشادگی اور وسعت پیدا کی تاکہ لوگ طلاق کے بعد کسی طرح کی دشواری میں نہ پڑ جائیں،

اَرَادَ اللّٰهُ تَيْسِيْرًا وَاَنْتُمْ مِنَ التَّعْسِيْرِ عِنْدَكُمْ ضُرُوْبًا

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر آسانی کرنے کا ارادہ فرمایا اور تم لوگوں کے پاس سختی کرنے اور دشواری پیدا کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

EmaanLibrary.com

طلاق کی آیتوں کے متعلق علامہ ابن کثیر کی تفسیر

ہم نے یہ بات پہلے بیان کی ہے کہ کتاب اللہ میں ہر وہ حکم جسے اللہ نے طلاق، اس کے احکام اور اس کے حرام وحلال کے بارے میں بیان کیا ہے یہ یہ طلاق شرعی سنی پر مبنی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

(بقرہ: ۲۲۹)

یعنی طلاق صرف دو بار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دی جائے) تو پھر عورتوں کو یا تو بطریق شائستہ نکاح میں رکھیں یا انکو بھلائی کے ساتھ چھوڑ دیں۔

اور اللہ کا یہ قول ہے۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا

(بقرہ: ۲۲۸)

کہ مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں اگر وہ خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں، تو ان کے لئے جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ ان کے شکم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں اور ان کے خاوند اگر موافقت چاہیں تو عدت کے دوران ہی ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اسی کے مثل اللہ کا یہ ارشاد ہے،

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ

جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان

EmaanLibrary.com

أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

(بقرہ ۔ ۲۳۲)

کی عدت پوری ہوجائے تو ان کو دوسرے شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو جب وہ آپس میں جائز طور پر راضی ہوجائیں،

اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا

(بقرہ: ۲۳۱)

کہ جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور انکی عدت پوری ہوجائے تو انہیں حسن سلوک سے یا تو نکاح میں رہنے دو یا اچھی طرح سے ان کو رخصت کردو اور اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ رہنے دینا چاہئے کہ تم انہیں تکلیف دو۔ اور ان پر زیادتی کرو اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنا نقصان کرے گا ، اور خدا کے احکام کو ہنسی اور کھیل نہ بناؤ۔

اسی کے مثل دوسری جگہ فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ

کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! (مسلمانوں سے کہدو کہ) جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انکی عدت کے شروع میں ان کو طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور خدا سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے۔ نہ تو تم انکو

EmaanLibrary.com

يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا

(طلاق: ۱)

گھروں سے (ایام عدت میں) نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں ہاں اگر وہ صریح بیحیائی کریں (تو گھروں سے نکال دینا چاہئے) اور یہ خدا کی مقرر کردہ حدیں ہیں جو خدا کی حدوں سے تجاوز کریگا وہ اپنے آپ پر ظلم کریگا۔ تم نہیں جانتے شاید خدا اسکے بعد رجعت کی کوئی سبیل پیدا کردے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی تعظیم و تکریم کیلئے مخاطب کیا گیا پھر اس کے بعد پوری امت کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

(طلاق: ۱)

اے نبی! آپ مومنوں سے فرما دیجئے کہ جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انکی عدت کے شروع میں طلاق دو۔

اور ابن حاتم نے فرمایا کہ مجھ سے محمد بن ثواب بن سعید ھباری نے بیان کیا ان سے اسباط بن محمد نے عن سعید عن قتادہ عن انس کے واسطہ سے روایت کیا کہ حضرت انس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو طلاق دیدیا۔ حفصہ کے گھر کے لوگ آپ کے پاس آئے تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا،

"يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی گئی کہ آپ رجعت کرلیں کیونکہ یہ روزہ ونماز

EmaanLibrary.com

کی پابند ہیں اور یہ آپ کی بیویوں اور عورتوں میں سے جنت میں ہونگی اس حدیث کو ابن جریر نے ابن بشار عن عبدالعلی سے روایت کیا،

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں ابن شہاب سے روایت کیا کہ مجھ کو سالم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر نے انکو خبر دی کہ انہوں نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دیا۔ اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی نے بیان کیا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر غصہ کا اظہار فرمایا اور ان سے فرمایا کہ اس سے رجعت کر لو پھر اس کو روک رکھو یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے، پھر اس کو دوبارہ حیض آئے اور اس سے پاکی حاصل کرلے تو اگر اس کے لئے طلاق دینا ضروری ہو تو اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے پاکی کی حالت میں طلاق دے، چنانچہ اسی عدت کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے اور امام مسلم کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس عدت کے مطابق عورتوں کو طلاق دیا جائے، پھر اللہ تعالیٰ کے قول " فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ " کے بارے میں علی بن طلحہ کی حدیث کو بیان کیا جو حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے پھر کہا کہ عورتوں کو حالت حیض میں طلاق نہیں دی جائے گی اور نہ ایسے طہر میں طلاق دی جائے گی جس میں شوہر نے بیوی سے جماع کیا ہو۔ بلکہ جب بیوی حائضہ ہو تو اس کو طہر تک چھوڑ دیا جائے گا اور جب پاکی حاصل کرلے تو اس کو ایک طلاق دی جائے گی،

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہیں سے فقہاء نے طلاق کے احکام مستنبط کئے، اور طلاق کی دو قسمیں طلاق سنی اور طلاق بدعی کیں،

طلاق سنی یہ ہے کہ مرد عورت کو طہر کی حالت میں بغیر اس سے جماع

EmaanLibrary.com

کئے ہوئے یا حمل کی ایسی حالت میں جس میں حمل پورے طور پر ظاہر ہو جائے طلاق دے، اور طلاق بدعی یہ ہے کہ مرد عورت کو حالت حیض یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں اس نے بیوی سے جماع کیا ہو اور وہ نہیں جانتا کہ وہ حاملہ ہوئی یا نہیں، اور تیسری قسم کی طلاق نہ سنی ہے نہ بدعی ہے اور وہ آیسہ یا صغیرہ (چھوٹی لڑکی) کو اس سے جماع کئے بغیر طلاق دینا ہے۔

وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ "اور عورتوں کو نہ تم خود ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں کیونکہ بیوی شوہر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ پھر فرمایا "وَتِلْكَ حُدُودُ اللهِ" اور یہ اللہ کی مقرر کردہ شریعتیں اور حرام کردہ چیزیں ہیں، وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ" اس کا مطلب بیان کیا کہ جو شخص اس سے نکل جائے اور اس کے علاوہ تک تجاوز کر جائے اور اس میں کسی سے مشورہ نہ کرے، فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ"، یعنی اس فعل کے ذریعہ اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول "لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا"، کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے مطلقہ کو ایام عدت میں شوہر کے گھر میں باقی رکھا تاکہ شوہر اپنے طلاق پر نادم ہو اور اللہ تعالیٰ اسکے دل میں عورت سے رجعت کرنے کا خیال پیدا کر دے، یہ چیز اس کے لئے زیادہ آسان اور سہل ہوگی۔

قَدْ يَجْمَعُ اللهُ الشَّتِيتَيْنِ بَعْدَمَا يَظُنَّانِ كُلَّ الظَّنِّ أَنْ لَا تَلَاقِيَا

اللہ تعالیٰ دو جدا ہونے والوں کو اس طرح سے ملا دیتا ہے کہ وہ کبھی باہم ملنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

شعبی نے فرمایا کہ اس سے مراد رجعت ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول، وَاَشْهِدُوْا

EmaanLibrary.com

ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ " عطاءؒ نے فرمایا کہ دو عادل گواہ کے بغیر نکاح، طلاق،
اور رجعت کرنا جائز نہیں ہوگا،

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرلیتا ہے اس حال میں کہ اس کے طلاق اور اس کے رجعت کرنے پر کوئی گواہ نہیں ہے آپ نے جواب دیا کہ تونے غیر شرعی طور پر طلاق دی اور رجعت کیا تم اپنی رجعت اور طلاق پر گواہ مقرر کرو اور دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

پھر فرمایا۔

وَاللّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّاللّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (طلاق: ۴)

یعنی تمہاری مطلقہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہوچکی ہوں اگر تم کو ان کی عدت میں شبہ ہو تو انکی عدت تین مہینے ہے اور جن کو ابھی حیض نہیں آتا انکی عدت بھی یہی ہے اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل (بچہ جننے تک) ہے۔

یہ آیات مختلف قسم کی عورتوں کی مختلف عدتوں کے بارے میں نازل ہوئیں،
"انتھی"

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

EmaanLibrary.com

طلاق بتہ کا بیان

یہ بات جان لینی چاہئے کہ فقہاء کے نزدیک بتوتہ کا اطلاق اس عورت پر ہوتا ہے جس پر تین طلاق ایک لفظ یا ایک طہر میں متعدد الفاظ سے واقع ہو اس طلاق کے واقع ہونے کی صورت میں مطلقہ کے نفقہ اور سکنی کے وجوب یا عدم وجوب کی بحث مذکورہ طلاق کی صفت پر ہوگی۔

جو لوگ اس طلاق کے واقع ہونے اور مطلقہ کے نان ونفقہ اور سکنی کے واجب نہ ہونیکا فیصلہ صادر کرتے ہیں وہ لوگ اپنے اس فیصلہ پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس کو امام مسلم اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فاطمہ بنت قیس عن النبیؐ سے تین طلاق دی ہوئی عورت کے بارے میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے نہ سکنی ہے اور نہ نفقہ ہے۔

فقہاء اس کا نام بتوتہ رکھتے ہیں اور تین طلاق دینے کی وجہ سے فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ عورت بائنہ کبری ہوگئی اور اس کو شوہر پر حرام قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے سے شادی نہ کرلے، درحقیقت ائمہ اور ان کے متبعین کو اس حدیث میں لفظ "طَلَّقَ ثَلَاثًا" اس نے تین طلاق دی" سے غلط فہمی ہوگئی اور ان کو وہ تفصیل نہیں پہونچی جس کو فاطمہ بنت قیس نے مروان اور اس کے علاوہ کے ساتھ اپنے مناظرہ کے بارے میں بیان کیا، چنانچہ امام احمد بن حنبل اور نسائی ابوداؤد اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی مفہوم کی ایک دوسری حدیث روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت قیس کے شوہر ابوحفص حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ یمن میں موجود تھے، یمن ہی سے انہوں نے فاطمہ بنت قیس کے

EmaanLibrary.com

پاس آخری طلاق بھیجی اور اپنے وکیل کو حکم دیا کہ اس کو کچھ جو دیدو اس بات پر فاطمہ بنت قیس کو بڑا غصہ آیا چنانچہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ سے اس واقعہ کو بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ان پر تمہارا نفقہ اور سکنی واجب نہیں ہے تو ان کے گھر سے عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر کی طرف منتقل ہو جاؤ اور نسائی کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نان نفقہ اور سکنی اس عورت کیلئے ہے جس کا شوہر اس سے رجعت کرنے کا حقدار ہو لیکن جو اپنی بیوی سے رجعت نہیں کر سکتا اس کیلئے بیوی کو نان نفقہ اور سکنی دینا واجب نہیں ہے، اسی وجہ سے فاطمہ بنت قیس نے مروان سے مناظرہ کرنے کے وقت ان سے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب فیصلہ کرنیوالی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا ۔ (طلاق: ۱)

تم نہیں جانتے شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کردے،

اور بعض روایتوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اس کے لئے سکنی اور نفقہ ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حضرت عمر سے صحیح طور پر ثابت نہیں، اور دار قطنی نے فرمایا کہ سنت قطعی طور پر فاطمہ بنت قیس کے ہاتھ میں ہے۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا جب ہم اللہ سے ملیں گے، کہ یہ حضرت عمر اور رسول اللہ کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنا ہے، مناسب بات یہ ہےکہ کسی انسان کو

EmaanLibrary.com

اس کے مذاہب کی اندھی محبت اور تعصب اس پر آمادہ نہ کرے کہ وہ صریح جھوٹ کے ذریعہ صحیح اور ثابت شدہ احادیث نبویہ کی مخالفت کرے اگر حضرت عمر کی یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتی تو حضرت فاطمہ اور ان کے گھر کے لوگ اس پر خاموشی اختیار کرتے اور کوئی بات ان کی طرف منسوب نہ کرتے اور نہ فاطمہ مروان کے پاس بحث و مباحثہ کرنے کے لئے جاتیں، انتھی۔

علماء کو غلط فہمی صرف حدیث کے اس لفظ سے ہوئی "طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُولُ اللهِ نَفَقَةً وَلَا سُكْنَى"، کیونکہ لفظ "طلقها ثلاثا" اس کا احتمال رکھتا ہے کہ یہ تینوں طلاق ایک لفظ سے ایک ہی مجلس میں دی گئی ہو، اور اس کا بھی اسمیں احتمال ہے کہ ایام عدت میں تین طہر میں تین طلاق واقع ہوئی ہو۔ اور دونوں صیغوں کے درمیان آسمان و زمین کی طرح دوری ہے کیونکہ حضرت فاطمہ بنت قیس پر جو طلاق واقع ہوئی تھی وہ الگ الگ تین طلاق تھی،

حضرت فاطمہ کے شوہر ابو حفص نے ان کے پاس آخری تیسری طلاق یمن سے بھیجی تھی اور ان کے وکیل اس سے بخوبی واقف تھے کہ اسکے بائنہ کبری ہو جانے کی وجہ سے اس کے شوہر پر اس کا کچھ حق نہیں ہے اور کسی دوسرے شوہر سے شادی کئے بغیر یہ ابو حفص کیلئے حلال بھی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفقہ اور سکنی صرف اس مطلقہ عورت پر فرض کیا جس کا شوہر اس سے رجعت کر سکتا ہے۔

تمام ائمہ اور اکثر فقہاء میں سے انکے متبعین عام لوگ اور اکثر ایسے قاضی حضرات جو تین طلاق کے واقع ہونے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان تمام کو لفظ "ثلاث" سے غلط فہمی ہوئی اور شوہر کی جانب سے پہلی طلاق واقع ہونیکی صورت میں یہ لوگ

EmaanLibrary.com

طلاق واقع ہونے کے وقت سے ہی عورت کو شوہر پر حرام قرار دیتے ہیں اور اس سے رجعت کرنے کو بھی حرام قرار دیتے ہیں رجعت کی تحریم کے فیصلہ کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ وہ دین اسلام سے اس رجعت کے منسوخ ہو جانے کا فیصلہ کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے فرض قرار دیا ہے۔،

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذٰلِكَ

(بقرہ : ۲۲۷)

کہ مطلقہ عورتیں اپنے تئیں تین حیض تک انتظار کریں۔ اور ان کے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ اللہ نے ان کے شکم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں اور انکے شوہر ایام عدت ہی میں ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اور فاطمہ بنت قیس کی مذکورہ حدیث میں رجعت اور اس کے لوازم نان نفقہ اور سکنیٰ کے ساقط ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ ابو حفص نے ان کو تین طہر میں تین طلاق دی تھی ایک ساتھ تین طلاق نہ دی تھی، اور حضرت فاطمہ نے طلاق کی عدت ابو حفص کے گھر میں گذاری تھی، اور ہر طہر کے وقت ایک طلاق بیوی کو دینے کی صحت پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے،، اللہ نے فرمایا فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ،، یعنی انکی عدت میں انکو طلاق دو۔ اور عدت یہ طہر ہی ہے، اور عورت کے لئے طلاق کے بعد جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر ہی میں عدت گذارے اور شوہر کیلئے طلاق کے بعد بھی عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے، بلکہ رجعت کی امید کی بنا پر مرد کیلئے عورت کا بناؤ سنگھار بھی کرنا جائز ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ

EmaanLibrary.com

نے فرمایا "وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ"، کہ تم اپنے پروردگار سے ڈرو اور اپنی عورتوں کو انکے گھروں سے تم نہ نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں۔ کیونکہ یہ عدت شوہر کی مصلحت کے لئے سوگ منانے کے طور پر ہے، جب عدت ختم ہو جائے اور شوہر اس سے رجعت نہ کرے تو اگر اس کو ایک طلاق یا دو طلاق دی تھی تو وہ بائنہ صغریٰ ہو جائیگی اور اس کا نان ونفقہ اور سکنیٰ سب ختم ہو جائے گا۔ لیکن عورت کے بائنہ ہو جانے کے بعد شوہر اس سے شادی کرنے کا ارادہ کرے تو یہ ایسے عقد ثانی سے جائز ہو گا جو صحت کی شرطوں کو پوری کرنے والا ہو، امام بخاری سے مروی وہ حدیث اسی پر محمول کی جائیگی جس میں مذکور ہے کہ معقل بن یسار نے اپنی بہن کی شادی ایک شخص سے کر دی چنانچہ اس شخص نے ان کو طلاق دے دیا پھر اس پر نادم ہو کر اپنی بیوی کے بھائی کو شادی کا پیغام دیا۔ حضرت معقل نے ان سے کہا کہ میں نے تمہاری تعظیم و تکریم کرتے ہوئے اپنی بہن سے شادی کر دی تھی تو تم نے اس کو طلاق دے کر میری توہین کی خدا کی قسم میں اس سے تمہاری شادی کبھی نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کو شوہر اور بیوی کے درمیان بے پناہ محبت کا علم تھا اسلئے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا،،

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ۔

یعنی جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور ان کی عدتیں پوری ہو جائیں تو تم ان کو دوسرے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو

(بقرہ: ۲۳۲)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل بن یسار کو بلایا اور انکے

EmaanLibrary.com

سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی،

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا اور اپنے رب کی اطاعت کی اور انہوں نے اپنی بہن کے شوہر کو بلا کر اپنی بہن سے اسکی شادی کر دی اس شخص کی یہ طلاق شرعی طلاق تھی جو رسول اللہ اور نزول قرآن کے زمانے میں دی جاتی تھی، اور اسی کی برکت کا نتیجہ ہے کہ آدمی کیلئے اپنی مطلقہ بیوی سے عقد ثانی جائز قرار دیا گیا،

لیکن اگر کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق تین طہریں دی تو یہ عورت اس مرد پر دوسرے شخص سے شادی کئے بغیر جائز نہیں ہوگی، خواہ وہ نکاح صحیح میں ہو یا نکاح تحلیل میں اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے،

"فَإِنْ طَلَّقَهَا (أَيِ الثَّالِثَةَ) فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

(بقرہ - ۲۲۹)

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد) تیسری طلاق عورت کو دیدے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شوہر سے شادی نہ کرلے، پہلے شوہر پر حلال نہ ہوگی،

اور اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ طلاق سنی کی معرفت اور اس پر عمل کرنے پر قائم تھے، اور یہ لوگ عورت کو ہر طہر کے شروع میں طلاق دیتے تھے، جیسا کہ ابو حفص نے اپنی بیوی کے طلاق میں کیا اور ایسے ہی اس شخص نے معقل بن یسارؓ کی بہن کو طلاق دینے کیا۔ طلاق شرعی کے لوازم میں سے یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر میں رہے گی اور اس کا نفقہ عدت کے پورے ہونے تک شوہر کے ذمہ ہوگا،

صنعانی نے سبل السلام میں بیان کیا کہ یہ بات جان لینی چاہیے کہ احادیث

EmaanLibrary.com

کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص انت طالق ثلاثا کہے یا انت طالق کو تین مرتبہ اس طرح کہے انت طالق، انت طالق، انت طالق ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

فروع کی کتابوں میں بہت سے اقوال اور الفاظ کی تفریق میں اختلاف موجود ہے جس پر کوئی صحیح دلیل نہیں۔ ابو رکانہ کے طلاق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تفصیل نہ طلب کرنا کہ کیا تین طلاق ایک مجلس میں دی گئی ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دور نبوی میں ایک ساتھ تین طلاق واقع نہیں ہوتی تھی،

اسی پر قیاس کرکے یہ کہا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے انت طالق ثلاثا تو اس پر صرف ایک طلاق پڑے گی اور جب وہ اسی لفظ کو تین بار کہے کہ انت طالق، انت طالق تو یہ ایک لفظ کا اعادہ طلاق کے قبول ہونے کے محل کے موافق نہیں ہے اسلئے یہ طلاق لغو قرار دی جائے گی تین طلاق سے رجوع کرنے کے صحیح ہونے پر ابو رکانہ کی وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کو ابن عباس نے روایت کیا ہے کہ ابو رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دیدی پھر اس پر ان کو ندامت ہوئی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق دریافت کیا اور آپ سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات معلوم ہو چکی ہے۔ جاؤ اس سے رجوع کرو۔ اس کو امام احمد بن حنبل نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث طلاق بتہ والی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ طلاق بتہ والی حدیث کے تمام راوی مجہول ہیں، طلاق بتہ اور طلاق بتہ دی گئی مطلقہ عورت سے رجعت کرنے کے جواز کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے اور رجعت

EmaanLibrary.com

زوجیت کی متقاضی ہے تو جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق یا ایک مجلس میں تین طلاق دے تو اس میں ایک طلاق واقع ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا، اور عورت شوہر کے گھر رہے گی، اور طلاق رجعی کے ساتھ اسی طہر میں دوسری طلاق نہیں دی جائے گی جس طہر میں پہلی طلاق واقع ہوئی تھی، کیونکہ مقام، وقت اور شریعت ایک طہر میں ایک طلاق پر زیادتی کو قبول نہیں کرتی، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دیا، چنانچہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا اور پھر فرمایا کہ اس کو رجعت کرنے کا حکم دو پھر بیوی کو طہر تک چھوڑ دے پھر حائضہ ہو پھر پاک ہو اس کے بعد اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے، یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس عدت میں عورتوں کو طلاق دی جائے۔

اسی لئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شرعی طلاق یہ طلاق رجعی ہی ہے، اور امام احمد بن حنبلؒ سے منقول ہے کہ یہ شروع شروع میں تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ دیتے تھے پھر امام احمدؒ نے فرمایا کہ میں نے قرآن مجید اور سنت نبوی میں غور و فکر کیا تو میں نے ان دونوں میں طلاق رجعی ہی کو پایا اسی لئے تین طلاق واقع ہونے کے فتویٰ سے انہوں نے رجوع کرلیا۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول "الطلاق مرتان" کی تفسیر اور اس آیت کی تاویل میں فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے لئے طلاق کی وہ تعداد جس میں تمہارے لئے تمہاری بیویوں پر رجعت کا حق حاصل ہوتا ہے جب وہ مدخولہ نہ ہوں، دو طلاق ہے، دو طلاق دینے کے بعد تم میں سے جو اپنی بیوی

EmaanLibrary.com

سے رجعت کرنیکا ارادہ کرے اس پر واجب ہے کہ بھلائی کے ساتھ بیوی کو روک رکھے یا حسن سلوک کے ساتھ اس کو رخصت کردے کیونکہ تیسری طلاق دینے کے بعد اس کو رجعت کا حق باقی نہیں رہ جاتا ،

اس کے بعد فرمایا کہ وہ طلاق شرعی جس کو میں نے تمہارے لئے مسنون اور مباح قرار دیا اگر تم اپنی عورتوں کو طلاق دینا چاہتے ہو، یہ ہے کہ تم ان کو دو طلاق دو، اور ہر طلاق ایک طہر میں واقع ہو پھر اس کے بعد انکو بھلائی کے ساتھ روکنا یا حسن سلوک کے ساتھ انکو رخصت کردینا تمپر ضروری ہے ،

مجاہدؒ سے منقول ہے کہ کوئی شخص اپنی عورت کو ایسی طہر کی حالت میں جسمیں اس سے جماع نہ کیا ہو ایک طلاق دے تو جب حائضہ ہو جائے پھر پاک ہو جائے تو ایک قرء مکمل ہوگیا، پھر اگر پسند کرے کہ دوسری طلاق دے تو پہلی طلاق کی طرح دوسری طلاق دے اس کے بعد پھر حائضہ ہو جائے تو دو طلاق اور دو قرء پورا ہوگیا۔ پھر اللہ تعالی نے تیسری طلاق کا ذکر کرکے فرمایا: اِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی بھلائی کے ساتھ روکنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کردینا ہے پھر اس قرء میں تیسری طلاق عورت کو دے اگر چاہے جبکہ وہ اپنے کپڑے جمع کرلے ،

شیخ ابو زہرہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاحوال الشخصیۃ" میں طلاق بائنہ اور طلاق رجعی کے بارے میں فرمایا، کہ ہر طلاق رجعی واقع ہوتی ہے مگر تین طلاق سے عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور طلاق دخول سے پہلے واقع ہوگی اور طلاق مال پر واقع ہوگی، طلاق رجعی سے زوجیت کا حق اور نہ حلت ختم ہوتی ہے جب تک کہ مطلقہ عدت میں رہے بلکہ مطلقہ کو زوجیت کے تمام حقوق حاصل ہوں

EmaanLibrary.com

گے اسلئے شوہر کیلئے جائز ہے کہ عدت کے دوران جس وقت بھی چاہے اپنی بیوی سے رجعت کر سکتا ہے اور عورت اس کے لئے حلال ہوگی اور شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک کیلئے حق زوجیت حاصل ہوگا ،

جب طلاق رجعی کی عدت ختم ہو جائے تو حق زوجیت ختم ہو جائے گا لیکن حلت باقی رہے گی اسلئے شوہر کیلئے جائز ہے کہ جس وقت وہ چاہے بیوی سے عقد ثانی کر سکتا ہے ۔

اور عدت کے درمیان جب ان میں سے کوئی مرجائے تو ایک دوسرے کے وارث ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوگی ۔ چنانچہ عدت کے درمیان جب شوہر مرجائے تو بیوی اس کی وارث ہوگی اور اگر عدت کے درمیان بیوی مرگئی تو شوہر اس کا وارث ہوگا ۔ طلاق رجعی کی وجہ سے مہر مؤجل حلال نہیں ہوگی ، جب مہر موجل دو مقررہ وقت طلاق یا وفات میں سب سے قریب وقت کے لئے مقرر کیگئی ہو ۔

چار حالتوں میں طلاق بائن ہو جاتی ہے

۱ ۔ جب طلاق دخول سے پہلے دی جائے ، کیونکہ دخول سے پہلے طلاق کیلئے عدت نہیں ہے ۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْھُنَّ فَمَا لَکُمْ عَلَیْھِنَّ مِنْ عِدَّۃٍ تَعْتَدُّوْنَھَا ۔ یعنی جب طلاق دخول سے پہلے دی جائے تو مطلقہ پر عدت نہیں ہے اور شوہر کے لئے رجعت کرنا ممکن نہیں ہے ۔

EmaanLibrary.com

۲۔ جب طلاق مال یعنی خلع کی شکل میں واقع ہو کیونکہ یہ طلاق اس مال کی بناء پر واقع ہوتی ہے جسکو عورت مرد کے سپرد کرتی ہے تاکہ اس سے اپنے آپ آپ کو آزاد کرا لے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ (بقرہ: ۲۲۸) یعنی اگر تم ڈرو، اس سے کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت خاوند سے رہائی پانے کیلئے کچھ دے ڈالے تو کچھ گناہ نہیں، چنانچہ عدت میں رجعت کے حق ثابت ہونے کے ساتھ مال دیکر رہائی حاصل کرنا ممکن نہیں، کیونکہ عدت میں شوہر کے رجعت کرنے کی وجہ سے مال دے کر رہائی حاصل کرنے کا معنیٰ باطل ہو جائیگا،

۳۔ جب طلاق تین طلاق کو پوری کرنے والی ہو، اسطرح سے کہ جب وہ ایک طلاق دے پھر اس سے رجعت کرے پھر دوسری طلاق دے اور اس سے بھی رجعت کرے پھر جب وہ عورت کو تیسری طلاق دے گا تو یہ طلاق بائن ہوگی اور عورت بائنہ کبریٰ ہو جائے گی، چنانچہ دو طلاق بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (البقرہ ۲۲۹) یعنی پھر اگر شوہر (دو طلاق کے بعد تیسری) طلاق دے دے تو اس کے بعد جبتک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے اس (پہلے شوہر) کے لئے حلال نہیں ہوگی، چونکہ تیسری طلاق سنت کے اعتبار سے آخری طلاق ہوتی ہے اسلئے شوہر کے لئے عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح رغبت کے طور پر کئے بغیر حلال نہ ہوگی، حلالہ کے طور پر نکاح نہ کرے کیونکہ یہ حرام ہے۔

۴۔ عیب یا قید کی وجہ سے طلاق یا غیبت یا ایسے قول و فعل کی وجہ سے

EmaanLibrary.com

تکلیف اور نقصان پہونچنے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جو ان دونوں کے لئے مناسب نہیں ہے تو ایسی طلاق قاضی کے فسخ کرنے کی وجہ سے طلاق بائن ہوگی۔ (۱)

ایک ساتھ تین طلاق دینا حرام اور بدعت ہے

پھر کاتب رحمہ اللہ نے اپنی بحث کے خاتمہ میں ابن عربی مالکی سے یہ بات نقل کرتے ہوئے فرمایا ،، کہ تمام علماء اسلام اور احکام شرعیہ کے جملہ ارباب حل وعقد اس پر متفق ہیں کہ ایک ساتھ تین طلاق دینا اگرچہ بعض کے نزدیک حرام اور بعض کے نزدیک بدعت ہے پھر بھی یہ طلاق واقع ہوگی، انتھیٰ

جواب :۔ بیشک ایک ساتھ تین طلاق کے واقع ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حق بات بیان کردی ،

اور ہم اس کاتب موصوف کو اپنے مذہب کی بہت زیادہ حمایت کرتے ہوئے دیکھنے کے بعد اس سے حق گوئی کی توقع نہیں رکھ سکتے کیونکہ یہ اپنی رائے کو پیش کرنے اور اپنی بات کو بلند کرنے کے لئے باطل دلائل سے قرآن وحدیث میں تاویل وتحریف کا راستہ اختیار کرتا ہے ، اور یہ تمام عمل رائیگاں اور باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ (رعد۔ ۱۷) لیکن جھاگ سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہونچاتا ہے وہ زمین

---

(۱) کتاب ،، الاحوال الشخصیۃ ص ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۶

EmaanLibrary.com

میں ٹھہرا رہتا ہے یہ کاتب اپنی بحث کی ابتداء سے انتہا تک برابر ایک ساتھ تین طلاق کے صحیح ہونے کو ثابت کرنا چاہتا ہے اور اس کے صحیح ہونے اور واقع ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے ،

اور ہم احکام شرعیہ میں سے کسی حکم کو نہیں مانتے جس پر تمام علماء اسلام اور ارباب حل وعقد متفق ہوں جبکہ اس پر عمل کرنا بدعت اور حرام ہو پھر مسلم قاضی حضرات اس حکم کو صحیح قرار دیتے اور اس کو اختیار کرنے کے درپے ہوں، سوائے اس طلاق بدعی کے جو ایک ساتھ تین طلاق سے واقع ہوتی ہے ، باوجودیکہ اس کے فیصلہ کرنے میں دشواری تنگی اور مشقت پیش ہو شرعی طلاق کے خلاف کیونکہ اس میں راحت ، آسانی ، اور کشادگی ہوتی ہے ، چنانچہ یہ لوگ طلاق شرعی کو بدعی سے بدل دیتے ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا " اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ " ، (البقرۃ ۶۱) کیا تم لوگ عمدہ چیزیں چھوڑ کر انکے عوض ناقص چیزیں چاہتے ہو ۔

اور مثال کے طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے " اعط صاحبك تمرۃ فان لم یقبلھا فاعطہ جمرۃ " ، اپنے ساتھی کو کھجور دو اگر وہ اس کو قبول نہ کرے تو انگارہ دو ۔

اسی طرح وہ ابو رکانہ کی طلاق کے متعلق ابن عباس کی حدیث سے استدلال کرتا ہے کہ ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رد کر دیا اور فرمایا کہ یہ ایک طلاق ہے ، اپنی عورت سے تو رجعت کر لے یہ حدیث اختلاف کے مقام میں دلیل ہے اور یہ اس کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ درست ہے کہ ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں

EmaanLibrary.com

تین طلاق دی تھی، مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے یہ طلاق ایک لفظ سے دی تھی اور اپنے اس قول سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تین الفاظ سے تین طلاق دے جیسے یہ کہے انت طالق، انت طالق، انت طالق تو اس کے گمان کے مطابق تین طلاق پڑے گی کاتب رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو کماحقہ نہیں سمجھا اگرچہ یہ قول بعض علماء کا ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ طلاق شرعی ان تین طلاقوں میں سے پہلی طلاق ہی سے واقع ہو جاتی ہے اور اس کے علاوہ دو زائد طلاقیں لغو قرار پاتی ہیں کیونکہ ایک طہر میں دو طلاق نہیں دی جا سکتی جیسا کہ علماء نے فرمایا کہ طلاق رجعی کے ساتھ کسی دوسری طلاق کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ اور عورت ایک طلاق سے رجعیہ ہو جائے گی جس پر رجعت کے لوازم نفقہ اور سکنی شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے واجب ہوگا، اس پہلی طلاق کے بعد اگر شوہر نے رجعت نہ کی اور اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہو گئی، تو یہ اسی طلاق سے بائنہ صغریٰ ہو جائے گی۔

پھر اس نے محمود بن لبید کی حدیث سے مزید استدلال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک ساتھ تین طلاق دے دی ہے، آپ غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا کتاب اللہ کیساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، یہاں تک کہ آپ کے غصہ کی زیادتی کو دیکھتے ہوئے آپ سے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں۔

کاتب کہتے ہیں کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی اس طلاق کے صحیح ہونے اور اس کے واقع ہونے پر دلالت کرتی ہے،

EmaanLibrary.com

کیونکہ کسی ضرورت کے پیش آنے کے وقت سے اس کے بیان کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے ، ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے ، انکو صرف اس فعل پر رسول اللہ ؐ کا سخت غصہ ہونا اور آپ کا یہ کہنا کہ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے اس حال میں کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں ، کافی ہے اور اسی سے وضاحت کے ساتھ ایک ساتھ تین طلاق کی تحریم اور اس کا واقع نہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے،

ہم نے ان نصوص کو بیان کیا کیونکہ کاتبؔ اپنی اس بحث میں ان نصوص کو بار بار پیش کرتا ہے یہی نصوص ان کے خلاف دلیل بنتے ہیں یہ نصوص ان کیلئے دلیل نہیں ، اور علامہ صنعانی نے سبل السلام میں ان مذکورہ احادیث کو پیش کرنے کے بعد جن کو میں نے بیان کیا ہے کہا جس کا ماحصل یہ ہے ۔ جان لیجئے کہ ان احادیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص انت طالق ثلاثًا کہے یا اسی کو اس طرح تین بار کہے انت طالق ۔ انت طالق ، انت طالق ان دونوں قول کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ، اور فروع کی کتابوں میں الفاظ کے درمیان تفریق کرنے کے متعلق بہت سے اقوال اور اختلاف مذکور ہیں جن پر کوئی واضح دلیل نہیں ہے ،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو رکانہ سے تفصیل نہ طلب کرنا کہ کیا ایک ہی مجلس میں تو نے تین طلاق دی ہے ؟ یہ دلالت کرتا ہے کہ دور نبوی میں ایک ساتھ تین طلاق واقع نہیں ہوتی تھی ،

اسی پر قیاس کر کے کہا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے ، انت طالق ثلاثًا) تو اس پر صرف ایک ہی طلاق واقع ہو گی لیکن جب وہ اسی لفظ کو تین بار کہے کہ انت طالق ، انت طالق ، انت طالق تو یہ تکرار طلاق کے مقام

EmaanLibrary.com

کے موافق نہ ہونیکی وجہ سے لغو ہوگی، انتھی "

اور علامہ طحاوی ؒ نے اپنی کتاب " تہذیب الآثار " میں دونوں قول کو نقل کرکے بیان کیا " باب الرجل یطلق امرأتہ ثلاثا معًا " اس شخص کا باب جو اپنی عورت کو ایک ساتھ تین طلاق دے اس کے بعد ابو الصہباء کی حدیث بیان کی پھر کہا کہ ایک قوم اس قول کی طرف گئی ہے۔ کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیدے تو اس پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی، اور یہ بھی ایسی صورت میں واقع ہوگی جب طلاق ایسے طہر میں دی جائے جسمیں جماع نہ کیا ہو۔ اور ان لوگوں نے اس حدیث سے اس پر استدلال کیا۔ اور ان لوگوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک خاص وقت میں خاص صفت کے ساتھ طلاق دینے کا حکم فرمایا۔ تو لوگوں نے اللہ کے حکم کے خلاف طلاق دی اس لئے ان کی طلاق واقع نہیں ہوگی اس بات کو اور اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اگر کسی شخص کو ایک خاص وقت میں طلاق دینے کا حکم دیا جائے اور وہ اس وقت کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں طلاق دیدیا یا اسکو کسی شرط پر طلاق دینے کا حکم دیا جائے اور وہ اس شرط کے خلاف طلاق دے دے اسی طرح کسی شخص کو رمضان میں طلاق دینے کا حکم دیا جائے اور وہ شعبان میں طلاق دے یا اس کو ایک طلاق دینے کا حکم دیا جائے اور وہ تین طلاق دے تو ان تمام صورتوں میں اسکی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ اس نے طلاق حکم کے خلاف دیا۔ پھر دوسرے لوگ جو ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں ان کی دلیلوں کو بیان کیا اور انہوں نے علماء اسلام کے اس طریقہ کے مطابق انکی دلیلوں کا جواب دیا جس کو وہ لوگ اپنے مخالفین کے درمیان انصاف کرنے اور ان کے ساتھ بحث و مباحثہ میں اختیار کرتے

EmaanLibrary.com

تھے ، اور اسمیں جاہل اور ظالم کا راستہ اختیار نہیں کیا کہ وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر بیٹھتا ہے ، اور وہ اپنی دونوں آنکھیں پھیلاتا ہے اور اس میں علم وفہم کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے منصب اور برے ارادے سے کودپڑتا ہے ، اور کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں گفتگو کرنا تاکہ اس کے ذریعے اپنے مدمقابل کو نیچا دکھائے یا اس کو اپنی چرب زبانی اور اسی کی دلیل اس پر پیش کر کے اس کو گفتگو سے روک دے یہ کفر ہے جو گردن زدنی کو واجب کرتا ہے ۔

اور اللہ تعالیٰ ہر کہنے والے کی زبان اور اس کے دل کے پاس موجود ہے ،

طلاقِ سنی اور بدعی کا شرعی حکم

مقنع کے مصنف[۱] نے اپنی کتاب کے باب "سنة الطلاق وبدعته" ج ۳ ص۱۳۶ میں فرمایا کہ طلاق میں سنت یہ ہے کہ عورت کو ایک طلاق ایسے طہر میں دے جس میں اس نے عورت سے جماع نہ کیا ہو پھر اس کو چھوڑ دے یہانتک کہ عدت ختم ہو جائے ، اور اگر مدخولہ کو حالت حیض میں طلاق دیا یا ایسے طہر میں طلاق دیا ، جس میں اس نے عورت سے جماع کیا تھا تو ایسی طلاق بدعت اور حرام ہے لیکن یہ واقع ہو گی ۔ اور اس کا عورت سے رجعت کرنا مستحب ہو گا اور انہیں سے منقول ہے کہ رجعت کرنا واجب ہو گا ، " انتھیٰ "۔

اس مذکورہ قول کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ،

---

[۱] مقنع کے مولف کا نام عبداللہ بن احمد بن قدامہ ہے آپکی بہت سی عظیم الشان تصنیفات ہیں انہی میں سے "عمدہ الفقہ ، مقنع ، کافی ، اور مغنی دس جلدوں میں ہیں آپکی وفات ۶۲۰ھ میں ہوئی ،

EmaanLibrary.com

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۔ (طلاق - ۱)

یعنی اے نبی جب اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو انکی عدت یعنی ایسی طہر میں جس میں جماع نہ کیا گیا ہو طلاق دو اور حیض کی حالت میں طلاق نہ دو عدت شمار کرو۔

جیساکہ اس کی تفسیر صحیحین میں مروی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کرتی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاق دیدی ان کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ وہ عورت سے رجعت کریں اور اس کو چھوڑ دیں یہانتک کہ پاک ہو جائے پھر حائضہ ہو اور دوبارہ جب پاکی حاصل کرلے تو اب اگر چاہے تو اس کو روک رکھے، یا چاہے تو اب اس کو طلاق دیدے، یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس عدت میں عورتوں کو طلاق دی جائے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس عورت کو میرے پاس بھیجدیا، اور اس کو کچھ بھی نہیں سمجھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے، وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ، یعنی عدت کا شمار عدد کے حصر کے ساتھ کرو کیونکہ اس کے نہ جاننے کی صورت میں خطرہ پیدا ہو سکتا ہے چنانچہ شوہر اس دعویٰ کے ساتھ اپنی بیوی سے رجعت کرے کہ وہ عدت میں ہے اسلئے اس کو رجعت کا حق ہے اور عورت یہ دعویٰ کرے کہ اسکی عدت ختم ہوگئی اسلئے شوہر کو رجعت کا کوئی حق باقی نہیں ہے۔ اس طرح دونوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگا، اسی لئے عدت کی تعیین اور شک وشبہہ دور کرنے کے لئے رجعت پر گواہ مقرر کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح طلاق اور رجعت پر بھی گواہ مقرر کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ امر اللہ کے اس

EmaanLibrary.com

قول سے متحقق ہوجاتا ہے ۔ وَاَشْہِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ کہ اپنے میں سے دو عادل شخص کو اس پر گواہ بناؤ، اور امر کا صیغہ وجوب کا مقتضی ہے ۔ اور فقہاء نے فعل کے ذریعہ رجعت کرنے کو صحیح قرار دیا ہے مثلاً شوہر کا بیوی کو چھونا یا اس کو بوسہ دینا یہ فعل مرد کے عورت میں رغبت کرنے پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ عورت کو بیوی تسلیم کرلیتا ہے، بلا شبہ آیت قرآنی پر عمل کرتے ہوئے اور انکار سے بچتے ہوئے رجعت پر گواہ مقرر کرنا افضل ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِہِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ (طلاق - ۱) اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے مطلقہ عورتوں کو (ایام عدت میں) انکے گھروں سے نہ تم نکالو اور نہ وہ خود نکلیں ۔

یہ آیت کریمہ اس پر وضاحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے کہ ہر مطلقہ کیلئے عدت ہے ۔ اور عدت کے درمیان مرد کو عورت سے رجعت کرنے کا حق ہے ، وَلَا یَحِلُّ لَھُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیْٓ اَرْحَامِہِنَّ (بقرہ ۲۲۸) اور ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ اللہ نے ان کے شکم میں پیدا کیا اس کو چھپائیں ، اسکے بعد فرمایا ،، وَبُعُوْلَتُھُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّھِنَّ فِیْ ذٰلِکَ یعنی ان کے شوہر عدت کے درمیان انکو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں ، اور عدت کی تعیین اللہ کے اس قول سے ہوتی ہے فرمایا ۔ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِہِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوْٓءٍ یعنی اپنے تئیں مطلقہ عورتیں تین حیض تک عدت کے زمانے میں انتظار کریں ' رجعت شوہر کا حق ہے کیونکہ رجعت کی امید کی وجہ سے اس کی بیوی کو اس کے گھر میں عدت گذارنے کا حکم دیا گیا ہے ، چنانچہ اس مطلقہ سے رجعت کرنے کو باطل قرار دینا جس کو یہ لوگ مبتوتہ کہتے ہیں صحیح نہیں ہے ۔ کیونکہ ہر مطلقہ کیلئے نفقہ

EmaanLibrary.com

لباس اور سکنیٰ کا حق حاصل ہے اسی طرح مرد کو عدت کے درمیان بیوی سے رجعت کرنے کا حق حاصل ہے، یہ تمام اللہ تعالیٰ کے ان حقوق میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے۔ کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ وہ ان حقوق کو ساقط کرنے کیلئے حیلہ کرے یا ان کے باطل ہونے کا فیصلہ کرے کیونکہ اللہ کا فیصلہ زیادہ مستحکم اور اس کا حکم ہی زیادہ عمل کرنے کے لائق ہے۔

یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں یا چھوٹی لڑکیاں جن کو ابھی حیض نہیں آتا ان پر بھی عدت تین مہینے مقرر کیا، چنانچہ فرمایا "وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ"، یعنی تمہاری مطلقہ عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو چکی ہیں اگر تم کو ان کی عدت میں کسی طرح کا شک وشبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور وہ چھوٹی لڑکیاں جن کو ابھی حیض نہیں آتا، انکی بھی عدت تین مہینے ہے،

یہ عدت شوہر و بیوی کی بھلائی کے لئے مقرر کی گئی ہے اس حیثیت سے کہ عورت شوہر کے گھر میں رجعت کی امید کی بنا پر تین مہینہ عدت گذارے گی، اور اسی کے گھر میں رہے گی، اور عورت پر شوہر کے مال سے خرچ کیا جائے گا، اس چیز کا اعتبار کرکے کہ رجعیہ زوجیت کی مقتضی ہے،

اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا، أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ (طلاق - ۶) مطلقہ عورتوں کو (ایام عدت میں) اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اور انکو تنگ کرنے کیلئے ان کو تکلیف نہ دو، اور انکے اس حق کو باطل نہ قرار دو جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے،

EmaanLibrary.com

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا اور آپ کا فیصلہ حق اور انصاف کا فیصلہ ہے یہ کہ بیوی کیلئے شوہر کے ذمہ نفقہ اور سکنیٰ واجب ہوگا جب شوہر کو بیوی سے رجعت کا حق حاصل رہے اور عدت ختم ہونے کے بعد جب رجعت کا حق باقی نہ رہے تو اس صورت میں شوہر کے ذمہ نان ونفقہ اور سکنیٰ بھی نہ ہوگا یہانتک کہ اگر بیوی اور شوہر میں سے کوئی عدت کے درمیان مرجائے تو باہم ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے،

کتاب فروع،، کے مصنف نے اپنی کتاب ج ۵ ص۳۸ میں بیان کیا کہ اگر کسی رجعیہ عورت، کا شوہر طلاق کی عدت ہی میں مرجائے تو یہ عدت ساقط ہوجائے گی اور وہ اپنے شوہر کی موت کے وقت ہی سے وفات کی عدت گذارے گی کیونکہ عورت اسکی وارث ہوجاتی ہے، پھر فرمایا کہ ہر بیوہ عورت کو صرف نکاح صحیح کی صورت میں وفات کی عدت میں سوگ منانا لازم ہوگا، انتہی،،

کیونکہ طلاق رجعی دی ہوئی مطلقہ عورت، اس کی بیوی تھی اسلئے یہ اللہ تعالیٰ کے اس عام قول میں داخل ہوجائے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا،، وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، (بقرہ - ۲۳۴) اور جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں، مگر اس سے حاملہ عورتیں مستثنیٰ ہیں ۔کیونکہ انکی طلاق کی عدت اور وفات، کی عدت وضع حمل (بچہ جننے) تک ہے خواہ وہ کم مدت ہو یا زیادہ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،، وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق - ۴) اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل (بچہ جننے) تک ہے، یہ سورۂ طلاق کی آیت ہے جو سورۂ بقرہ کے بعد نازل

EmaanLibrary.com

ہوئی ہے ،

صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ سبیعہ اسلمیہ علہ اپنے شوہر کی وفات کے چالیس دن بعد بچہ جنا اس کے بعد انہوں نے پیغام نکاح دینے والوں کیلئے بناؤ سنگھار کیا ان سے ابو السنابل بن بعکک نے کہا کہ تم نکاح نہیں کر سکتی یہاں تک کہ تم پر دو مقررہ مدتوں میں سے سب سے لمبی مدت نہ گزر جائے چنانچہ انہوں نے ابو السنابل کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو آپ نے فرمایا کہ ابو السنابل نے جھوٹ کہا، کیونکہ اب تو حلال ہوگئی جس شخص سے نکاح کرنا چاہے کر سکتی ہے -

(بخاری و مسلم)

اسی لئے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہے میں اس کی ضرور مدد کروں گا ، کہ حاملہ عورت کی طلاق اور شوہر کے وفات کی عدت وضع حمل (بچہ جننا) ہے ، پھر کسطرح سے تم لوگ عورت کی عدت لمبی اور گراں ترین مقرر کرتے ہو - اور آسان اور کم مدت اس کے لئے نہیں مقرر کرتے ،

ہم صاحب مقنع کے مذکورہ قول سے یہ جان چکے ہیں کہ حالت حیض یا ایسے طہر میں جس میں اس نے بیوی سے جماع کیا ہو طلاق دینا بدعت ہے لیکن یہ

علہ سبیعۃ الاسلمیۃ یہ سعد بن خولہ کی بیوی ہیں ان کی وفات مکہ میں فتح مکہ کے سال شنہ میں ہوئی اور رسول اللہ نے ان کے لئے رحم کی دعا اپنے قول سے کی اللھم امض لاصحابی ھجرتھم ولا تردھم علی ادبارھم غیر البائس سعد بن خولہ - اے اللہ تو میرے اصحاب کی ہجرت کو جاری رکھ ان کو پھر میرے پاس نہ لوٹا سوائے تنگدست سعد بن خولہ کے رسول اللہ ان کے لئے رحم کی درخواست کرتے تھے اس طرح

EmaanLibrary.com

طلاق واقع ہو جائے گی، اور شوہر کا اپنی بیوی سے رجعت کرنا مستحب ہے، اور ایک دوسری روایت کے مطابق رجعت کرنا واجب ہے،

اور ہم امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی اس روایت کو بھی جان گئے کہ جب طلاق بدعی طریقہ سے واقع ہو جیسے حالت حیض یا ایسے طہر میں طلاق واقع ہو جس میں بیوی سے جماع کیا گیا ہو یا ایک ساتھ تین طلاق دی جائے تو امام احمد کی ایک روایت کے مطابق اس صورت میں رجعت کرنا واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا یہی آخری قول ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ شروع میں تین طلاق واقع ہونے کا فتوی دیتے تھے پھر تین طلاق کو ایک قرار دے کر اپنے سابق قول سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ میں نے قرآن وحدیث میں غور و فکر کیا تو اس میں صرف طلاق رجعی کو پایا اس سلسلہ میں صحیح بات یہی ہے کیونکہ ایک ساتھ تین طلاق واقع ہونے کی صورت میں نفقہ اور سکنی اور شوہر کا رجعت کرنا ساقط ہو جاتا ہے اسلئے یہ قول باطل ہوگا جس پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں ملتی، اسی طرح ایک لفظ سے یا مختلف الفاظ سے ایک طہر میں ایک ساتھ تین طلاق دینا بھی بدعت ہے، اس کی دلیل نسائی کی وہ روایت ہے جو محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے متعلق خبر دی گئی جس نے ایک ساتھ تین طلاق اپنی بیوی کو دیا تھا، یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے اس حال میں کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، یہاں تک کہ آپ کے غصہ کی زیادتی کو دیکھتے ہوئے

ہے کی انکی وفات مکہ میں ہوا اس کو امام بخاری نے روایت کیا،

EmaanLibrary.com

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا میں اس کی گردن نہ الگ کردوں ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غصہ نہیں کرتے تھے مگر جب اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی ہتک کی جاتی تھی ،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رکانہ کی اس طلاق کو جو ایک مجلس میں تین مرتبہ سے واقع ہوئی تھی رد کردیا چنانچہ اس پر ابو رکانہ غمگین ہو گئے ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ ایک ہی طلاق ہے جاؤ اور اپنی بیوی سے رجعت کرلو ،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ ابو رکانہ نے ام رکانہ کو طلاق دیدیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی سے رجعت کرلے انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو ایک ساتھ تین طلاق دے دی ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ معلوم ہے تم اس سے رجعت کرلو ، اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور امام احمدؒ کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی پھر اس پر غمگین ہوئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی ، اور ابو داؤد نے ایک دوسرے طریقے سے روایت کیا کہ ابو رکانہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتہ دیا اور کہا کہ خدا میں نے صرف ایک ہی طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بیوی کو لوٹادیا ابو رکانہ کی طلاق پر بحث اور طلاق بتہ دی ہوئی عورت کا معاملہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے ، اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے ،

لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام احمد بن حنبلؒ ، امام بخاریؒ اور ابو عبیدؒ نے طلاق بتہ والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ

EmaanLibrary.com

حدیث ثابت نہیں اس حدیث کے تمام راوی مجہول ہیں اسلئے اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں ہوگا، اور یہ بات بھی کہی ہے کہ اہل مدینہ ایک ساتھ تین طلاق کا نام طلاق بتہ رکھتے تھے، شروع کی دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک ساتھ تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی؛

صاحب مغنی نے اپنی کتاب میں دوسری روایت کے بارے میں بیان کیا کہ ایک ساتھ تین طلاق دینا بدعت اور حرام ہے، اسی کو ابوبکر، ابوحفص نے اختیار کیا اور یہی قول حضرت عمر، علی، ابن مسعود، ابن عباس اور ابن عمر سے منقول ہے اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کا بھی یہی مذہب ہے، حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ کوئی شخص سنت کے مطابق طلاق دیکر کبھی ندامت نہیں اٹھا سکتا، اور ایک دوسری روایت میں فرمایا عورت کو صرف ایک طلاق دے پھر اس کو تین حیض تک چھوڑ دے پھر جس وقت چاہے اس سے رجعت کرلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کے پاس کسی ایسے شخص کو لایا جاتا جس نے ایک ساتھ اپنی عورت کو تین طلاق دیدی ہے تو آپ اس کو تکلیف دہ مار مارتے۔ "انتہی"

ایک طلاق دینا ایسے طہر میں جس میں عورت سے جماع نہ کیا گیا ہو اور عورت حائضہ نہ ہو، بالاتفاق یہی شرعی طلاق ہے کیونکہ یہ اللہ کے حکم اور سلف صالحین کے اقوال کے موافق ہے، اور اس میں ندامت نہیں اٹھانی پڑتی اسلئے کہ جب آدمی نادم ہوگا تو اپنی بیوی سے رجعت کرے گا، اگر عدت ختم ہوجانے کی وجہ سے رجعت کا حق ختم ہوجائے تو مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ دوبارہ اس سے نکاح کرلے،

محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق طلاق کا مسئلہ اختیار کرتے تو کوئی بھی شخص اپنے

EmaanLibrary.com

آپ کو بیوی کے پیچھے کبھی نہ لگاتا بلکہ اس کو ایک طلاق دیکر تین حیض گذارنے تک چھوڑ دیتا پھر جب چاہتا اس سے رجعت کر لیتا۔

اور جب کوئی شخص کہے "انت طالق للسنۃ"، اور یہ ایسے طہر میں کہے جس میں اس نے عورت سے جماع نہ کیا ہو اور نہ عورت حالت حیض میں ہو، تو اس صورت میں صرف ایک طلاق واقع ہوگی اسی طرح کسی وکیل کے طلاق دینے سے صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی کیونکہ وہ ایک ہی طلاق دینے کا مالک ہوتا ہے اور یہی طلاق سنی ہے۔

جو شخص طلاق کے مسئلہ میں فقہاء کے نصوص پر غور کریگا وہ پائیگا کہ انمیں سے بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں کے قول کو ان سے بلند ہونے کے باوجود بھی نقل کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے ایک لفظ یا متعدد الفاظ سے ایک طہر میں تین طلاق کے جائز ہونے اور عورت کے اس طلاق کی وجہ سے بائنہ ہونے پر استدلال کیا کہ ایسی عورت شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی مگر اس کی شادی کسی دوسرے شخص سے کردی جائے، باوجودیکہ وہ لوگ اعتراف کرتے ہیں کہ یہ طلاق بدعت اور حرام ہے۔ اور عورت کے بائنہ ہونے کا فیصلہ کرنا اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ — عورتوں کو انکی عدت یعنی طہر میں طلاق دو۔

اور دوسری جگہ فرمایا:-

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ — مطلقہ عورتوں کو انکے گھروں سے تم نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں۔

اور بوڑھی عورتوں کے بارے میں فرمایا:-

EmaanLibrary.com

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُم مِنْ وُجْدِكُمْ " حتی المقدور تم انکو وہیں رکھو جہاں تم رہو،

اور ابو رکانہ کے ایک ساتھ تین طلاق دینے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ اپنی عورت سے رجعت کرلے، اور دوسری جگہ آپ نے فرمایا،

مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا دین نہیں وہ مردود اور باطل ہے۔

یہ تمام احادیث جن سے ان لوگوں نے تین طلاق واقع ہونے کے جواز پر استدلال کیا ہے یہ سب ایسی صریح ہیں جو صحیح نہیں اور ایسی صحیح ہیں جو صریح نہیں اسی طرح سے ان لوگوں نے لعان کرنے والے عویمر عجلانی کی طلاق سے استدلال کیا ہے، حالانکہ اس میں میاں بیوی کے درمیان لعان ہونے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے جدائی ہوگئی تھی، چنانچہ لعان کے بعد ان کا طلاق لغو ہوا، ایسے ہی ابو رکانہ کی طلاق بتہ سے انکا استدلال ہے جبکہ تمام محدثین جیسے امام احمد بن حنبل؄، امام بخاری، اور ابو عبید نے ثابت کیا کہ طلاق بتہ والی حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے تمام راوی مجہول ہیں اسلئے اس سے استدلال کرنا درست نہیں، اسی طرح انہوں نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے استدلال کیا۔ حالانکہ یہ استدلال درست نہیں کیونکہ ان کے شوہر ابو حفص نے رفتہ رفتہ اور جدا جدا تین طلاق دی تھی، یہاں تک کہ آخری تیسری طلاق یمن سے بھیجی تھی اور حضرت فاطمہ نے عدت انکے گھر میں گذاری تھی، اور ان کے شوہر نے ہر اس چیز کو پورا کیا جو ان کے لئے مسنون تھی اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے نفقہ اور سکنی مقرر نہیں کیا۔ یہ

EmaanLibrary.com

بالکل واضح چیز ہے اس میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں، کہ طلاق بتہ کی قبیل سے نہیں بلکہ یہ طلاق شرعی کی قسم سے تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے ایک ساتھ تین طلاق کو جائز قرار دیا ہو. علم کی کمی کے ساتھ مذہب پر شدید تعصب کرنے کی عجیب وغریب بات میں سے وہ بات ہے۔ جس کو کاتب نے امام ابن عربی رحمہ اللہ سے اپنی بحث میں نقل کیا ہے کہ

"تمام علماء اسلام اور احکام شرعیہ کے جملہ ارباب حل وعقد ایک ساتھ تین طلاق پر متفق ہیں اگرچہ بعض لوگوں کے قول کے مطابق وہ حرام ہے اور بعض نے اس کو بدعت قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ طلاق واقع ہوگی، انتہی

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کہیں گے کہ شریعت اسلامیہ کے احکام میں سے کسی حکم کے بارے میں اس کے بدعت اور حرام ہونے کے باوجود علماء اسلام نے گفتگو کی ہو، ہم اسے نہیں جانتے پھر قاضیوں نے اس کے صحیح ہونے اور اس کے واقع ہونے کا فیصلہ کیا ہو مگر صرف یہ طلاق بدعی جو ایک ساتھ تین طلاق دینے سے واقع ہوتی ہے، کیونکہ اس میں طلاق شرعی کے برخلاف تنگی اور دشواری پائی جاتی ہے، اور طلاق شرعی میں آرام آسانی اور کشادگی ہے. چنانچہ وہ لوگ اس مسئلہ میں اس مثل کے مصداق بن گئے،

أَعْطِ صَاحِبَكَ تَمْرَةً فَإِنْ لَمْ يَقْبَلْهَا فَأَعْطِهِ جَمْرَةً،

یعنی تم اپنے ساتھی کو کھجور دو. اگر وہ اس کو قبول نہ کرے تو اس کو انگارہ دیدو،

أَرَادَ اللهُ تَيْسِيرًا وَأَنْتُمْ مِنَ التَّعْسِيرِ عِنْدَكُمْ ضُرُوبٌ

اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور تم لوگوں کے پاس سختی اور دشواری پیدا کرنے کے مختلف راستے ہیں،

EmaanLibrary.com

اور اکابر علماء میں سے ہر ایک طلاق شرعی اور طلاق بدعی کی حقیقت بخوبی جانتا ہے ، لیکن ان میں سے بعض نے طلاق بدعی کو اختیار کیا کیونکہ اس میں عوام پر سختی اور دشواری ہے ، یہ اس چیز میں سے ہے جس میں یہ لوگ جلد بازی کرنا اور کشادگی پیدا کرنا پسند نہیں کرتے ، چنانچہ انکا یہ عمل عوام کے لئے ایک مستقل عقیدہ کی شکل اختیار کر گیا ، اور اسی چیز کو حضرت عمرؓ نے لوگوں پر تین طلاق نافذ کر کے انجام دیا تھا ،

لیکن یہاں ایک دوسرا معاملہ ہے جس کو سمجھ لینا ضروری ہے کہ تمام صحابہ کرام تابعین ، ائمہ اربعہ ، اور اگلے پچھلے علماء کرام غلطی سے محفوظ نہیں تھے ، چنانچہ ان میں سے بعض سے ان کے بیان کئے ہوئے مرجوع قول میں غلطی ہوئی ، یا اجتہادی رائے میں غلطی صادر ہوئی ، اور ان کو اس غلطی پر بھی اجر ملے گا ،

لیکن ان کی غلطی کی حمایت کرنیوالا ، یا انکی رائے کی تقلید کرنیوالا اجر کے حصول میں انکی جگہ پر نہیں ہوگا ، بلکہ اس پر اجتہاد کرنا ، اور حق بات کی تحقیق و تفتیش کرنا فرض ہے یہاں تک کہ وہ اس سے بخوبی واقف ہو جائے پھر اسکو اختیار کر لے ، اور اسی کے مطابق فیصلہ کرے ، کیونکہ عوام کے حق میں تقلید اگرچہ جائز ہے ، لیکن ان بلند پایہ علماء کرام کے حق میں تقلید قطعی جائز نہ ہوگی جنھوں نے اپنی پوری زندگی کتاب و سنت کے سیکھنے میں وقف کر دی کیونکہ علم صحیح و غلط کے امتیاز کے ساتھ دلیل کے ساتھ حق کو پہچاننے کا نام ہے تو جو شخص ان میں سے کچھ جان لے اسے چاہئے کہ اس کو بیان کرے ، اور جو شخص نہ جان سکے تو اسے چاہئے کہ وہ " اللہ اعلم " کہے کیونکہ کوئی عالم دین مقلد کی طرح نہیں ہو سکتا اور تمام علمائے اسلام اور احکام شرعیہ کے حملہ ارباب حل و عقد اس بات پر متفق ہیں کہ جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت واضح ہو جائے اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی کے قول کی وجہ سے اس کو چھوڑ دے

EmaanLibrary.com

چاہے وہ کسی کا بھی قول ہو۔

عدت کا وجوب اور دورانِ عدت رجعت کا جواز

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (بقرہ-۲۲۹)

طلاق صرف دو مرتبہ ہے پھر عورتوں کو بھلائی کے ساتھ نکاح میں رہنے دینا ہے یا حسن سلوک کیسا تھ چھوڑ دینا ہے۔

یہ مذکورہ آیت کریمہ صراحت کرتی ہے کہ ہر مطلقہ کیلئے اس کے مطابق عدت ہے اور عدت کے دوران شوہر اس سے رجعت کر کے اس کو نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ جب وہ اس کو چاہے ورنہ تیسرے حیض کے غسل سے فارغ ہونے کے بعد اس کو رخصت کردے،

یہ اور اس جیسی آیتیں ہر مطلقہ کے لئے عدت کے واجب ہونے کے سلسلہ میں وارد ہیں کہ عورت اس عدت میں انتظار کرے گی تاکہ شوہر غور و فکر کر کے یا تو رجعت کر کے اس کو اپنا لے یا اس کو جدا کردے تو جب تیسرے حیض سے غسل کر کے فارغ ہو جائے گی۔ تو بائنہ ہو جائیگی اور پھر وہ شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی،

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ فرمایا

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ	یعنی ان کو بھلائی کے ساتھ نکاح میں رہنے
بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا	دو یا ان کو بطریق شائستہ رخصت کردو اور
لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ	اس نیت سے ان کو نکاح میں نہ روک
فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا	رکھو، کہ انہیں تکلیف دو۔ اور ان پر

EmaanLibrary.com

آیاتِ اللہ ھُزُوًا ۔ | زیادتی کرو اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ اور خدا کے احکام کو ہنسی مذاق نہ بناؤ۔

(بقرہ: ۲۳۱)

اس کی بہترین مثال سورۂ طلاق کی یہ آیت ہے۔

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

(طلاق - ۲)

پھر جب وہ اپنی میعاد کے قریب پہونچ جائیں تو یا تو ان کو اچھی طرح سے (زوجیت میں) رہنے دو، یا اچھی طرح سے جدا کردو، اور اپنے میں سے دو منصف مردوں کو گواہ کر لو، اور تم لوگ خدا کے لئے درست گواہی دینا ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے

اللہ کے قول فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ کا مطلب یہ ہے کہ تیسرے حیض کے آنے کے وقت جب اس کی عدت ختم ہونے کے قریب ہو اور اس کے بعد وہ حائضہ نہ ہو تو اس وقت مرد رجعت کرکے اس کو نکاح میں رکھنے یا تیسرے حیض سے غسل تک عدت پوری ہوجانے کے وقت تک اس کو چھوڑنے کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے تو جب عدت ختم ہوجاتی ہے تو اس پر وہ حرام ہوجائے گی اور دوسرے مردوں کے لئے حلال ہوگی یہ آیتیں ثابت کرتی ہیں۔ کہ ہر مطلقہ کیلئے عدت مقرر ہے جس میں وہ انتظار کرے گی اور شوہر کے لئے حتمی طور پر عورت سے رجعت کرنا دوران عدت میں جائز ہے، اس لئے کہ شریعت اسلامیہ میں عدت اور رجعت کے بغیر طلاق بائن نہیں ہوتی، چنانچہ ایک ساتھ تین طلاق کے لازم

EmaanLibrary.com

کرنے اور اس کی وجہ سے عورت کے بائنہ ہوتے کا فیصلہ کرنا جس میں کوئی رجعت اور نان نفقہ اور سکنی نہ ہو یہ فیصلہ آیات قرآنی کو مذاق بنانے کی قبیل سے ہے

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ — کیا وہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور یقین رکھنے والی قوم کے لئے اللہ سے بہتر فیصلہ کس شخص کا ہو سکتا ہے۔

علماء دین میں سے مقلدین نے ان احکام کو شریعت اسلامیہ کے منسوخ کئے گئے احکام میں شمار کیا اور تین طلاق سے واقع ہونے والی طلاق بدعی کو کمزور عورت پر نازل ہونے والی مصیبت اور سزا کے قبیل سے بنا یا اس طرح سے کہ اس کے ذریعہ اس کو حلال قرار دیا جاتا ہے پھر بغیر کسی احترام و تکریم اور کسی رحمت و محبت اور بغیر کسی عدت کے اس کو اس کے گھر والوں کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیتیں نازل کیں تاکہ اس کے مطابق عمل کیا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔ — یعنی یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں تم ان حدود سے تجاوز نہ کرو اور جس شخص نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ تم نہیں جانتے شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کر دے، " واللہ اعلم "

لیکن غیر مدخولہ کی طلاق کی صورت میں اس پر کوئی عدت نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَكَحْتُمُ — اے مومنو، جب تم مومن عورتوں سے نکاح

EmaanLibrary.com

الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ	کرکے ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے ان کو طلاق
قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ	دیدو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ ان سے عدت
عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا	پوری کراؤ انکو کچھ فائدہ (خرچ) دیکر اچھی
فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا	طرح سے رخصت کردو ۔
جَمِيْلًا (احزاب: ۴۹)	

اور اگر اس کے لئے نکاح میں مہر مقرر کی گئی ہو تو یہ اس مقررہ مہر کے آدھے کی مستحق ہوگی ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ	اور اگر تم لوگ عورتوں کے پاس جانے سے
تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ	پہلے ان کو طلاق دیدو ۔ لیکن مہر مقرر کرچکے ہو
فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا	تو مقررہ مہر کا آدھا دینا ہوگا ہاں اگر عورتیں
اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ	اس کو معاف کردیں یا وہ مرد معاف کردے
عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ: ۲۳۷)	جس کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے ۔

لیکن اگر عقد کے بعد اس نے اس کے ساتھ خلوت کی ہے ۔ تو عورت پوری مقررہ مہر کی مستحق ہوگی ، چنانچہ خلفائے راشدین نے فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص پردہ لٹکائے اور دروازہ مقفل کردے اور اپنی عورت کے ساتھ اس میں تنہا رہے تو اس صورت میں اس پر پوری مہر ادا کردینی واجب ہوگی ،

❊ ❊ ❊ ❊ ❊

EmaanLibrary.com

عقد نکاح اور اثبات طلاق کے آداب

بیشک یہ انتہائی ضروری ہے کہ ایک ایسی کمیٹی مقرر کرلی جائے جس میں لوگ عقد نکاح یا اثبات طلاق کے لئے جمع ہوں، اور اس کی سربراہی وہ فقہاء حضرات کریں جو نکاح اور طلاق کے احکام سے بخوبی واقف ہوں اور ذاتی طور پر حقیقت علم کو پالینے اور اس کے لئے کوشش پیہم کرنے سے معرفت میں ایک خاص ملکہ حاصل ہوتا ہے۔

عقد نکاح اثبات طلاق کے بہ نسبت ہم پر زیادہ آسان ہے کیونکہ نکاح سے ہر خاص و عام واقف ہوتا ہے اسلئے کہ نکاح ایجاب وقبول، ولی، دو عادل گواہ اور مانع چیزوں یعنی عورت کے طلاق کی عدت سے نکلنے کے صحیح ہونے اور شادی کرنے کے لئے اسپر جبر کرنے کے زائل کرنے کے ارد گرد گردش کرتا ہے۔ لیکن اکثر علماء وعوام پر مشتبہ مسئلہ طلاق اس کے آداب کی کیفیت، اس میں حرام وحلال کے متعلق ہوتا ہے، اسلام نے اگرچہ طلاق کو شوہر کے حقوق میں سے ایک حق مقرر کیا ہے لیکن اس کو مطلق حق نہیں قرار دیا کہ شوہر جب اور جس وقت چاہے طلاق دیدے بلکہ اس کے لئے کچھ ضوابط مقرر کئے گئے ہیں جب شوہر ان کی رعایت کرتے ہوئے طلاق دیگا تو وہ طلاق بطور مباح واقع ہوگی اور اس میں گناہ نہیں ہوگا، لیکن جب طلاق دینے میں ان تمام ضوابط یا ان میں سے کسی بھی ضابطہ کی رعایت نہیں کی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

فقیہ پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کو طلاق کی اس کیفیت کو بتائے جس کا لحاظ کرنا ان کے لئے ضروری ہے جب طلاق دینے کی ضرورت ان کو پیش آئے،

EmaanLibrary.com

(۱) طلاق بغیر کسی ضروری سبب کے دینا یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مکروہ امر میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں کے درپے ہونے سے منع فرمایا ہے، جب معاملہ درست ہو اور ان کے کام اچھے ہوں، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا — پھر اگر وہ فرمانبردار ہو جائیں تو ان کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کرو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ — اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

اگر کوئی اپنی بیوی کو ایسے سبب سے طلاق دیدے جو سبب طلاق کا متقاضی نہ تھا تو وہ گنہگار ہوگا، لیکن جو طلاق اس نے دی ہے اس کا شرعی طور پر اعتبار کیا جائے گا،

(۲) شوہر کو یہ بات بتائی جائے کہ اس کے لئے اپنی بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح کسی فقیہ اور طلاق نامہ لکھنے والے کے لئے حلال نہیں ہے کہ اس طرح کی طلاق کو ثابت کرے کیونکہ اس صورت میں گناہ میں اس کا یہ بھی شریک ہوگا بلکہ یہ شوہر سے کہے کہ طلاق کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ عورت حائضہ ہو کر پاکی حاصل کر لے۔

(۳) طلاق دیتے کے وقت بیوی حائضہ نہ ہو، کیونکہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔ اور ایسی طلاق کا ثابت کرنا اور اس پر گواہ بننا حلال نہیں یہاں تک

EmaanLibrary.com

کہ عورت کا حیض ختم ہو جائے تو طہر میں طلاق دے،

(۴) ایک ساتھ تین طلاق دینا جائز نہیں ہے خواہ ایک لفظ سے ہو، یا متعدد الفاظ سے، اسی طرح فقیہ پر واجب ہے کہ وہ ایسی طلاق کو ایک طلاق ثابت کرے،

اس طرح کی طلاق کو ثابت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کہے کہ فلاں تاریخ دن، سال کو فلاں بن فلاں میرے پاس آیا اور مجھ سے اپنی بیوی فلانہ بنت فلاں کے طلاق کو سننے کی درخواست کی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک لفظ یا متعدد الفاظ سے تین طلاق دی ہے. میں نے شرعی حکم کے مطابق اس کو بتایا کہ یہ کتاب وسنت سے ایک طلاق واقع ہوگی. اور اسی طرح میں نے اس کو بتایا کہ اس کی بیوی رجعیہ ہوکر پہلے ہی کی طرح اس کے پاس رہے گی اور یہ بغیر کسی ممانعت کے اس کی طرف دیکھ سکتا ہے، اور وہ جب تک عدت میں رہے گی، اس کا نان نفقہ اس کے ذمہ ہوگا،

پھر اگر دوسری طلاق ایسے طہر میں دی جس میں جماع نہیں کیا تھا تو یہ دو طلاق ہو گئی، اب وہ غور وفکر کرے اگر اس کو روکنے کی رغبت ہو تو اس سے رجعت کر کے اسکو روک رکھے اور اس کی رجعت پر گواہ مقرر کرنا افضل ہے. اور رجعت کے بعد بیوی طلاق سے پہلے جس طرح رہتی تھی اسی طرح اس کے پاس رہے گی، یہاں تک کہ جب اس کو تیسرا حیض آئے اور وہ اس سے غسل کر کے فارغ ہو جائے تو اس پر حرام ہو جائے گی، اور اس سے جدا ہو جائے گی،

لیکن اگر وہ اس پر نادم ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس سے عقد ثانی کر لے، لیکن جب اس کو تین طلاق دیدیا ہو تو اس کے لئے یہ حرام ہوگی جب

EmaanLibrary.com

تک کہ کسی دوسرے شخص سے شادی نہ کرلے ،

ان تمام مذکورہ احکام کا سیکھنا عوام کو ضروری ہے تاکہ وہ شرعی طلاق کے احکام سے بخوبی واقف ہوجائیں اور اسپر عمل پیرا ہوجائیں ،

پھر اس قانون سازی کی حکمت یہ ہے کہ طلاق کے وقوع سے دانشمند قانون ساز بچانا چاہتا ہے اور میاں بیوی کو حالت زوجیت پر برقرار رکھنا چاہتا ہے ۔ جب تک ممکن ہو ، اسلئے کہ جب شوہر طلاق دینے کا ارادہ کرے اور شارع اس کو حالت حیض یا ایسے طہر میں جس میں اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو ، طلاق دینے سے روک دے ،

اور اس سے حیض کے ختم ہونے تک انتظار کرنے کا مطالبہ کرے پھر وہ اس طہر کو پائے جس میں اس نے جماع نہیں کیا ، تو اس کے درمیان ایک لمبی مدت پاتا ہے جس میں وہ اس عظیم معاملہ پر غور وفکر کرتا ہے ، جس کو عنقریب ، وہ انجام دینے والا تھا ، اور کبھی کبھی اس مہلت کی وجہ سے طلاق دینے سے باز آجاتا ہے ، اور حالت زوجیت پر برقرار رہ جاتا ہے ، رشتہ منقطع ہونے اور اختلاف پیدا ہونے کی جگہ اتفاق ومحبت لے لیتی ہے ، اسی سبب سے رشتہ زوجیت محفوظ ہوجاتا ہے ، اور خاندان باہم جدائی اور رسوائی کے طلاق میں جلد بازی کرنے اور اس میں کشادگی پیدا کرنے کی کراہیت کو جائز قرار دینے سے محفوظ ہوجاتا ہے ۔

بیشک وہ طلاق جس کا سننا اور ثابت کرنا جائز ہے یہ وہی طلاق ہے جس کو شوہر اپنی بیوی کو بطور سنت دے یا اس کو ایسے طہر میں جس میں جماع نہ کی گئی ہو ، صرف ایک طلاق دے جبکہ عورت حائضہ بھی نہ ہو ، یہ طلاق رجعی ثابت ہوگی ، اسطرح سے کہ شوہر اور بیوی دونوں کو یہ بتایا جائے کہ یہ دونوں

EmaanLibrary.com

عورت کے پہلے حیض آنے کے وقت تک انتظار کریں پھر اگر دوسری مرتبہ اس کو طلاق دیا تو یہ جائز ہوگا، اور دو طلاق شمار کی جائیگی پھر اس کو اختیار ہے چاہے تو اس سے رجعت کرکے بھلائی کے ساتھ اس کو اپنے نکاح میں رہنے دے، اور رجعت پر گواہ بنانا افضل ہے تو رجعت کی صورت میں اس کی بیوی پہلے ہی کی طرح اس کے پاس رہے گی اور اگر اس کو چھوڑ دے اور تیسرے حیض کے وقت تک اس سے رجعت نہ کرے، تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی اور عورت اس پر حرام ہوگی، لیکن اگر اس کو طلاق دینے پر وہ شرمندہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ عقد ثانی کرے لیکن اگر اس کو تین طلاق دے دیا تو یہ عورت اس کے لئے بغیر کسی دوسرے شخص سے شادی کئے حلال نہیں ہوگی اور دوسرے شخص سے یہ شادی رغبت کے طور پر کرے گی حلالہ کے طور پر نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

اگر شوہر نے بیوی کو تیسری طلاق دے دی تو عورت اس کے لئے حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ پہلے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے شادی نہ کرے،

اور یہ تیسری طلاق کی وجہ سے اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس نے اپنے اور اپنی بیوی کے ملنے کے درمیان دروازہ بند کرلیا،

شیخ محمد ابو زہرہؒ نے اپنی کتاب "الاحوال الشخصیۃ" صـ۳۵۷ میں بیان کیا کہ لفظ ثلاث سے متعدد طلاق یا ایسے اشارہ سے جو تین طلاق سے متصل ہو یا ایک مجلس میں پے در پے تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی کیونکہ طلاق

EmaanLibrary.com

شرعی یہ ہے کہ شوہر ایسے طہر میں جس میں اس نے بیوی سے جماع نہ کیا ہو، اور نہ بیوی حائضہ ہو، ایک طلاق دے اور جب یہ سنت کی مخالفت کرتے ہوئے دو یا تین طلاق ایک ساتھ دے تو اس پر شریعت کے حکم کے مطابق طلاق کا نفاذ ہوگا، اور وہ ایک طلاق ہے اور باقی لغو قرار دیدی جائے گی، نیز طلاق جیسا کہ اس آیت میں صراحت ہے "الطلاق مرتان"، مختلف مرتبہ دی جائے گی اور ایک مرتبہ تین یا دو طلاق دینا صحیح نہیں ہوگا، تو اگر ایک مرتبہ انت طالق ثلاثا کہے یا تین مرتبہ انت طالق انت طالق انت طالق کہے تو صرف ایک ہی طلاق پڑے گی، اور بقیہ لغو قرار دیدی جائے گی، اور اس سے زیادہ جتنی بھی طلاق دی جائے گی سب لغو اور باطل ہے، جس کی طرف توجہ نہیں دیجائے گی،

مصر میں ۱۹۲۹ء میں ایک قانون نمبر ۲۵ وضع کیا گیا جس پر عمل کیا گیا اور اس قانون نے موجودہ حالت کی اس طور پر اصلاح کی کہ متعدد طلاق کو ایک ہی شمار کیا جانے لگا،

اور یہی سلف صالحین کے ایک گروہ کا مذہب ہے جس کی اتباع بعض فقہاء نے کی، اور اس جماعت نے اس تین طلاق کے حکم کی صراحت کی کہ تین طلاق ایک لفظ سے یا اشارہ سے صرف ایک ہی واقع ہوگی، جیسا کہ آج بھی اکثر عرب دنیا کے ملکوں نے اس کو اپنایا ہے، یعنی ایک لفظ سے تین طلاق کو ایک ہی شمار کیا جائے گا،

طلاق دینے کے مسئلہ میں شرعی فیصلہ کا مقصد طلاق دینے والے پر آسانی پیدا کرنا ہے سوائے اس طریقہ کے جس کو قرآن نے بیان کیا ہے، چنانچہ متعدد طلاق ایک لفظ کے ساتھ یا ایک مجلس میں پے درپے تین طلاق کو ایک ہی طلاق

EmaanLibrary.com

شمار کیا جائے گا ،

خاتمہ

میں اپنی یہ کتاب علماء اسلام ، قضاۃ اور حاکموں کے لئے پیش کرتا ہوں ان پر میری جانب سے سلام عرض ہو ، بیشک بغور سننے کا فائدہ اتباع کرنے میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو دینی باتوں کو بغور سنتے ہیں اور ان میں سے سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں ، کیونکہ ایسی تو بات کا کہنا جس پر عمل نہ کیا جائے نفع بخش نہیں ، بیشک علماء کرام تمام احکام شرعیہ اور حرام و حلال کے جملہ مسائل میں عوام کے قائد و پیشوا ہیں ،

بیشک جب ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہم قرآن و سنت کی اتباع کرنے والے ہیں ، بدعتی نہیں ہیں اور ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرنے والے اور اس کی ممنوعہ چیزوں سے بچنے والے ہیں اور ہم ان احکام کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کی زبانی مشروع قرار دیا اور ہم ان کے مطابق عمل کرتے ہیں تو ہم پر واجب ہو جاتا ہے کہ ہم اس طلاق بدعی کو جو انسانی شریعت میں سے ہے رد کر کے طلاق شرعی کو اختیار کریں کیونکہ اللہ کا فیصلہ عمل کرنے کے زیادہ لائق ہے اور اسی کے حکم کو نافذ کرنا بہتر ہے ۔

بیشک تمام عوام و خواص نے طلاق بدعی کو اختیار کر لیا یہانتک کہ طلاق شرعی کو وہ لوگ جانتے بھی نہیں ، مزید برآں یہ کہ بعض ممالک کے علماء ، طلاق شرعی کے نفاذ سے روکتے ہیں اور لوگوں پر طلاق بدعی کو نافذ کرتے ہیں چنانچہ جب شوہر اپنی بیوی کو تین طلاق ایک لفظ یا متعدد الفاظ سے دیتا ہے اور کبھی یہ ایسے

EmaanLibrary.com

طہر میں واقع ہوتی ہے جس میں عورت سے جماع کی گئی ہو یا عورت حائضہ ہو، تو یہ علماء اس کو نافذ کر دیتے ہیں اور اس طلاق کو طلاق بائن قرار دے کر عورت کو شوہر کے لئے حرام قرار دیتے ہیں یہانتک کہ عورت پہلے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے، اور یہ لوگ اس طلاق شرعی کے مطابق فیصلہ کرنے سے روکتے ہیں جو طلاق لفظ ثلاث سے ایسے طہر میں واقع ہو جس میں جماع نہیں کیا گیا، اور نہ عورت حائضہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے ایک ہی طلاق شمار کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورکانہ کی طلاق کے متعلق یہ فیصلہ کیا تھا جب انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی تھی، اور اس پر وہ غمگین ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک طلاق ہے اپنی بیوی سے رجعت کرلو، بیشک منجملہ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ چیز ہے، چنانچہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ "

حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے،

لیکن بہرحال بعض شر بعض سے زیادہ رسواکن ہوتے ہیں اور شارع حکیم نے رشتۂ ازدواج کو برقرار رکھنے کی مصلحت اور اس میں جلدبازی سے کام لینے اور کشادگی پیدا کرنے کے اندیشہ سے طلاق کے راستوں کو تنگ کر دیا، اسلئے علماء پر واجب ہے کہ وہ عوام کو طلاق شرعی کے آداب سکھائیں اور ان کو یہ بتائیں کہ جب طلاق دینا ضروری ہو تو صرف ایک طلاق ایسے طہر میں جس میں جماع نہ کیا گیا ہو دی جائے جبکہ عورت حائضہ نہ ہو اور عورت اسی کے گھر میں مطلقہ رجعیہ ہو کر

EmaanLibrary.com

برقرار رہے گی، کیونکہ رجعت کو اللہ تعالیٰ نے نماز اور روزہ کی طرح فرض قرار دیا ہے، تو جب شوہر اپنی بیوی کو ایک لفظ سے تین طلاق دے یا ایک ہی طہر میں تین طلاق دیدے تو اسے ایک طلاق شمار کی جائے گی، اور عورت کو اپنے گھر سے نہیں نکالے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ	اے نبی! (مسلمانوں سے کہدو کہ) جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے، اور ان کو گھروں سے تم نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں

اسی وجہ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ طلاق ہر طہر کے شروع میں دی جانی چاہئے اور ہر مطلقہ کے لئے ایک عدت مقرر ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:-

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ	اور مطلقہ عورتیں اپنے تئیں تین حیض تک انتظار کریں اور ان کے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ اللہ نے ان کے شکم میں پیدا کیا ہے ان کو چھپائیں اگر وہ خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہر دوران عدت ہی میں ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اور شوہر کے لئے کوئی مانع اور حرام نہیں کہ وہ اپنی بیوی کے چہرے کی طرف

EmaanLibrary.com

پہلے کی طرح دیکھے بلکہ رجعت کی امید کی بناء پر عورت کا بناؤ سنگھار کرنا بھی جائز ہے اگر شوہر پہلی طلاق کے بعد ایام عدت میں رجعت کا ارادہ کرے چاہیے یہ ایک طلاق ایک لفظ یا متعدد الفاظ سے واقع ہو یا ایک ہی طہر میں تین طلاق واقع ہوئی ہو اور شوہر کیلئے مناسب بات یہ ہے کہ رجعت پر گواہ مقرر کرلے جیسا کہ وہ طلاق پر گواہ مقرر کرتا ہے۔

یہی وہ طلاق شرعی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر رحم کرتے ہوئے بطور مصلحت مشروع قرار دیا، اور اسی طلاق میں کشادگی اور آسانی پیدا کی اور پریشانی سے بچنے کا راستہ متعین کیا اور اسی میں انسان کی بھلائی ہے،، لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا "تم نہیں جانتے شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کردے، اور یہی وہ آسانی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کے ساتھ کرنے کا ارادہ کیا فرمایا:۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ — اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے۔ تمہارے ساتھ سختی کا ارادہ نہیں کرتا۔

اس طریقہ پر جو طلاق دی جائے اس کا نام طلاق رجعی اور مطلقہ کا نام رجعیہ ہوگا، لیکن بدعی طلاق اس صفت پر ہے جس کو بعض قاضی نافذ کرتے ہیں اور لوگوں پر اس کا فیصلہ کرتے ہیں جب لوگوں میں سے کوئی اپنی بیوی کو ایک لفظ یا متعدد الفاظ کے ساتھ ایک طہر میں تین طلاق دیدیتا ہے تو یہ لوگ اس کو نافذ کر دیتے ہیں اور طلاق بائن ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں جس کے سبب سے اس کی بیوی اس کے لئے بغیر دوسرے مرد سے شادی کئے حلال نہیں ہوگی، اللہ کی ذات اس سے پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے اور اس طلاق بتہ کے نافذ کرنے

EmaanLibrary.com

سے بے شمار نقصانات اور بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور اس میں اس عدت کا بطلان لازم آتا ہے جس کو شریعت نے مقرر کیا تاکہ شوہر اس کے درمیان اپنے معاملہ پر غور وفکر کر کے کوئی حتمی فیصلہ کر سکے، یہاں تک کہ اگر وہ رجعت کرنے کا ارادہ کرے تو بغیر ولی اور عقد ثانی کے آسانی کے ساتھ رجعت کر سکے، اور عدت کی مشروعیت کا مقصد بھی یہی ہے، عورت کے رحم کی برأت کا علم صرف ایک ہی حیض سے ہو جاتا ہے اور اس ظالمانہ فیصلہ سے عدت اور رجعت کا بطلان ہوتا ہے جس کو نافذ کرنے سے لوگوں کو دشواری اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ — اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملہ میں تم پر تنگی نہیں پیدا کی،

تو پھر اس طرح کا فیصلہ کر کے لوگوں پر سختی کیونکر کیجاتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور وہ تم پر سختی کرنے کا ارادہ نہیں کرتا،

اَرَادَ اللّٰهُ تَيْسِيْرًا وَاَنْتُمْ مِنَ التَّعْسِيْرِ عِنْدَكُمْ ضُرُوْبٌ

اللہ نے آسانی کرنے کا ارادہ کیا اور تم لوگوں کے پاس سختی کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔

جان لو کہ بعض علماء کی عقل میرے مذکورہ قول کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں کیونکہ انکا خیال ہے کہ میرا یہ قول پہلے کے علماء کے قول کے خلاف ہے اور اس اعتقاد کے مخالف ہے، جو عوام اور علماء میں پایا جاتا ہے اور یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں کیونکہ بعض سنن صحابہ کرام اور ان کے بعد ائمہ کرامؒ پر بھی مخفی تھیں چہ جائیکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں پر یہ مخفی نہ رہیں چنانچہ ائمہ کرام اور صحابہ کرام سنن کے مخفی ہونے کے باعث ان کے خلاف فیصلہ کر دیتے تھے، پھر جب حق بات واضح

EmaanLibrary.com

ہو جاتی تو پہلے فیصلہ سے رجوع کر لیتے تھے کیونکہ تمام علوم کا احاطہ کر لینا کسی بھی شخص کیلئے ممکن نہیں انسان علم کی بلند ترین منزل پر پہونچ جائے پھر بھی اس کو کچھ چیزیں معلوم ہونگی اور کچھ چیزیں اس کی دسترس سے باہر ہوں گی ،

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام " رفع الملام عن الائمۃ الاعلام " رکھا ، اس میں بعض ان سنن کی طرف اشارہ کیا ہے ، جو صحابہ کرام اور ائمہ عظام پر مخفی تھیں اور جب یہ حضرات اس کے خلاف فیصلہ کرتے تھے تو معذور رہتے تھے ، کیونکہ یہ سنن ان کو کسی صحیح طریقہ سے نہیں پہونچ سکیں کہ ان کے نزدیک یہ حجت بنتیں ، چنانچہ یہ لوگ اپنے اجتہاد کے موافق اس کے خلاف فیصلہ کر دیتے تھے ، کیونکہ یہ لوگ مجتہد تھے ، اور مجتہد اگر حق بات کو پالے تو دوگنا ثواب پائے گا ، اور اگر اجتہاد میں غلطی سرزد ہو جائے ، پھر بھی وہ اجر کا مستحق ہوگا ، جب کسی انسان کا علم قرآن ، حدیث اور تفسیر میں راسخ اور پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو بحث و تحقیق کی وسعت اور پوشیدہ مسائل کو ان کے مقام سے استنباط کرنے کی حکمت کا ایک حصہ عطا کیا جاتا ہے ، اس طرح سے کہ وہ ان مخفی مسائل کو پوشیدگی اور پیچیدگی کی جگہ سے واضح صحیح اور درست دلیلوں کے ساتھ منظر عام پر لاتا ہے ، اور اسکی رائے اور فہم متقدمین کی عبارتوں پر منجمد نہیں ہوتی تو وہ اس صورت میں ہمارے عذر کے لئے کشادگی پائے گا ، اور غیر معروف مقامات میں سے کسی مقام میں جس کو ہم نے اختیار کیا ہے ، اس کو ہماری طرف سے ملامت نہیں ہوگی ،

ہمارا یہ کلام اچھائی اور عمل کرنے کے لائق فعل پر محمول کیا جائے گا ، اس لئے کہ شریف فقیہ پر ضروری ہے کہ اصول شرعیہ میں سے بعض کو بعض کے ساتھ ملائے

EmaanLibrary.com

چنانچہ وہ ایک چیز کو دوسری چیز سے خاص کرے اور ایک مثال کو دوسری مثال پر قیاس کرے، اور غریب معنیٰ کو اس اصل معنیٰ سے ملائے جو اس سے قریب ہو، اور اس کے مرادی معنیٰ پر دلالت کرتا ہو ملائے،

میں نے اس مسئلہ کو صحیح، درست، اور مشہور دلیلوں کے ساتھ واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، جس کو عقلیں قبول کرلیں اور علماء کرام اس کو اختیار کرلیں اس کا اعتبار کرتے ہوئے کہ اجتہاد کا دروازہ جزئیات کے سلسلہ میں ابھی کھلا ہوا ہے،

واللہ اعلم

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن زید آل محمود

رئیس المحاکم الشرعیہ والشئون الدینیہ

قطر

EmaanLibrary.com

اخراجات نکاح میں میانہ روی اور سہولت کو ملحوظ رکھنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ۔
اَمَّا بَعْدُ !

بیشک اللہ سبحانہ نے جب آدم کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کو مٹی سے پیدا کیا اور اس کو "کُنْ" کے حکم سے پیدا کیا تو وہ ایک صحیح، درست، اور تنہا انسان بن گئے اور ان کے علاوہ دنیا میں کسی انسان کا وجود نہیں تھا، چنانچہ یہ جنگلات میں گھومتے تھے اور تنہائیوں میں وحشت محسوس کرتے تھے، ان کو قرار نہ تھا اور نہ ان کے پاس کوئی بیوی اور کوئی گھر تھا، جس میں وہ سکونت اختیار کرتے، اسی اثناء میں ایک روز سو کر بیدار ہوئے تو حضرت حواء کو پایا جو آپ کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئی تھیں، چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ سکونت اختیار کی اور ان سے انسیت پیدا کی اور انسان اپنے غیر سے مانوس ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا نام انسان رکھا گیا کیونکہ انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ

(روم - ۲۱)

اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے عورتیں پیدا کیں۔ تاکہ ان کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت و رحمت پیدا کی بیشک ان میں غور سے باتوں کو سننے والے لوگوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

EmaanLibrary.com

یہ آیت کریمہ جس چیز پر دلالت کرتی ہے اسی پر یہ صحیح حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ أَعْوَجَ وَإِنَّ أَعْوَجَ مَا فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا (رواہ مسلم)	بیشک عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہے۔ اگر تو اس سے فائدہ حاصل کرے۔ تو اس کی کجی کے ساتھ اس سے فائدہ حاصل کر اور اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے تو اس کو توڑ بیٹھے گا۔ اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بھی یہی مفہوم ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا	اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے عورتیں پیدا کیں تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو

عورت مرد کے لئے تسکین و تسلی کا باعث اور نعمت ہے۔ جس سے مرد کو محبت، مسرت و شادمانی اور زندگی کا لطف حاصل ہوتا ہے اور یہ مرد کے رنج و غم کو بانٹتی ہے، اور عورت کے لئے مرد معزز بادشاہ اور سردار ہوتا ہے، چنانچہ محتاج اور مجبور شخص وہی ہوتا ہے جس کے پاس بیوی نہ ہو۔

اور شادی سے مجرد لوگ زندوں میں سب سے ذلیل اور مردوں میں سب سے بدترین لوگ ہوتے ہیں اسی طرح سے مرد بھی عورت کے لئے شرافت اور نعمت کا باعث ہوتا ہے اور اس کی کمزوری کے مقام کو بلند کرتا ہے اور

EmaanLibrary.com

اس کی وحدت کے بازو کو پھیلاتا ہے اور اس کے نفقہ اور ضروریات کو پوری کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے، اور اس کو اپنے گھر اور خاندان کی ملکہ اور بیٹے اور بیٹیوں کی ماں بنا دیتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً — اور اللہ تعالیٰ نے تم میں محبت اور مہربانی پیدا کی،

بیشک سب سے زیادہ خوشی کی چیز میاں بیوی کے درمیان محبت والفت کا پیدا ہونا ہے کیونکہ یہی محبت والفت شادی کی اصل کامیابی ہے، اسطرح سے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرنے لگیں اور ایک دوسرے کی عزت کریں اور دونوں پاکیزہ اور بلند ترین اخلاق کے ساتھ ایک خوشگوار اور پر لطف زندگی گذاریں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی یہی مراد ہے،

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً — کہ اللہ نے تمہارے درمیان محبت و الفت پیدا کر دی،

کبھی ایک شخص کے اندر محبت کا جذبہ ہوتا ہے لیکن رحم کے جذبہ سے وہ عاری ہوتا ہے، جیسا کہ بعض سنگدل ظالم لوگوں کے اخلاق میں یہ بات پائی جاتی ہے ان میں سے ایک شخص اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتا ہے، لیکن اس کے ساتھ دشمن کا معاملہ رکھتے ہوئے اس کو مارتا ہے اس کو گالی دیتا ہے اور لعن وطعن کے ساتھ ماں اور باپ کو بھی برا بھلا کہتا ہے اور کبھی کبھی اس کو محنت طلب کام پر لگا دیتا ہے اور نفقہ اور لباس وغیرہ جو واجب ہیں اس میں تنگی کرتا ہے یہانتک کہ وہ اپنی بد حالی اور سخت ضرورت سے مجبور ہو کر اپنے گھر کے لوگوں سے خرچ طلب کرتی ہے۔

EmaanLibrary.com

اور کبھی اس کے اوپر ایک اور بیوی رکھتا ہے اور اس کا نفقہ اور اس کے بال بچوں کا نفقہ اور اس سے تعلق منقطع کر لیتا ہے، یہاں تک کہ وہ معلقہ عورت (وہ عورت جس کا شوہر لاپتہ ہوگیا ہے) کی طرح اس کے پاس رہتی ہے نہ یہ شوہر والی ہوتی ہے۔ اور نہ مطلقہ ہوتی ہے، چنانچہ ایسے لوگوں کو ہی لوگوں میں سب سے ذلیل اور ان میں سب سے بدترین لوگ قرار دیا گیا جن کی فطرت خراب ہوگئی اور جن کے خیالات فاسد ہوگئے، ان کے پاس اخلاق، انفاق، شرافت وعزت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کبھی رحمت پیدا کرتا ہے اور ان کے درمیان محبت نہیں پیدا کرتا جیسا کہ بعض فاضل شریف لوگوں کے اخلاق میں پایا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص کا دل اپنی بیوی کی خاص محبت سے عاری ہوتا ہے پھر بھی وہ ایک عاشق کی طرح اپنی بیوی کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا سلوک کرتا ہے کیونکہ لوگ اخلاق کے معاملے میں مختلف واقع ہوئے ہیں، جس طرح سے لوگ رزق کے معاملے میں مختلف ہیں، چنانچہ حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی نعمت کسی کو عطا نہیں کی گئی،

لوگوں میں سے کوئی شخص نہیں جس کے اندر خرابی نہ ہو اور کبھی عورت کے اندر بھی کچھ نقص اور کوتاہی پائی جاتی ہے یا تو وہ حسن یا حالت میں ہو، یا عدم تدبیر میں ہو کیونکہ ہر مرد وعورت کے اندر مہارت تامہ کا ہونا مشکل ہوتا ہے۔ سوائے ان شریف لوگوں کے جو شرافت کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا یَفْرَكُ مُؤمِنٌ مُؤمِنَةً"، یعنی کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے، اِنْ کَرِہَ مِنھَا خُلُقًا رَضِیَ مِنھَا اٰخَرَ، اگر اس کی کوئی عادت اس کو ناپسند ہو تو اس کی دوسری عادت سے وہ

EmaanLibrary.com

راضی ہو جاتا ہے، (رواہ مسلم)

شریف اور اچھے اخلاق والا آدمی معمولی چیز سے چشم پوشی کرتا ہے اور کوئی شریف شخص معاملہ کی انتہا کو نہیں پہونچتا، چنانچہ کتنے لوگوں نے اپنی بیوی کو ناپسند کیا پھر وہی بیوی اس کے اور اس کے بال بچوں اور خاندان والوں کے لئے انتہائی مبارک ثابت ہوئی اور اس سے شریف اولاد پیدا ہوئیں، جنھوں نے ان کو نفع پہونچایا اور ان کے نام کو بلند کیا،

فَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّ	عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو، اور اللہ تعالیٰ
یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا	نے اس میں بہت زیادہ بھلائی رکھی ہو،

اور بہت سے لوگوں نے اپنی بیوی کی محبت اور اس کے حسن کے فتنہ میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا، دین اور اخلاق اور اہل وعیال کو برباد کر دیا، وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ، اور کوئی عجیب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ثابت ہو،

جب کسی شخص کو دیندار معزز اور نیک بیوی کی صحبت میسر ہو تو اسے یہ جان لینا چاہئے کہ اس کو سعادت اور بہت زیادہ شرافت حاصل ہوگئی۔ چنانچہ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ الْمَتَاعِ	یعنی دنیا ایک پونجی ہے اور سب سے بہتر
الزَّوْجَةُ الصَّالِحَةُ الَّتِیْ	پونجی نیک بیوی ہے، جس کی طرف جب وہ
اِذَا نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ	دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور اگر
اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ غَابَ	اس کو حکم دے تو حکم بجالائے اور اگر اس
عَنْهَا حَفِظَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا	سے وہ غائب ہو تو اپنی ذات اور اس کے مال

EmaanLibrary.com

وَمَالِہٖ علہ میں اس کی حفاظت کرے ،

اس عظیم نعمت کے شکریہ کے واجب ہے یہ ہے کہ وہ اپنی اس بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق اور بہتر سلوک کے ساتھ زندگی گذارے حدیث میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِھِمْ قَالَ وَأَنَا خَیْرُکُمْ لِأَھْلِیْ

مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے ۔ جو اخلاق میں سب سے بہتر ہو ۔ اور تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں ، جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہوں ،

اس کے بعد آپ نے فرمایا :۔

اور میں تم میں اپنی بیوی کے حق میں سب سے بہتر ہوں ، اس کو ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ، خصوصًا دیندار اور اخلاق حسنہ والی عورت

علہ اس حدیث کو امام مسلم نے عبداللہ بن عمر کی حدیث سے اختصار کرتے ہوئے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلزَّوْجَۃُ الصَّالِحَۃُ ، اور اس حدیث کو ابن ماجہ نے نبیؐ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰہِ خَیْرٌ لَہٗ مِنْ زَوْجَۃٍ صَالِحَۃٍ اِنْ اَمَرَھَا أَطَاعَتْہُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْھَا سَرَّتْہُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْھَا اَبَرَّتْہُ وَاِنْ غَابَ عَنْھَا حَفِظَتْہُ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ یعنی مومن نے اللہ کے تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز حاصل نہیں کی اگر وہ اس کو حکم دے تو فرمانبرداری کرے اور اگر اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کردے اور اگر اس پر قسم ڈالے تو اس کو پوری کرے ، اگر اس کا خاوند غائب ہو تو اپنے نفس میں اور اس کے مال میں اسکی حفاظت کرے ،

EmaanLibrary.com

زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ ان چیزوں میں سے سب سے بہتر ہوتی ہے جس کو انسان اپنی زندگی اور اپنے گھر میں حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ یہ اپنی لڑکیوں اور گھر والوں کی دین اور بہتر اخلاق پر تربیت کرتی ہے اور صحیح بخاری میں یہ حدیث مروی ہے أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَ لِجَمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ ، (بخاری ومسلم) یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کی جاتی ہے مال، حسب ونسب اور حسن اور دین کے سبب سے۔ تو تو دین والی کو ترجیح دے تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں،

چونکہ نکاح شرعی رسولوں کی سنت اور نسل انسانی کی بقا کے لئے ضروری ہے اس لئے دانشوروں پر اس کے دروازے کو کھولنا اور اس کے وسائل کو آسان کرنا ضروری ہے اور یہ چیز ان بیجا مطالبات اور پریشان کن تکالیف کے خلاف فیصلہ کرنے سے ممکن ہے جو اوسط درجہ اور تنگ دست مسلمانوں کے بیٹوں کے راستے میں ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جو ان کے درمیان اور لوگوں کے ملنے کے درمیان حائل ہوتی ہے۔ جو لوگ اس کا نکاح اپنی چچازاد لڑکیوں یا اپنے یہاں کی لڑکیوں سے کرنے کی رغبت رکھتے ہیں تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس سلسلہ میں مجلسوں پر مجلسیں قائم کریں جس میں مفید رایوں پر تبادلہ کیا جائے جس سے ان کا راستہ آسان ہو جائے اور جوانوں کی مشقت اور پریشانی ختم ہو جائے اور یہ کام نکاح کے بے جا خرچ کو کم کرنے کے ذریعے ہو سکتا ہے، جس کا اکثر حصہ فضول خرچی اور زیادہ عطیے اور ہدیے دینے اور بدانتظامی کی وجہ سے

EmaanLibrary.com

سے ضائع ہوجاتا ہے چنانچہ یہ نکاح شوہر اور بیوی کے گھر والوں کے حق میں خسارہ ثابت ہوتا ہے، اور عورت کوئی سامان نہیں جس کے نرخ کو بڑھانے کیلئے لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے بلکہ یہ ایک شریف اور آزاد عورت ہے جو لوگوں کو بیجا تکلف سے روکتی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خَيْرُ الصِّدَاقِ أَيْسَرُهُ" بہتر مہر اس میں سے سب سے جو آسان ہو، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے،

لَا تُغَالُوا فِي صَدُقَاتِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا رَسُولُ اللهِ فَإِنَّهُ مَا أَصْدَقَ أَحَدًا مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أُصْدِقَتْ أَحَدٌ مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسِمِائَةِ دِرْهَمٍ۔

یعنی عورتوں کے حق میں مبالغہ نہ کرو کیونکہ اگر زیادہ مہر باندھنا دنیا میں عزت کی چیز ہوتی یا اللہ کے نزدیک تقوی کی چیز ہوتی تو اللہ کے نبیؐ زیادہ لائق تھے کہ زیادہ مہر مقرر فرماتے کیونکہ آپ نے اپنی بیویوں میں سے کسی کے لئے اور نہ اپنی لڑکیوں میں سے کسی کے لئے پانچ سو درہم سے زیادہ مہر مقرر کی

اور پانچ سو درہم ایک سو ریال کی مقدار سے کم ہوتا ہے، لیکن شریف لوگ مہر کی زیادتی کو اپنے نزدیک کچھ نہیں سمجھتے بلکہ ان کا حقیقی مقصد عورت کو مرد کے رشتہ زوجیت میں خوشحالی اور راحت کی حالت میں باندھنا ہوتا ہے چنانچہ یہ لوگ شوہر اور بیوی کے گھر والوں سے اس ضرر رساں اسراف

EmaanLibrary.com

پر باہم تکرار کرتے ہیں، اور یہ لوگ اپنے میں سے کسی کی لڑکی یا آزاد کردہ لونڈی کے لئے کسی برابر کے شخص کے پیغام سے روکتے نہیں جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب نے اپنی بیٹی حفصہ کو حضرت عثمان بن عفان رضؓ پر شادی کے لئے پیش کیا تو انہوں نے شادی کی خواہش نہ ہونے کے سبب سے معذرت چاہی پھر اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر پیش کیا تو انہوں نے خاموشی اختیار کی اور انکا کچھ نفی یا اثبات میں جواب نہیں دیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شادی کا پیغام دے کر ان سے شادی کرلی ،

ان بے جا مطالبات اور پریشان کن تکالیف کے باعث اکثر کنواری باکرہ نوخیز غیر شادی شدہ لڑکیاں اور بیوہ عورتیں اپنے گھروں میں پڑی رہتی ہیں ۔ وہ اپنے شباب کو کھا جاتی ہیں اور ان کی عمریں رفتہ رفتہ ختم ہوتی جاتی ہیں ۔ اصل جرم یہ بے جا مطالبات اور پریشان کن تکالیف کا جرم ہے چنانچہ ایک شخص شادی کا پیغام دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تاجر نہیں ہے پھر دوسرا پیغام دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس کا مرتبہ بلند نہیں ہے ، اس کے بعد تیسرا پیغام دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ ہمیں زیادہ مال نہیں دے سکتا ،

اس تردید سے لڑکی کا حسن و شباب ڈھلنے لگتا ہے گویا کہ لڑکی ایک سامان ہے ، جس کو نرخ بڑھانے کے لئے پیش کیا جاتا ہے حالانکہ اگر اس لڑکی کو اختیار دے دیا جائے تو جو بھی اس کے موافق اور برابر کا پیغام دینے والا ملے گا ، اس کو قبول کرے گی ، اور کہے گی کہ میرا رزق اور اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَ یعنی تم اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو

EmaanLibrary.com

الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (نور، ۳۲)

اور اپنی لونڈیوں اور غلاموں میں سے جو نیک ہوں ان کا بھی نکاح کردو اگر وہ مفلس ہونگے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل وکرم سے خوشحال کردیگا۔

"الایامی" ہر اس مرد یا عورت کو کہیں گے جس کے پاس جنس مخالف نہ ہو،

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ بیواؤں سے نکاح کرنے میں آسانی پیدا کریں اور اس سلسلے میں ان کی معاونت کریں۔

مذکورہ آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کے لئے مناسب نہیں کہ تم برابر کے پیغام نکاح دینے والے شخص کے پیغام کو قبول کرنے سے روکو اس کا احساس کرتے ہوئے کہ وہ مفلس اور تنگدست ہے کیونکہ شادی مالداری کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اور اس لئے بھی کہ مفلسی ایک عارضی چیز ہوتی ہے۔ جو زائل ہوجاتی ہے، اور کتنے مفلس وتنگدست شادی کے بعد مالدار ہوگئے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،،

اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَزَوِّجُوْہُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ

(ترمذی)

جس وقت تمہاری طرف کوئی نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین واخلاق سے تم راضی ہو تو تم اس سے شادی کرلو اگر تم نکاح نہ کروگے تو زمین پر بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا،

EmaanLibrary.com

بعض لوگ اپنی بیٹیوں کو تجارت کا سامان سمجھ لیتے ہیں چنانچہ جب لوگوں میں سے کوئی شخص ان کی لڑکی یا بہن کی طرف نکاح کا پیغام بھیجتا ہے تو وہ اس کے پیغام نکاح کو قبول کرلیتا ہے اور اس کے لئے چھری تیز کرتا ہے تاکہ اس کے گوشت اور ہڈی کے درمیان جو کچھ ہے اس کو جدا کردے اس طرح سے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس اس حالت میں جائے کہ اس کی ہڈی پر گوشت اور اس کے جسم میں روح نہ رہے۔

یہ تمام چیزیں ان مشقت میں مبتلا کرنے والے مطالبات کی وجہ سے ہوتیں ہیں جس کے باعث لوگ قرض لیتے ہیں جو رنج وغم کا سبب بنتا ہے اور ان لوگوں کو ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ شوہر کے آرام و راحت ہی میں ان کی لڑکی کا آرام وسکون ہے،

چنانچہ دانشمند اور دوراندیش کا یہ کام ہے کہ وہ عقلمندوں کو سختی نہ کرنے اور سہولت وآسانی کرنے پر مجبور کرے کیونکہ آسانی رحمت و برکت ہے، اسلئے آسانی کرو سختی نہ کرو خدا کی قسم مجھ کو ایک انتہائی اچھے اخلاق اور شریف آدمی کا اپنے بہنوئی کے ساتھ نرمی اور سہولت کرنے کے معاملہ کی خبر اسطرح سے پہونچی کہ وہ اس کا انتہائی خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرتا ہے، پھر اسکی بیوی کو انتہائی آرام و راحت کی حالت میں اس کے سپرد کردیتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے دلوں میں اس کی قدر و منزلت کا سکہ بیٹھ جاتا ہے، اور اس کی شرافت اور فخر کا لوگوں میں چرچا ہوتا ہے اسلئے کہ یہی نکاح خیر وبرکت کے لائق ہے،

دینتدار اور اچھے اخلاق والی عورت کو میری نصیحت ہے کہ وہ حتی المقدور

EmaanLibrary.com

مصیبت کے وقت اپنے شوہر کی مددگار بنے چنانچہ کہا گیا کہ اَمْرَأۃُ الصُّعْلُوْتِ اِحْدٰی یَدَیْہِ "کہ مفلس کی بیوی اس کا ایک بازو ہوتی ہے۔ اور عورت ضرورت سے زیادہ نفقہ شوہر سے نہ طلب کرے جس کو پورا کرنے سے وہ عاجز رہے اور اس سلسلہ میں اس کو مشقت کا سامنا کرنا پڑے جیسے قیمتی گھڑی یا سونے کے زیورات وغیرہ یہ ان گرانقدر چیزوں میں سے ہے، جس کو معمولی تنخواہ پانے والا ملازم خریدنے سے عاجز رہتا ہے، عورت پر یہ حرام ہے کہ وہ اپنے شوہر کو بے قرار اور پریشان کرے یا اس کے بستر سے الگ ہو جائے یا ایسے مطالبہ کی وجہ سے جس کو شوہر پورا کرنے سے عاجز ہوتا ہے وہ شوہر کے گھر سے نکل جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ بِاَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	اس شخص کی طرف دیکھو جو تم میں سے کمتر ہو اور تم اپنے سے بلند رتبہ لوگوں کو مت دیکھو یہی زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ کی نعمت کو جو تم کو عطا کی گئی ہے۔ حقیر نہ سمجھو۔

٭ ٭ ٭

چنانچہ معمولی تنخواہ والے ملازم کی بیوی کسی تاجر یا بادشاہ کی بیوی کی طرف نہ دیکھے کیونکہ سخاوت مال سے ہوتی ہے اور ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے، اور تنگدست کسی کو کچھ نہیں دے سکتا اسلئے عورت پر واجب ہے کہ وہ شوہر کی بدحالی اور تنگدستی پر صبر کرے اور عجیب نہیں کہ اللہ تعالی اس پریشانی کے بعد آسانی پیدا کر دے۔

اور جس چیز کی ہم نصیحت کرنا مناسب سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ دعوت ولیمہ

EmaanLibrary.com

یں کم خرچ اور درمیانہ روی کا لحاظ کیا جائے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ یہ سب سے خراب کھانا ہے جس کی دعوت اس کے ناپسند کرنے والے کو دی جائے اور اس میں آنے والے کو اس سے روکا جائے، چنانچہ لوگ اس میں زیادہ خرچ کرنے سے پرہیز کریں اور سنت پر عمل کرتے ہوئے کفایت شعاری سے کام لیں جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ (بخاری ومسلم) ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری سے ہو۔ لفظ "لو" کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہاں پر تکثیر کے لئے ہے اور بعض لوگ قلت بیان کرنے کے لئے مانتے ہیں،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیوی یعنی صفیہ بنت حیی سے شادی کرنے کے موقعہ پر دو مد جو سے ولیمہ کیا جب کہ آپ تمام مخلوق کے سردار تھے، چنانچہ بعض لوگ شادی کے موقعہ پر ولیمہ کرنے کے لئے چالیس یا پچاس یا اس سے کم وبیش جانور ذبح کرڈالتے ہیں اور کبھی اس کے ساتھ ایک اونٹ بھی ذبح کرتے ہیں، اور ساتھ ہی ساتھ پلاؤ اور انواع واقسام کے میوے کا اہتمام کرتے ہیں، اکثر لوگ خصوصا شریف لوگ اس دعوت میں شرکت کرنے سے معذور ہوتے ہیں چنانچہ گوشت اور کھانے کا اکثر حصہ بچ جاتا ہے، جس کو کوڑے کرکٹ کی جگہ پھینک دیا جاتا ہے، یا جانوروں کو کھلا دیا جاتا ہے، جبکہ بہت سے محتاج لوگ دیگچیوں کے پاس کھانا طلب کرنے کے لئے شور کرتے ہیں اور اسطرح کے کھانے کے خواہش مند ہوتے ہیں بیشک یہ مال شوہر اور بیوی کے گھر والوں پر برباد ہوتا ہے، جیساکہ کہا گیا،

وَلَمْ يُحْفَظْ مُضَاعَ الْمَجْدِ شَيْءٌ   مِنَ الْأَشْيَاءِ كَالْمَالِ الْمُضَاعِ

EmaanLibrary.com

کھوئی ہوئی شرافت کی حفاظت کوئی بھی چیز نہیں کرسکتی جیساکہ برباد کیا گیہ
مال ہوتا ہے ، اس طرح سے بے جا مطالبات نے اکثر مسلم نوجوانوں کو غیر مسلم عورتوں
اور ان کافر عورتوں سے شادی کرنے پر مجبور کیا جن کے پاس دین واخلاق نام
کی کوئی چیز نہیں ہوتی ، اور یہ عورتیں نماز وروزہ اور اسلام کے تمام احکام کو علی
الاعلان چھوڑتیں ہیں اور اس کے واجب نہ ہونیکا کھلے طور پر اظہار کرتی ہیں ،

حقیقت یہ ہے کہ ان جیسی عورتوں سے کسی مسلم کی شادی کرنا حرام ہے ،
نہ یہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور نہ یہ مرد عورتوں کے لئے حلال ہیں ، اور کافر
عورتوں کی ناموس کو قبضے میں نہ رکھو اسی طرح سے ایک مسلمان شخص کا کسی ایسے
ملحد سے اپنی بیٹی یا لونڈی کی شادی کرنا حرام ہے ، جس کے بارے میں وہ جانتا
ہے کہ وہ نماز روزہ کا پابند نہیں یا اس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ وہ حرام کردہ فعل
اور شراب نوشی کو حلال سمجھتا ہے اسلئے اس جیسے شخص سے شادی کرنے میں
عورت کے دین وعقیدہ اور نسل اور بذات خود وہ خطرہ میں پڑ سکتی ہے چنانچہ کہا گیا
کہ جس شخص نے اپنی لونڈی کی شادی کسی فاسق سے کردی اس نے اس سے
اپنا تعلق ختم کرلیا ، کسی مسلمان عورت کا ایسے شخص سے نکاح کرنا جو نماز وروزہ
ترک کرنے کو مباح سمجھتا ہو جائز نہیں ہے اور اس کا نکاح منعقد نہیں ہوگا ،
اور وہ عورت اس کے پاس زانیہ کی طرح باقی رہے گی ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے .

اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ	ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے اور
وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ	ناپاک مرد عورتوں کے لئے اور پاک
وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ	عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک
وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ (نور: ۲۶)	مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں ۔

EmaanLibrary.com

تم لوگ اپنی غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں سے توبہ کرلو ۔ اور اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو، اور اپنے رب کے فرائض و احکام کی پابندی کرو ۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو ،

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

EmaanLibrary.com

SUNNI WA BIDAI
TALAQ KA
SHARAI HUKM

PUBLISHERS
AL-DARUSSALAFIAH
13, MOHAMED ALI BUILDING, BHENDI BAZAR,
BOMBAY. 400 003 (INDIA)

EmaanLibrary.com